بانی سیرت رسول ﷺ کمیٹی
اور
یوم عید میلاد النبی ﷺ



سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ

سید سخاوت علی گیلانی القادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ

عاشق رسول ﷺ، خادم خلق خدا
بانی سیرت رسول ﷺ کمیٹی

اور

یوم عید میلاد النبی ﷺ

سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ

سید سخاوت علی گیلانی القادری
چک قاضیاں براستہ نورکوٹ تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال
0345-5990282, 0331-5187202
E-mail:syedsakhawatgillani@yahoo.com

کتاب:	سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ
مصنف:	سید سخاوت علی گیلانی القادری
معاونین:	بشارت علی سید
	شفقت علی سید
سال اشاعت:	2012
تعداد:	500
کمپوزنگ:	خرم شہزاد، ماڈل ٹاؤن ہمک، اسلام آباد
مطبع:	فیض السلام پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
قیمت:	دعائے خیر
ناشر:	سید سخاوت علی گیلانی القادری

چک قاضیاں براستہ نورکوٹ تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال

0345-5990282, 0331-5187202

E-mail:syedsakhawatgillani@yahoo.com

فہرست

پیش لفظ	7
حالات زندگی	11
شجرہ نسب	26
رنگون (برما) روانگی	31
خان بہادر ولی اینڈ کمپنی	33
عیسائی پادری سے مناظرہ	36
سلسلہ نظامیہ میں شمولیت	45
کشفی کی وجہ تسمیہ	51
خرقہ خلافت	54
اداروں کی مالی معاونت	55
مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی رہائی	57
چک قاضیاں میں یوم خلافت	59
مولانا ظفر علی خان سے ملاقات	60
تحریک سیرت	63
تحریک سیرت رسول ﷺ اور عید میلاد النبی ﷺ سے حصول نتائج	79
عید میلاد النبی ﷺ	82

شاہ جی کی کوششوں کا احوال	87
تنظیم ملت	90
حادثہ مسجد کانپور	96
تحریک خلافت	98
شدھی تحریک	101
کشفی شاہ کا عظیم ترین کام	102
شیریں کلام	105
جن بزرگوں سے فیض یاب ہوئے	106
جلسے اور جلوس	107
چک قاضیاں واپسی اور پھر رنگون آمد	108
شادی اور اولاد	111
مریدین	112
وفات	115
عرس مبارک	118
کشف و کرامات	119
پردہ کر جانے کے بعد کی کرامات	138
قصیدہ قمر	143
مختلف اخبارات سے اقتباس	153

☆..........☆..........☆

پیش لفظ

امام الانبیاء کے بعثت کے بعد سلسلہ نبوّت تو ختم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کے اس عمل کی غایت قائم رہی۔ انسانیت کی راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ولایت کا در کھول دیا۔ اس منصب پر فائز صاحبان قال و حال کو ولی اللہ کہا گیا۔ یہ ولی اللہ اپنے اعمال و کردار کو نمونہ بنا کر انسان کو قرب الٰہی کی منزل پر پہنچا دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے۔ اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق رہے۔ وہ جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے اطاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اس امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ ولی اللہ وہ ہے جو خدا کو اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہے۔ وہ چشم دل سے اسے دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کے ساتھ ہمیشہ ربط وضبط کا خواہش مند رہتا ہے اور اس کے قرب کا سدا طلب گار رہے۔ اولیائے کرام کی سوانح حیات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے فریضہ تبلیغ اور خدمت خلق کی ذمہ داری بطریق احسن نبھائی ان کی تعلیم اور تلقین و ترغیب کا سب سے بڑا

ہدف لوگوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کو راسخ کرنا ہے۔ یہ عظیم ہستیاں وہ فرزندان اسلام ہیں جو اولیائے کرام کے نام سے دنیا میں پہچانے جاتے ہیں۔ انسانی اخلاق و کردار کو سنوارنے کا عظیم الشان راز ان پر عیاں ہو جاتا ہے اور وہ اس راز کے ذریعے انسانوں کو دین اور دنیا کی فلاح کی جانب رواں دواں کرتے ہیں۔ اولیاء کرام ایثار، خدمت، محبت، اعلیٰ اخلاق، حق گوئی و حق پسندی، راست گفتاری و راست کرداری اور وسعت فکر و عمل کی صفات سے مزین ہوتے ہیں۔

یہ بات غیروں نے بھی تسلیم کی ہے کہ برصغیر میں دین اسلام کی اشاعت کے لئے اولیاء اللہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان صاحبان طریقت نے اس انداز سے توحید باری تعالیٰ اور عشق رسول ﷺ کے ان مٹ نقوش انسانی دل و دماغ پر کندہ کئے کہ آج تک اولیاء کرام کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔ دنیا نے کئی رنگ بدلے، کئی انداز اپنائے، مگر اولیاء اللہ نے مسلسل ایک انداز اور استقامت سے سنت رسول ﷺ اپنائے رکھی جو انسانیت کو متاثر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ حکمران دنیا سے چلے جائیں تو ان کے نام و نشان مٹ جاتے ہیں لیکن اولیائے عظام وصال فرما جائیں تو قیامت تک ان کو مانا جاتا ہے اور ان کے عرس مبارک منائے جاتے ہیں۔

سید محمد اشرف کشفی شاہ گیلانیؒ پاک و ہند میں وہ پہلے اور واحد فرد ہیں جنہیں یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے امت کو بارہ وفات کا دن صرف گھروں میں منانے کی بجائے گلی، محلوں، بازاروں، شہروں میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا ایک خوبصورت نام دیا۔ اور اسے مذہبی جوش و خروش اور شان و شوکت سے منانے کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اپنی کوششوں سے صرف ملک کے طول و عرض میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام ممالک میں منانے کے لئے ایسی

کامیابی حاصل کی کہ اسے ایک عالم گیر تحریک بنا دیا۔ آپ نے ہندومت کے مقابلہ اور آریہ سماج کے حملوں کا دندان شکن جواب دینے کے لئے نہایت وسیع پیمانے پر جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کا انعقاد کیا۔

سید محمد اشرف کشفی شاہ گیلانیؒ رنگون میں خان بہادر ولی اینڈ کمپنی کے منتظم اعلیٰ تھے۔ یہ کمپنی کوئلہ سپلائی کرنے اور سرکاری عمارتوں اور سڑکیں بنانے کے کروڑوں روپے کے ٹھیکے لیتی تھی۔ شاہ جی کی فہم و فراست اور حسن تدبر تھا کہ اپنے دامن کو ہر الجھاؤ اور ٹکراؤ سے بچاتے ہوئے کاروباری فرائض کے ساتھ مسلمانوں کی خدمت اور اسلام کی اشاعت کا بھی برابر کام کرتے رہے۔

شاہ جی نے تمام عمر عید میلاد النبی ﷺ کی محفلوں اور مجلسوں کی رونق بڑھائی اور مسلمانوں میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کو شان و شوکت سے منانے، بڑے بڑے جلسے کرنے ،جلوس نکالنے کی ابتدا آپ نے کی جو عالم اسلام کی شان و شوکت اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا مظاہرہ ہوتے اور اس کے فروغ کے لئے بھرپور حصہ لیا۔

آپ تبلیغ اسلام کی غرض سے تبلیغی انجمنوں، اداروں اور اخبارات کی دل کھول کر مدد کرتے اور جو کچھ کماتے سب بنی نوع انسان کی امداد، ہمدردی اور خدمت میں صَرف کر ڈالتے۔ آپ نے لاکھوں روپیہ سالانہ درد کے ماروں، غم زدوں، غریبوں، یتیموں، بیواؤں میں خفیہ طور پر خرچ کیا جس کا علم کسی کو بھی نہ ہونے دیا۔

سید سخاوت علی گیلانی

حالاتِ زندگی

سید محمد اشرف کشفی گیلانی تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال سابقہ ضلع گورداسپور کے ایک مشہور گاؤں چک قاضیاں (اکبر پور مبارک) میں 1312 ہجری ماہ شوال مطابق یکم مئی 1896 عیسوی میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں مغل بادشاہ شہنشاہ اکبر نے تعمیر کروا کہ سادات خاندان کو دیا اور اس کا نام اپنے نام پر اکبر پور مبارک رکھا۔ 1799ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس گاؤں کا نام اکبر پور مبارک سے تبدیل کر کے چک قاضیاں رکھ دیا۔ اس گاؤں کو انسان دوستوں اور اولیاء اللہ کی سرزمین بھی سمجھا جاتا ہے۔ اسے نارووال کا ملتان بھی کہا جاتا ہے۔

سید محمد اشرف کشفی گیلانی نے 1317ھ بمطابق 1901ء ابتدائی تعلیم اپنے چچا سید گوہر علی شاہ سے کلامِ الٰہی سے شروع کی۔ اس وقت آپ کی عمر 5 سال تھی۔ 9 سال کی عمر میں قرآن حکیم کی ناظرہ تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد آپ نے اردو فارسی کی کتابیں، گلستان بوستاں، توشہ آخرت اور زینت اسلام پڑھیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم چک قاضیاں کے مدرسہ سے حاصل کی۔ مارچ 1906ء میں آپ نے پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا اور چھٹی جماعت میں داخلہ لینے کے لئے 4 اپریل 1906ء کو گورنمنٹ مڈل سکول شکر گڑھ چلے گئے۔

آپ روزانہ چک قاضیاں سے پیدل شکر گڑھ پڑھائی کے لئے جاتے تھے۔ وہیں سے سپیشل کلاس کا امتحان پاس کیا۔ سپیشل کلاس اس زمانے میں ساتویں جماعت کو کہتے تھے۔ آپ پڑھ لکھ کر ایک بڑے سرکاری افسر بننا چاہتے تھے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ روحانی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور اس میں ترقی پاتے چلے گئے۔ آپ نے بچپن میں اپنے آپ کو کھیل کود سے دور رکھا۔ عام لڑکوں کی طرح نہیں تھے۔ زیادہ وقت گوشہ تنہائی میں رہ کر یکسوئی کے ساتھ عبادت میں گزارا اور عبادت کو زیادہ وقت دے کر خوش ہوا کرتے تھے۔ آپ عبادت تزکیہ نفس کے لئے کرتے تھے۔ اس کے لئے آپ نے بابا مالک شاہ کے مزار کے قریب تالاب کے ایک کنارے درخت کے نیچے کھدائی کر کے وہاں اپنے بیٹھنے کی جگہ بنا کر عبادت کرنا شروع کی۔

15 سال کی عمر میں آپ نے 8 ویں جماعت کا امتحان پاس کر لیا۔ انہی دنوں شکر گڑھ میں ایک سرکاری افسر قاضی بٹالوی آئے جو صوم وصلوۃ کے پابند تھے اور ایک عالم باعمل بھی۔ وہ شکر گڑھ کی ایک مسجد میں پانچ وقت نماز پڑھاتے اور جمعہ کے دن وعظ بھی کرتے تھے۔ اور روزانہ صبح مسجد میں قرآن حکیم کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ وہ پہلے قرآن مجید کی آیات کا لفظی ترجمہ اور پھر اس کی تفسیر بیان کرتے۔ آپ کو ان کا انداز بیان اور طریقہ تدریس بے حد پسند آیا۔

اس لئے جب تک قاضی صاحب شکر گڑھ تعینات رہے آپ اس کے درس میں شریک ہوتے رہے۔ بلکہ خود آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کا شوق قاضی صاحب کی وجہ سے ہی پیدا ہوا۔ اور آج میں اسی وجہ سے قرآن مجید کی آیات کا بڑی آسانی سے ترجمہ کر لیتا ہوں۔ اس کا مفہوم، معانی بخوبی سمجھ لیتا ہوں۔ قاضی صاحب کا تبادلہ

شکر گڑھ سے کہیں اور ہوا تو پھر آپ گاؤں میں ہی وقت گزارا کرتے۔

انہی دنوں آپ نے اپنے ہم عمر دوستوں سے مل کر گاؤں میں اپنے طور پر ایک بنک کا نظام بنایا جس میں 5000 کوڑیاں اور 1600 روپے چاندی کے جمع کیے۔ مرکزی بنک کے علاوہ جس کے نگران خود شاہ صاحب تھے چار ذیلی شاخیں کے نگران احمد شاہ، مولا بخش، امام علی نظامی اور محمد جمیل نظامی تھے۔ یہ تمام لوگ شاہ صاحب کے ساتھی، ہم جماعت اور دوست تھے۔ سکول کی ضرورتوں کو پورا کرنے، غریب اور نادار طلبہ کی مدد کرنے کے لئے ان بنک کی تمام شاخوں سے بڑا کام لیا گیا۔

بنک کے ساتھ ڈاک خانے کا ہونا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ شاہ صاحب نے دوستوں کے تعاون سے ڈاک خانہ قائم کرنے کا اہتمام کیا۔ ڈاک لانے اور لے جانے کا محدود مقامات تک وسیلہ بھی قائم کر دیا۔

آپ کی طبیعت کا ایک خاص نہج اور منفرد مقام پر ہونا اس بات کی طرف دلیل ہے کہ آپ اوائل عمری میں ہی روحانیت کے درجے طے کرتے جا رہے تھے۔ آپ کا رجحان دین کی طرف بہت زیادہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جوانی کا زمانہ ایسے دکھائی دیتا جیسے آپ کوئی بہت بڑی عمر کے بزرگ ہیں۔ عام مشاغل سے بے نیاز ہو کر عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ ہر شب سونے سے پہلے قرآن پاک کے دو پاروں کی تلاوت کرتے۔ پھر رات کے پچھلے پہر تہجد کے لئے اٹھتے تو اس وقت ان پاروں کا ترجمہ پڑھتے اور زبانی یاد کرتے جن پاروں کی تلاوت رات کو سونے سے پہلے کی ہوتی تھی۔ پھر نماز فجر ادا کرتے۔

گورنمنٹ مڈل سکول شکر گڑھ سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد گاؤں میں ابھی آپ کو چند مہینے ہی گزرے تھے کہ آپ کے بڑے بھائی سید فیروز شاہ نے آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے

ڈیرہ بابا گورونا نک بھیج دیا۔

جنوری 1912ء میں آپ نے ڈیرہ بابا گورونا نک ہائی سکول میں داخلہ لے لیا۔ آپ کے ساتھ کچھ دوست بھی تھے جو اسی سکول میں داخل ہوئے تھے۔ آپ نے دوستوں کے قیام اور طعام کے لئے ایسا کیا کہ ہاسٹل میں رہنے کی بجائے دوستوں کے تعاون سے ایک مکان کرائے پر لے لیا اور سب مل کر اس میں رہنے لگے۔

اس دوران آپ نے تقسیم نظام اس طرح کیا کہ سب دوستوں کو الگ الگ کام دیئے۔ سب سے پہلے کھانے کا اہتمام کیا جاتا۔ کوئی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا۔ کوئی آگ جلاتا، کوئی کھانا بناتا، کوئی کنویں سے پانی لے کر آتا، کوئی برتن دھوتا۔ جب کھانا تیار ہو جاتا تو سب ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ کھانا کھانے کے بعد سب سکول چلے جاتے۔ پھر سکول سے فارغ ہو کر گھر واپس آتے تو کچھ آرام کرنے کے بعد پڑھنا شروع کر دیتے۔

سکول کی پڑھائی سے آپ کو ذہنی سکون نہ ملا آپ کو انگریزی زبان سے نفرت تھی۔ اس دلی نفرت کا تعلق تاریخ اسلام کے ان واقعات سے تھا جن میں اسلام کی خدمت اپنی مدافعت اور حفاظت کے لئے مسلمانوں کو عیسائیوں سے بار بار نبرد آزما ہونا پڑتا۔ تاریخ میں یہ لڑائیاں صلیبی جنگوں کے نام سے موسوم ہیں۔

آپ کو اسلام کی تاریخ سے بچپن ہی سے گہرا لگاؤ تھا۔ آپ اکثر تاریخی کتابوں کا مطالعہ کرتے جب آپ نے پڑھا کہ 8 ہجری میں آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں پہلی صدی ہجری کے اوائل ہی سے 19 ویں صدی عیسوی تک عیسائیوں نے ہر جگہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میدان کارزار گرم کئے رکھا۔ دنیائے اسلام کے 90 لاکھ مربع میل رقبے پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ آپ کو انگریزوں سے نفرت ہو گئی۔

ہندوستان میں بھی عیسائی مغلیہ دور میں فائدہ اٹھا کر تجارت کے بہانے آئے اور پھر حکومت کرنے لگے اور مسلمانوں کی سلطنت کو ختم کر کے انہیں محکوم بنالیا تھا۔ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھ لیا۔ پھر جب آپ نے دیکھا کہ ان دشمنوں کی زبان انگریزی ہے یہ انگریز کہلاتے ہیں تو آپ کو انگریزی پڑھنے سے بھی نفرت ہوگئی۔ آپ نے دسویں کلاس میں پہنچنے کے بعد سکول جانا چھوڑ دیا۔

دوران تعلیم آپ کا شمار بے حد ذہین اور ہونہار طلبہ میں ہوتا تھا۔ مگر تاریخی مطالعے سے آپ ذہنی انقلاب سے دوچار ہوئے تو اپنے پرائے سبھی دنگ رہ گئے۔ ہر کسی کو سکول چھوڑنے پر دلی رنج ہوا۔ مگر آپ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھے۔ آپ بتاتے تھے کہ اردو، فارسی، تاریخ، ریاضی تمام مضامین میں میرا شمار نہایت ذہین طلبہ میں ہوتا تھا۔ لیکن انگریزی میں نہیں کیونکہ انگریزی سے مجھے شدید نفرت تھی۔ بلکہ میں انگریزی پڑھنے کو گناہ سمجھتا تھا۔

سکول چھوڑنے کا سب سے زیادہ افسوس آپ کے بڑے بھائی سید فیروز الدین گیلانی کو ہوا۔ وہ آپ کو ایک سرکاری افسر کی حیثیت میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے ان کی خواہش تھی کہ آپ اعلیٰ تعلیم ضرور حاصل کریں۔

جب آپ کے رشتے کے بھائی سید ابراہیم شاہ کو معلوم ہوا کہ آپ نے سکول چھوڑ دیا ہے صرف اس وجہ سے کہ آپ کو انگریزی زبان سے نفرت ہے۔ وہ رنگون (برما) میں کاروبار کرتے تھے۔ انہوں نے رنگون سے آپ کو علی گڑھ کالج کے فارم بھیج دیئے اور کہا کہ درخواست کے ساتھ یہ فارم علی گڑھ کالج بھیج دیں۔

علی گڑھ کے نام کی نسبت اس کے علمی ماحول اور پاکیزہ فضا کے تصور سے آپ کو بڑی خوشی ہوئی۔ آپ نے علی گڑھ کالج کے سیکرٹری کے نام خط لکھ دیا۔ جس میں حصول تعلیم کے

لئے آپ نے شدت سے خواہش ظاہر کی اور لکھا کہ گھر کے مالی حالات ایسے نہیں کہ میرے تعلیمی اخراجات اٹھائے جا سکیں۔ اگر آپ کے ادارے کے فنڈ میں میری تعلیم کی ضرورتیں پوری ہو سکیں تو پھر مجھے داخل کر لیا جائے۔

ادارے کے سیکرٹری نے معذرت کے ساتھ آپ کو جواب دیا کہ اگر آپ میٹرک پاس کر لیں تو پھر آپ کو داخلہ مل سکتا ہے۔ اور آپ کے تعلیمی اخراجات بھی ادارے کی طرف سے اٹھائے جا سکتے ہیں۔ مگر میٹرک پاس کرنے کے لئے انگریزی زبان کا پڑھنا ضروری تھا۔ اس کے بغیر تعلیم میں کسی کو کامیاب تسلیم نہیں کیا جاتا اور آپ کسی قیمت پر بھی انگریزی پڑھنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ لہٰذا سیکرٹری علی گڑھ کالج کے اس خط سے بہت مایوس ہوئے۔ آپ اگرچہ سکول کی تعلیم چھوڑ چکے تھے تاہم دینی اور تاریخی کتب کے مطالعے کا شوق برابر جاری رہا۔ حسن اتفاق سے جب آپ کی نظر سے ایک ایسی کتاب گزری جس میں انگریزی زبان سیکھنے اور پڑھنے کی ضرورت کی وضاحت کی گئی تھی تو اس کے مطالعے سے آپ کے نقطہ نظر میں واضح تبدیلی آنے لگی۔ اس کتاب کا موضوع حصول علم تھا۔ یہ سر آغا خاں کی کتاب تھی جس میں مسلمانوں کو زمانے کے حالات کے ساتھ چلنے۔ انگریزی پڑھنے اور نئے علوم کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور لکھا تھا کہ اگر مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ دی تو ہندوؤں کا زندگی کے ہر میدان میں مسلمانوں پر ہمیشہ پلّہ بھاری رہے گا۔

حقیقت میں انگریزوں کی حکمت عملی بھی یہی تھی کہ مسلمانوں کو جدید علوم سے محروم اور ناخواندہ رکھا جائے تاکہ مسلمان کبھی انگریز کے سیاسی حریف نہ بن سکیں، انگریزوں نے چونکہ مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی اس لئے انہوں نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کو سیاسی طور پر ختم کرنے کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں ہندوؤں کو آگے بڑھایا جائے اور مسلمان

پستی میں دھکیل دیئے جائیں کہ وہ پھر کبھی نہ اُبھر سکیں۔

انگریزوں کی اس گہری چال کو مسلم سیاست دان بخوبی سمجھتے تھے اس لئے وہ سرسید احمد خان کے بنائے ہوئے علی گڑھ کالج کا تذکرہ کرتے۔ ملک میں چرچا ہونے لگا اور زور دیا جانے لگا کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ دوسروں کی طرح وہ بھی انگریزی پڑھیں تا کہ ملک میں حکومت کی کلیدی اسامیاں حاصل کرسکیں ورنہ ہندو اور سکھ بہت آگے نکل جائیں گے اور مسلماں ان لوگوں سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔

قومی رہنماؤں کے خیالات سے آپ کے دل و دماغ نے بہت گہرا اثر قبول کیا۔ چنانچہ آپ نے انگریزی تعلیم سے نفرت کی بجائے اس کے حصول کا مصمم فیصلہ کرلیا۔ حتیٰ کہ اپنی رائے تبدیل کرلی۔ دن رات کی ذاتی محنت اور شوق سے آپ کو انگریزی پڑھنا، لکھنا اور بولنا آ گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ انگریزی پڑھنا ہرگز ناجائز نہ تھا۔ میں نے اسے خلاف شرع سمجھا تو یہ میری بھول تھی۔ میں اپنی غفلت سے اس حقیقت کو نظر انداز کر گیا کہ انگریزی زبان کی تعلیم وقت کی ایک اہم ضرورت ہے بلکہ ہر آدمی کو چاہیے کہ زمانہ حال کے مطابق انگریزی تعلیم بھی حاصل کرے۔

سرکاری دفتروں میں فارسی زبان جو مسلمانوں کی حکومت کی علامت تھی 1853ء سے ختم ہو چکی تھی۔ اس کی بجائے انگریزی زبان سرکاری زبان بن چکی تھی۔ ہندوستان کی برطانوی حکومت میں صرف ایسے لوگوں کو سرکاری ملازمت ملتی تھی جو انگریزی جانتے تھے۔ عربی اور فارسی کے عالموں کو اب تعلیم یافتہ نہیں مانا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ سرکاری ملازمت سے محروم تھے۔

سرکاری اداروں کے علاوہ غیر سرکاری اداروں اور تجارتی کمپنیوں میں بھی انگریزی

زبان کے بغیر کام نہیں چلتا تھا کیونکہ خط و کتابت انگریزی میں ہوتی تھی ۔ زندگی کا سارا کاروبار انگریزی زبان ہی سے چلتا تھا۔

رنگون میں شاہ جی کے شب و روز جس انداز میں بسر ہو رہے تھے اس میں فرصت اور مہلت نام کی کوئی شے نہ تھی ۔ آپ ہمہ وقت مختلف کاموں میں مصروف رہتے اور بہت سے ملی وقومی اور سماجی کام بھی کرتے چلے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو رنگون شہر میں ہندوستان کے مختلف الخیال طبقوں کے بڑے بڑے رہنماؤں سے ملنے اور ان کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کے بھی لاتعداد مواقع ملے۔

شاہ بھی ایک صاحب ثروت بزرگ ، اخلاق و ایثار ، زہدوتقوئی اور عمدہ عادات غرض ظاہری اور باطنی محاسن سے آراستہ تھے ۔ دل میں درد اور سوز کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آپ دین اور دنیا دونوں کاموں میں پورا انہماک رکھتے تھے۔ آپ صبح 6 بجے سے رات 9 بجے تک اپنے دفتر ولی اینڈ کمپنی کا کام کرتے رات 9 بجے سے رات 12 بجے تک اسلام کی تبلیغ کے کاموں کو انجام دیتے ۔ شاہ جی بچپن سے ہی نماز کے پابند تھے ۔ کبھی کوئی نماز قضا نہ کی ، رمضان المبارک میں باقاعدگی سے روزے رکھتے ۔ اسلامی اور دینی کتابیں پڑھتے تھے ، آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ کا روزانہ مطالعہ کرتے جس سے آپ کی روحانیت میں اضافہ ہوتا رہا۔

شاہ جی فرماتے ہیں عالم کشف میں مجھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی ۔ انہوں نے مجھے ''حلیم'' کے نام سے پکارا۔



سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ



سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ



سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ



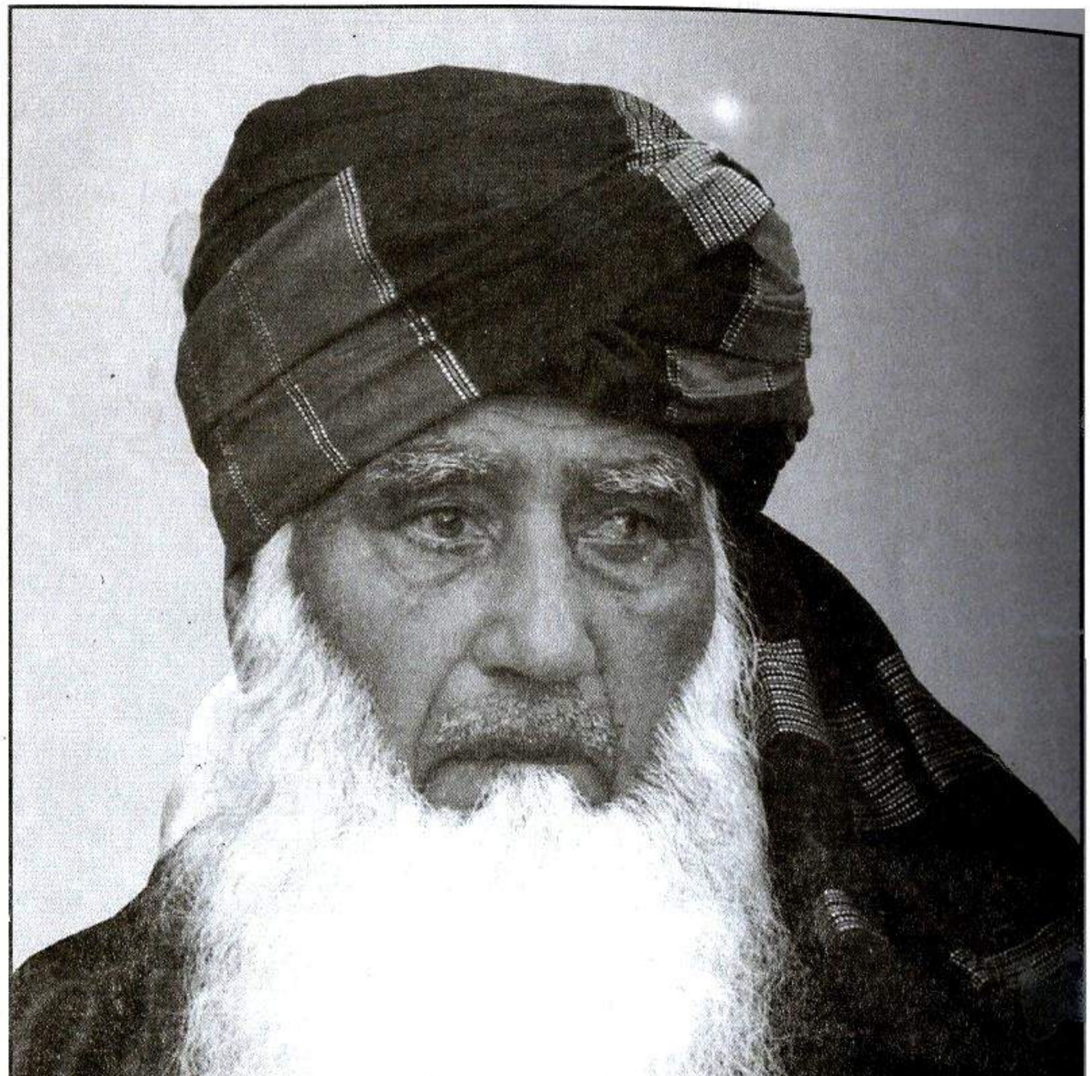
سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ



سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ ۔ اسی لباس میں وہ تمام بڑے افسران بشمول وائسرائے ہند سے ملا کرتے تھے



سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ



سجادہ نشین آستانہ عالیہ کشفیہ نظامیہ ڈاکٹر سید محمد قدیر نظامی

شجرہ نسب اولاد سیّدنا حضرت امام حسنؓ
بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت علی مرتضیٰؓ

حضرت سیدنا امام حسنؓ	حضرت سیدنا امام حسین عالی مقامؓ
سید حسن مثنیٰ	(شہید کربلا)
سید عبداللہ محض	سید امام زین العابدین
سید موسیٰ الجون	سید امام باقر
سید عبداللہ صالح ثانی	سید امام جعفر
سید موسیٰ ابوعمر	سید امام موسیٰ کاظم
سید داؤد ابوبکر	سید امام علی رضا
سید محمد شمس الدین	سید محمود جواد
سید یحییٰ الزاہد	سید موسیٰ ابو جمال الدین
سید عبداللہ ثالث	سید عبداللہ سومعی
سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست	سیدہ بی بی فاطمہ

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی غوث اعظمؒ

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی غوث اعظمؒ

|

حضرت شیخ سید عبدالرزاق تاج دینؒ

|

حضرت شیخ سید ابوصالح نصر قاضی القضاۃؒ

|

حضرت سید ابونصر محمد محی الدین قطب عالمؒ

|

حضرت سید عبداللہ محی الدین ثانیؒ

|

حضرت سید ابوالفضل احمد جیلیؒ

|

حضرت سید ابو یوسف شمس الدین محمد شاہ جیلیؒ

|

حضرت سید ابوالمحاسن عباس جیلی عرف مسعودؒ

|

حضرت سید علی جیلی گیلانیؒ

|

حضرت سید محمد علی ثالث جیلی گیلانیؒ

|

حضرت ابوالحسن علی قاری سید آغا بدیع الدین گیلانیؒ القادری

(المشہور شہید بادشاہ)

حضرت ابوالحسن علی قاری سید آغا بدیع الدین گیلانی القادریؒ

(المشہور شہید بادشاہ)

- سید اخلاص حسین گیلانی (لاولد)
- سید فیروز الدین گیلانی (ابوالمکارم)
- سید شیخ جلال الدین گیلانی
  ان کی اولاد ریاست کشمیر بارہ مولا میں مسکن گزیں ہے آپ کا مزار مبارک چک قاضیاں تحصیل شکر گڑھ میں ہے
- سیدہ مائی مریم صاحبہ
  آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی ۔ 42 سال کی عمر میں زمین کو حکم دیا کہ میری قبر بنا اور زندہ اس میں سما گئیں۔

سید فیروز الدین گیلانی (ابوالمکارم):

- سید عیسیٰ جیلی گیلانی
  مزار مبارک چک قاضیاں میں ہے
- سید موسیٰ جیلی گیلانی
  مزار مبارک چک قاضیاں میں ہے

سید عیسیٰ جیلی گیلانی:

- سید یاسین شاہ گیلانی
- سید حکیم شاہ گیلانی
- سید لقمان شاہ گیلانی
- سید اعظم شاہ گیلانی

سید یاسین شاہ گیلانی
|
سید محمد اسماعیل شاہ گیلانیؒ
|
سید غلام محمد شاہ گیلانیؒ
|
سید عنایت اللہ شاہ گیلانیؒ
|
سید لاہو شاہ گیلانیؒ
|
سید مالک شاہ گیلانیؒ

سید مالک شاہ گیلانی بن لاہوشاہ گیلانی

- قادر بخش شاہ
- مراد بخش شاہ
  - کریم بخش شاہ
    - محمد بخش شاہ
      - بھلے شاہ
        - سید فیروز الدین شاہ
        - سید محمد اشرف کشفی شاہ (بانی سیرت رسول ﷺ کمیٹی)
        - سید طفیل شاہ
      - مولوی گوہر شاہ (لاولد)
      - عرفان شاہ
- پیر بخش شاہ
- نیکے شاہ
- زبردست شاہ

شجرہ نسب سادات گیلانی

موضع چک قاضیاں تحصیل شکر گڑھ

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

1۔ حضرت سیدنا امام حسن

2۔ حضرت سید حسن مثنیٰ

3۔ حضرت سید عبداللہ محض

4۔ حضرت سید موسیٰ الجون

5۔ حضرت سید عبداللہ صالح ثانی

6۔ حضرت سید موسیٰ ابوعمر

7۔ حضرت سید داؤد ابوبکر

8۔ حضرت سید محمد شمس الدین

9۔ حضرت سید یحییٰ الزاہد

10۔ حضرت سید عبداللہ ثالث

11۔ حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست

12۔ حضرت سید شیخ عبدالقادر گیلانی غوث اعظمؒ

13۔ حضرت سید شیخ عبدالرزاق تاج دین

14۔ حضرت شیخ سید ابوصالح نصر قاضی القضاۃ

15۔ حضرت سید ابونصر محمد محی الدین قطب عالم

16۔ حضرت سید عبداللہ محی الدین ثانی

17۔ حضرت سید ابوالفضل احمد جیلی

18۔ حضرت سید ابویوسف شمس الدین محمد شاہ جیلی

19۔ حضرت سید ابوالحاسن عباس جیلی عرف مسعود

20۔ حضرت سید علی جیلی

21۔ حضرت سید محمد علی ثالث جیلی

22۔ حضرت ابوالحسن علی قاری سید تاج الدین گیلانی قادری شہید بادشاہ

23 سید فیروز الدین گیلانی (ابوالکارم)

24۔ سید عیسیٰ شاہ گیلانی

25۔ سید یٰسین شاہ گیلانی

26۔ سید اسماعیل شاہ گیلانی

27۔ سید غلام محمد شاہ گیلانی

28۔ سید عنایت اللہ شاہ گیلانی

29۔ سید لاہو شاہ گیلانی

30۔ سید مالک شاہ گیلانی

31۔ سید مراد بخش گیلانی

32۔ سید کریم بخش گیلانی

33۔ سید محمد بخش گیلانی

34۔ سید بھلے شاہ گیلانی

35۔ پیر سید اشرف کشفی شاہ نظامی

رنگون (برما) روانگی

1911ء میں آپ کے کزن سید ابراہیم شاہ نے آپ کو رنگون آنے اور کاروبار میں حصہ لینے کا کہا۔ جسے آپ نے بہت پسند کیا اور اپنی تیاری رنگون جانے کے لئے کرلی۔

رنگون (برما) کا دارالحکومت اور مشہور بندرگاہ ہے۔ رنگون کو ایک بندرگاہ کی حیثیت سے بڑی اہمیت ہے۔ رنگون کو پگوڈوں کا شہر بھی کہتے ہیں۔ یہاں بدھ مت کے ماننے والوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں رنگون کے راستے 20لاکھ ٹن چاول سالانہ برآمد ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ لکڑی اور پٹرول بھی رنگون ہی کے ذریعے برآمد کیا جاتا رہا۔ 1851ء میں جب انگریزوں نے برما کے ایک صوبے پیگو پر قبضہ کیا تو رنگون بھی ان کی تحویل میں چلا گیا۔

1920ء میں یہاں رنگون یونیورسٹی قائم ہوئی، کئی کالج بھی بنے۔ 4 جنوری 1942ء میں جاپانیوں نے جب رنگون پر بمباری کی اور برما کے اکثر علاقوں پر جاپانیوں کا قبضہ ہو گیا تو رنگون کے شہریوں کی بہت بڑی تعداد وہاں سے بھاگ گئی۔

برما کا رقبہ 27لاکھ مربع میل ہے۔ اس کے مغرب میں خلیج بنگال شمال میں بھارت اور بنگلہ دیش ہے۔ شمال مشرق میں عوامی جمہوریہ چین، مشرق میں تھائی لینڈ اور جنوب میں ملایا ہے۔ برما کے بیشتر علاقوں کی آب و ہوا گرم، آبادی اڑھائی کروڑ کے لگ بھگ ہے اور برما میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد ہیں۔ ہندوستان کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی آخری آرام

گاہ برما ہی کے مرکزی شہر رنگون میں واقع ہے۔ اس کے ایک کونے میں ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد بھی موجود ہے۔ جسے کشفی شاہ صاحب نے اپنی کمپنی کی طرف سے تعمیر کرایا تھا۔

آپ اپنے کزن سید ابراہیم شاہ کے بلانے پر 4 مارچ 1911ء کو رنگون پہنچ گئے۔ جہاں خان بہادر ولی اینڈ کمپنی میں آپ کو کمپنی کے اخراجات اور آمدنی کے حساب کتاب کو لکھنے کی ذمہ داری دی گئی۔ آپ کے آنے سے پہلے اس کمپنی کے حساب کتاب کا کام رنگون کے کسی سکول کے ریاضی کے استاد سرانجام دیتے تھے۔ وہ کسی کمپنی میں کام کرنے کی بجائے سرکاری ملازمت کرنا چاہتے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو استاد صاحب کو وہاں سے نکلنے کا موقع مل گیا۔

استاد صاحب نے آپ کو حساب کتاب کے قاعدے، کلیے اور ضابطے سکھا دیئے جو عام طور پر مختلف تجارتی اداروں میں استعمال ہوتے تھے۔ آپ تھوڑے ہی عرصہ میں خداداد قابلیت اور ذہنی صلاحیت سے حساب کتاب میں بڑے ماہر ہو گئے۔ آپ اکثر صبح سویرے گھر سے دفتر آتے دن بھر تجارتی کاموں میں مصروف رہتے پھر رات گئے دفتر سے اٹھ کر اپنے گھر جاتے یہ سلسلہ تقریباً 30 سال تک یونہی چلتا رہا۔

آپ تجارتی اور کاروباری کامون کے ساتھ ساتھ قومی اور دینی کاموں کو بھی روزمرہ کے معمول ہی کی طرح انجام دیتے رہے۔ آپ مقامی مسلمان رہنماؤں سے بھی خود جا کر ملتے اور پیش آمدہ معاملات پر تبادلہ خیال کرتے۔ اپنی اور کمپنی کی طرف سے خاموش مالی بھی مدد کرتے۔

آپ مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے تمام قومی اور دینی امور صیغہ راز میں رکھتے اور خفیہ طریقے سے انہیں انجام دیتے تھے۔ وہ اس لئے کہ کمپنی کی ساکھ متاثر نہ ہو اور اس کے مالکان ہر طرح کے نقصانات سے محفوظ رہیں۔ آپ اس پر سختی سے کاربند رہے۔ اور جب تک کمپنی قائم رہی آپ اس سے وابستہ رہے۔

خان بہادر ولی اینڈ کمپنی

بابو ولی محمد ایک بزرگ موضع مینگوی تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور (نارووال) کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم آپ کے چچا مولانا گوہر علی شاہؒ سے حاصل کی تھی اور انہی سے ناظرہ قرآن پاک پڑھا تھا۔ ولی جب فارغ التحصیل ہوئے اور اپنے عہد جوانی کو پہنچے تو ملازمت کے سلسلے میں مینگوی سے رنگون چلے گئے۔ یہ غالباً 1900ء کا زمانہ تھا وہ پیشہ کے اعتبار سے انجینئر تھے۔ مگر کچھ عرصے کے بعد انہوں نے ملازمت چھوڑ کر اپنے بھائی محمد ابراہیم کے اشتراک سے ولی اینڈ کمپنی کے نام سے ایک تجارتی ادارے کی بنیاد رکھی جو اپنے زمانے کا بہت مشہور ادارہ ہے۔ یہ دونوں بھائی اس ادارے کے مالک تھے۔ یہ تجارتی ادارہ برطانوی ہند کی حکومت سے ریلوے کو کوئلہ سپلائی کرتا تھا۔ عمارتیں اور سڑکیں بنانے کے کروڑوں روپے کے ٹھیکے لیتا تھا۔ حکومت نے بابو ولی محمد اور محمد ابراہیم دونوں بھائیوں کو ان کی اعلیٰ کارکردگی پر خان بہادر کا خطاب دیا۔ خان بہادر ولی اینڈ کمپنی کی سب سے بڑی خوش قسمتی درحقیقت یہ تھی کہ انہیں آپ جیسے مخلص منتظم مل گئے جس کی وجہ سے کمپنی کا نام بن گیا۔

کمپنی میں آپ کے اختیارات اور اثرات بہت زیادہ تھے تاہم ادائے فرض میں آپ کمپنی کے مالکان کے خیالات اور مفادات کا برابر خیال رکھتے۔

انگریز چاہتے تھے کہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو پسماندہ رکھا جائے ان پر اس قدر جہالت

اور غربت وافلاس کو مسلط کر دیا جائے تو پھر کبھی انگریزوں کے سیاسی حریف کے طور پر نہ ابھر سکیں اور نہ دُنیا میں ترقی کر سکیں۔

شاہ جی کو کمپنی کے تجارتی کاموں کے ساتھ ساتھ اسلام کے تبلیغی کاموں کو بھی انجام دینے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔

عام طور پر انسان اپنے سے کمزور انسان سے اتنی تہذیب اور شائستگی سے پیش نہیں آتا جتنا وہ اپنے ہم مرتبہ اور برابر کے آدمی کے ساتھ پیش آتا ہے مگر شاہ جی اپنی تجارتی کمپنی کے سینکڑوں، ہزاروں مزدوروں سے جو درجے اور مرتبے میں بلاشبہ آپ سے کہیں کمتر تھے جو پیشے کے لحاظ سے ادنیٰ اور مالی اعتبار سے بھی بہت کمزور تھے۔ ان کے ساتھ انتہائی عزت، محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ ان میں سے اگر کسی فرد سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہو جاتی تو برہم ہونے کی بجائے سنجیدگی کے ساتھ اسے اتنا ضرور کہتے دیکھو جوان تم آئندہ اس کا خیال رکھو آپ لفظ ''جوان'' ہر ایسے فرد کے لئے استعمال کرتے جس سے کوئی لغزش یا بھول ہو جاتی چاہے وہ عمر کے کسی بھی چھوٹے یا بڑے حصے میں ہوتا۔ یعنی وہ جوان یا بوڑھا ہوتا آپ اس کا دل بڑھانے اور غلطی پر متوجہ کرنے کے لئے اسے ''جوان'' کے لفظ سے یاد کرتے، یہی آپ کے اس پسندیدہ طرزِ عمل کا نتیجہ تھا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان پر عیسائیوں نے یلغار کر رکھی تھی اور ہر شہر ہر گاؤں میں عیسائیت کا جال پھیلا رکھا تھا۔ غریب اور ان پڑھ مسلمانوں کو وہ دھڑا دھڑ عیسائی بنا رہے تھے۔ ان حالات میں کشفی شاہ نے بڑے غور سے انجیل کا مطالعہ کیا۔ قرآن، حدیث اور تفسیر پر انہیں پہلے ہی عبور حاصل تھا۔ اتفاق سے انہی دنوں ایک انگریز عورت مس لوئیس نے شاہ جی کو دعوت دی کہ وہ ان کے انگریز پادری کے ساتھ مناظرہ کریں۔ اگر آپ جیت گئے تو ہم

مسلمان ہو جائیں گے بلکہ آپ کے ساتھ شادی بھی کرلوں گی۔ شاہ جی نے مناظرہ کی دعوت بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرلی۔ مناظرہ کے دن شاہ جی پنڈال میں تشریف لے گئے۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب مذاہب کے لوگ جمع تھے۔ انگریز پادری سے کئی گھنٹے تک مناظرہ کیا۔ بالآخر شاہ جی پادری پر فتح حاصل کی۔ انگریز پادری اور مس لوئیس دونوں نے اقرار کرلیا کہ واقعی حضرت عیسیٰ ابن اللہ نہیں، ابن آدم ہیں۔ اب مس لوئیس کی شادی کا معاملہ تھا مس لوئیس حسب وعدہ آمادہ تھی لیکن شاہ جی نے فرمایا کہ میری شادی کا ابھی وقت نہیں آیا میری خوشی اسی میں ہے کہ تم سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ۔ چنانچہ مس لوئیس مسلمان ہوگئی۔

عیسائی پادری سے مناظرہ

سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ، پادری صاحب سب سے پہلے آپ یہ بتائیں کہ حضرت عیسیٰؑ آپ کے خیال میں عبداللہ (اللہ کا بندہ) کہ ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) ہیں۔

عیسائیوں کے جتنے مکاتبِ فکر ہیں وہ سب کے سب حضرت مسیحؑ کے بارے میں اللہ کا بیٹا (ابن اللہ) ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

شاہ جیؒ کلام الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا سورۃ اخلاص میں ہے۔

اے رسول ﷺ کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ وہ باپ ہے، نہ بیٹا، نہ کوئی اس کی برابری ہے۔

بھلا پادری صاحب، جس ذات کی مثال کوئی دوسرا نہ ہو وہ کسی کا باپ یا کسی کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر جب اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ کسی کا محتاج نہیں، سب کے سب اسی کے محتاج ہیں یہ بات بھی ثابت کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے بندے اور نبی حضرت عیسیٰؑ کے درمیان باپ اور بیٹے کا رشتہ ہونا غلط بات ہے کیونکہ باپ اور بیٹے کے درمیان ایک احتیاج تو موجود ہے لہٰذا دوسری قوموں کی پھیلائی ہوئی گمراہی کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ وہ بے نیاز ہے اسے کوئی احتیاج اور ضرورت لاحق نہیں۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا۔

پادری۔ یسوع مسیح کو اہل اسلام روح القدس اور کلمۃ اللہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔کیا یہ کلمات یسوع مسیح کے (ابن اللہ) ہونے کی کافی دلیل نہیں؟

شاہ جیؒ ۔ بلا شبہ کلام الٰہی میں حضرت عیسیٰؑ کے لئے روح اور کلمہ کے الفاظ آتے ہیں۔ مگر ان سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ درست ہے۔دراصل جب رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن حکیم نازل ہوا اس وقت (2) دوفرقے تھے ایک فرقہ نہایت گستاخ تھا وہ کہتا تھا عیسیٰؑ ناجائز اولاد ہے۔دوسرا کہتا تھا کہ وہ خدا ہیں۔ خدا کے بیٹے اور ثالث ثلاثہ ہیں۔یعنی ایک میں تین ہیں اور تین میں ایک،(باپ، بیٹا اور روح القدس) قرآن حکیم نے ان دونوں فرقوں کے دعووں کی تردید کی اور واضح طور سے اعلان کیا وہ مثل ہیں انسانوں کے اور وہ بھی خدا کے بندے اور نبی ہیں شاہ جی نے کہا پادری صاحب!

جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کے روح القدس اور کلمۃ اللہ ہونے کا تعلق ہے وحضرت مریمؑ والدہ عیسیٰؑ کی عصمت اور طہارت کی طرف ایک واضح اشارہ ہے اس سے حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ سمجھنا بالکل غلط اور لغو ہے۔

شاہ جی نے کہا پادری صاحب!

اہل اسلام خدا کے یا خدا کی روح کے یا خدا کے کلمہ کے مجسم ہونے کے ہرگز قائل نہیں۔درحقیقت حضرت عیسیٰؑ اہل دنیا کے لئے دینی زندگی کا باعث تھے۔قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰؑ کے لیے جو روح کا لفظ آیا ہے وہ اُن کی بزرگی اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے۔علاوہ ازیں روح سے رحمت بھی مراد لی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اہل دنیا کے لئے رحمت تھے۔شاہ جی نے عیسائیوں کے عقیدے کے خلاف کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں بڑے

مضبوط دلائل دیئے۔ آخر میں بحث کو مختصر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا!

کلمۃ اللہ سے وہ امور مراد ہیں جن کا عمل میں آنا مقدّر ہو چکا تھا۔ اسی طرح سے حضرت عیسیٰؑ کا حضرت مریمؑ سے پیدا ہونا ایک امر محقق اور معیّن تھا، یہی سب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس امرِ محقق کو کلمہ کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

شاہ جی نے پھر کہا پادری صاحب!

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بھی اسی طرح سے ہوئی جس طرح سے تمام بچوں کی ہوتی ہے کہ نو ماہ تک حمل میں رہے جب آپ کی ولادت کا وقت آیا تو حضرت مریمؑ پر وہ تمام حالات اور کیفیات وارد ہوئیں جو عام طور سے عورتوں پر بچہ پیدا ہونے میں ہوا کرتی ہیں۔ یعنی دردِ زہ سے حضرت مریمؑ بھی دوچار ہوئیں۔

پادری!

حضرت یسوع مسیح کے ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تا کہ گنہگار انسانوں کی طرف سے فدیہ کئے جائیں۔ یعنی فطری طور پر انسان گنہگار پیدا ہوا ہے۔ اس لئے حضرت یسوع مسیح نے بشکل انسان مصلوب ہو کر انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔ اب انسان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ حضرت یسوع مسیح کو ابن اللہ تسلیم کر لے۔

شاہ جی!

اگر پادری صاحب آپ کے اس دعوے کو تسلیم کر لیا جائے کو حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بغیر باپ کے اس لئے ہوئے کہ وہ انسان کی شرکت سے جو بقول آپ کے فطری طور پر گنہگار

بے پاک اور بے عیب ہوں۔ تا کہ گنہگار انسانوں کے گناہوں کا مصلوب ہو کر کفارہ دے سکیں تو بات پھر بھی غلط ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضرت مریمؑ کے پیٹ میں پیدا ہونے سے آپ انسان کی شرکت سے بری نہ تھے۔ یعنی حضرت مریمؑ بھی انسان ہی تھیں اور کیا پادری صاحب! قبل از ولادت مسیح یہ نہیں کہا جاتا تھا کہ وہ حضرت داؤدؑ کی نسل سے ہوں گے۔

مختصراً یہ کہ شاہ جی کے دلائل اتنے مضبوط اور قوی تھے کہ پادری صاحب سے اُن کا کچھ جواب نہ بن پڑا۔ یہ شاہ جی کی اتنی بڑی کامیابی تھی کہ خود آپ بھی اپنی دلی مسرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ اپنی ڈائری میں اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''میرا دل اُس دن بہت خوش ہوا کہ آج میں نے ایک پادری کو اس بات پر قائل کر لیا کہ حضرت عیسیٰؑ ابن اللہ نہیں۔ ابن آدم ہیں۔''

''پادری صاحب اور میرے درمیان جو بحث ہوئی۔ اس سے مجھ میں انجیل پڑھنے کا اور زیادہ ذوق وشوق پیدا ہوا۔ میں نے بائبل پڑھنے کے ساتھ بائبل سوسائٹی میں بھی جانا شروع کر دیا۔ سوسائٹی کے لوگ بھی مجھ سے پُر تپاک ملتے اور خیال کرتے کہ یہ ہماری طرف آ رہے ہیں۔ بعض نے تو مجھے قبول کرنے اور عیسائی گھرانے میں شادی کرانے کی بھی دعوت دے ڈالی۔''

اگرچہ شاہ جی کا سینٹ پال کے گرجے میں بھی آنا جانا رہا اور لاہور بائبل سوسائٹی سے بھی خط و کتابت ہوتی رہی تاہم آپ کا مقصد عیسائیت کا بھرپور مطالعہ کرنے اور عیسائیوں کو بہت قریب سے دیکھنے کے سوا کچھ ہرگز نہ تھا۔ لیکن بعض لوگ آپ کے خلاف طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ حتیٰ کہ یہ بات آہستہ آہستہ آپ کے اہل خانہ چک قاضیاں تک بھی جا پہنچی۔ انہوں نے آپ کے نام خط لکھا۔

''مجھے گھر کے لوگوں نے لکھا اشرف! تمہیں یہ کیا ہو گیا کہ تم عیسائی ہو گئے ہو۔ تم نے تو خاندان کی عزّت و آبرو کو برباد کر دیا اس سے جو میرے دل پر گزری وہ لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ میرا دل بھر آیا اور میں نے بمشکل اپنے آپ کو سنبھالا۔''

پھر جُوں جُوں وقت گزرتا گیا اور صحیح احوال نگاہوں کے سامنے آتے گئے آپ کے خلاف وہ تمام شکوک و شبہات دور ہوتے چلے گئے۔ جو محض انجیل کا مطالعہ کرنے سے پیدا ہوئے تھے۔

دراصل شاہ جی کا ذوق مطالعہ محض عیسائیت تک ہی محدود نہ تھا بلکہ آپ نے مختلف مذاہب، ہندومت، بُدھ مت، آریہ سماج اور سکھ دھرم کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ اس کے علاوہ خود اپنے دینِ اسلام کے مختلف مکاتبِ فکر کی کتابوں کا مطالعہ بغور خاص کیا۔ جن کی بنیاد پر مسلمانوں میں فروعی مسائل پر اختلاف کا دروازہ کھلتا اور باہمی یگانگت اور اتحاد پارہ پارہ ہوتا رہتا ہے۔

آپ ایک صلح کل مسلک کے بزرگ تھے اور ہر مکتبہ فکر کو ملّت کے اتحاد کی غرض سے گوارا کر لیتے۔ مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی اشاعت کے لئے آپ کے نزدیک ایک مبلغ کا متحمل مزاج اور بُردبار ہونا شرط اولین تھی جس کا آپ نے خود بھی مظاہرہ کیا۔

2752

12.2.66

بخدمت جناب سید مشتاق شاہ لنگاہ صاحب

السلام وعلیکم۔ عرض یہ ہے کہ میرا نام اسلم ہے [illegible]
[illegible] میرے والد کا نام سردار [illegible] ہے۔ ان دنوں میں [illegible]
[illegible] الحمدللہ میں صفائی کا کام کرتا ہوں۔ آپ جناب
کے بارے میں بندہ نے شیخ شمس الدین افغانی صاحب سے سنا ہے کہ
آپ جناب سید مشتاق شاہ [illegible] کے خاندان [illegible]
اعلیٰ ہیں۔ برائے کرم بندہ کو اپنے دست مبارک پر بیعت قبول فرما
کر مجھے ایک کا وظیفہ عطا فرمائیں۔ تاکہ جمعیت میں رہ کر اپنے
دین و دنیا کو سنوار سکوں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی

16/3/66

السلام علیکم آپ کا خادم [illegible]

[illegible]

P.T.O

[illegible]

٢٩٦ دعا

(حمید صاحب کے ہاں)

از احمدوال
30/5/66

بخدمت جناب سید کشفی شاہ نظامی صاحب

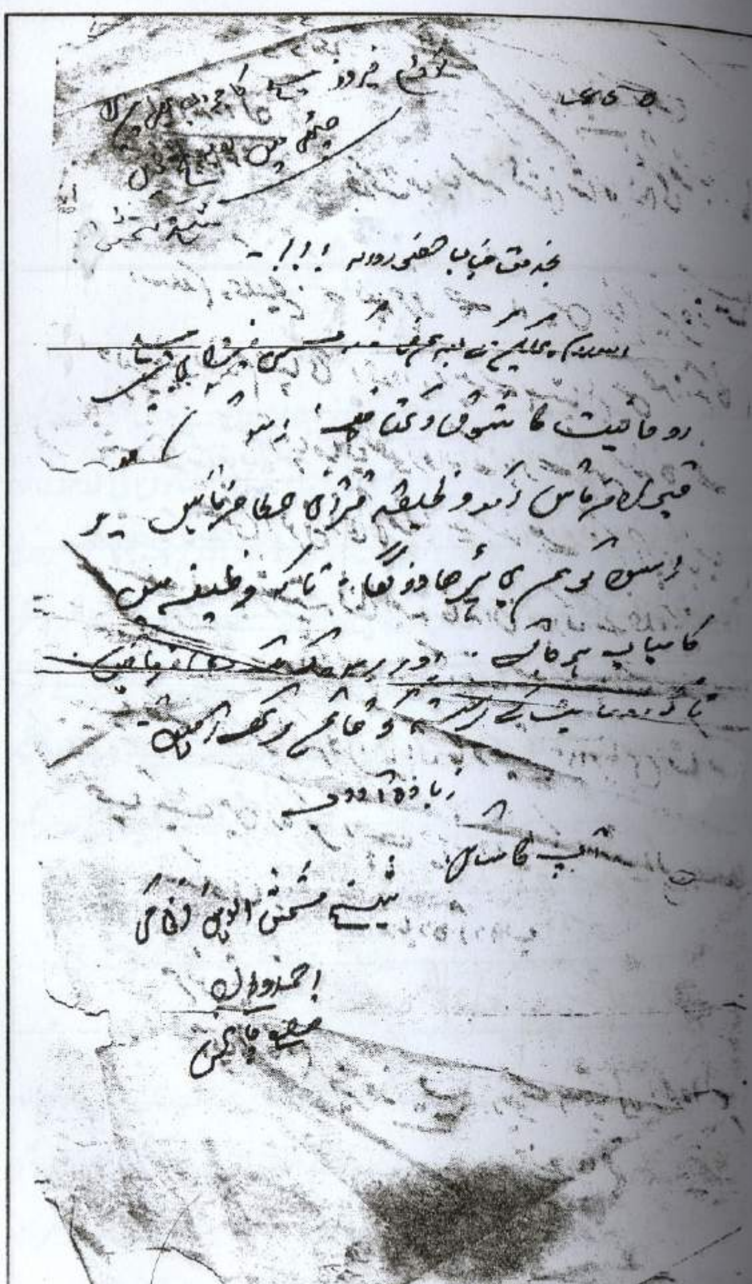
السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں بنام فیروز سیال
ولد بڈھا قوم سیال احمدوال ریلوے ہسپتال میں ملازم ہوں کا
متمنی ہوں — آپ جناب حضور والا کے بارے میں بندہ نے
... شمس الدین غازی صاحب سے سنا ہے کہ آپ جناب
سر سلسلہ چشتیہ نظامیہ خاندان مبارک کے خلیفہ
~~[illegible]~~
بیعت قبول فرما کر قرآن پاک کا وظیفہ عطا فرمائیں تاکہ
ہمیشہ ہمت میں رہ کر اپنے دین و دنیا کو سنوار
سکوں۔

زیادہ آداب

عرض نیاز

آپ کا خادم
فیروز سیال ریلوے ہسپتال احمدوال
ضلع جہلم

ص ٢٦٥



بخدمت جناب حضور والا سید [illegible] دام اقبالکم

السلام علیکم۔ عرض یہ ہے کہ مسکین [illegible] روحانیت کا

شوق ہو گیا ہے۔ اس واسطے بیعت قبول فرما کر وظیفہ عطا فرمادیں

میں انشاء اللہ ہر روز پڑھتا رہوں گا۔ تاکہ وظیفہ میں کامیاب ہو جاؤں

اور اس کے بعد دعا فرمائیں تاکہ ہدایت ہو [illegible] آپ کی زیارت نصیب ہو۔

زیادہ آداب قبول ہو

اور عرض آپ کا سائل

شیخ [illegible] شمس الدین [illegible]

ڈاکخانہ [illegible]

[illegible]

۱۴/۲/۸۳

۲۶۸۲

سلسلہ نظامیہ میں شمولیت

13 جون 1913 کا دن شاہ جی کی زندگی کا وہ پہلا اہم دن ہے جب آپ نے خواجہ حسن نظامیؒ کے ارادت مندی اختیار کی کہ اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی خدمت اور حفاظت کے لئے انفرادی کوشش ہی کافی نہیں بلکہ اجتماعی کوششوں میں حصہ لینا بھی ضروری ہے جو مفید، موثر اور بہتر ثابت ہوگا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شاہ جی کا اندازفکر بالکل وہی تھا جو حضرت خواجہ حسن نظامی کا تھا۔ خیالات کی ہم آہنگی اور طبیعت کی یکسانیت نے آپ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ تبلیغ اس وقت تک نہیں ہو سکتی کہ جب تک اپنے آپ کو کسی تنظیم سے وابستہ نہ کر دیا جائے۔ مسلمانوں کی حفاظت اور مدافعت میں نظامی سلسلہ بے حد سرگرم عمل تھا۔ ہندوستان بھر میں اس کی شاخیں قائم تھیں ان سب کے قائد خواجہ حسن نظامی تھے اور ان کے خلفاء اپنے اپنے علاقے میں نیابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ لہٰذا شاہ جی نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ نظامی سلسلے میں داخل ہو جائیں۔

13 جون 1913ء میں جب شاہ جی کا نام سلسلہ نظامیہ کی فہرست میں شامل ہو گیا اور خواجہ حسن نظامی کی طرف سے آپ کو اس کی باقاعدہ طور پر اطلاع دے دی گئی تو رنگون میں بھی نظامی سلسلہ قائم ہو گیا اور شاہ جی کو پھر یہ اعزاز مل گیا کہ آپ خواجہ حسن نظامیؒ کے خلیفہ مقرر ہو گئے۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ کو اپنا تبلیغی مشن آگے بڑھانے کے لئے بڑی تقویت محسوس ہوئی

اور وہ ڈر خوف قطعی طور پر دل سے جاتا رہا جو آپ کو تجارتی ادارے میں رہتے ہوئے لاحق تھا۔ تجارتی ادارے میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو خواجہ حسن نظامیؒ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔ پھر جب شاہ جی نے ان کی بیعت کر لی تو وہ شاہ جی کو بھی اسی نظر سے دیکھنے لگے۔ جس نظر سے خواجہ حسن نظامیؒ کو دیکھتے تھے۔ چنانچہ شاہ جی نے بھی حالات کی نزاکت کو بخوبی جان لیا اور لوگوں کے تیور دیکھ کر بھانپ گئے کہ میدان عمل میں ابھی پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ایک طویل عرصہ تک یہی حکمت عملی اختیار کی کہ چپ رہو، زبان سے کچھ نہ کہو مگر اپنا کام برابر کرتے رہو۔

عام طور پر کاروباری لوگوں کو بیوپار اور کاروبار کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ ایسے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں جو تجارت کے پیشے سے وابستہ رہ کر مطالعہ کتب اور علم و ادب کا بھی شوق رکھتے ہوں۔ یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔ اس ادارے کے لوگ تجارت کے سوا کسی شے میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے اور جو شخص اس راستے سے ہٹ کر چلتا تھا اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔

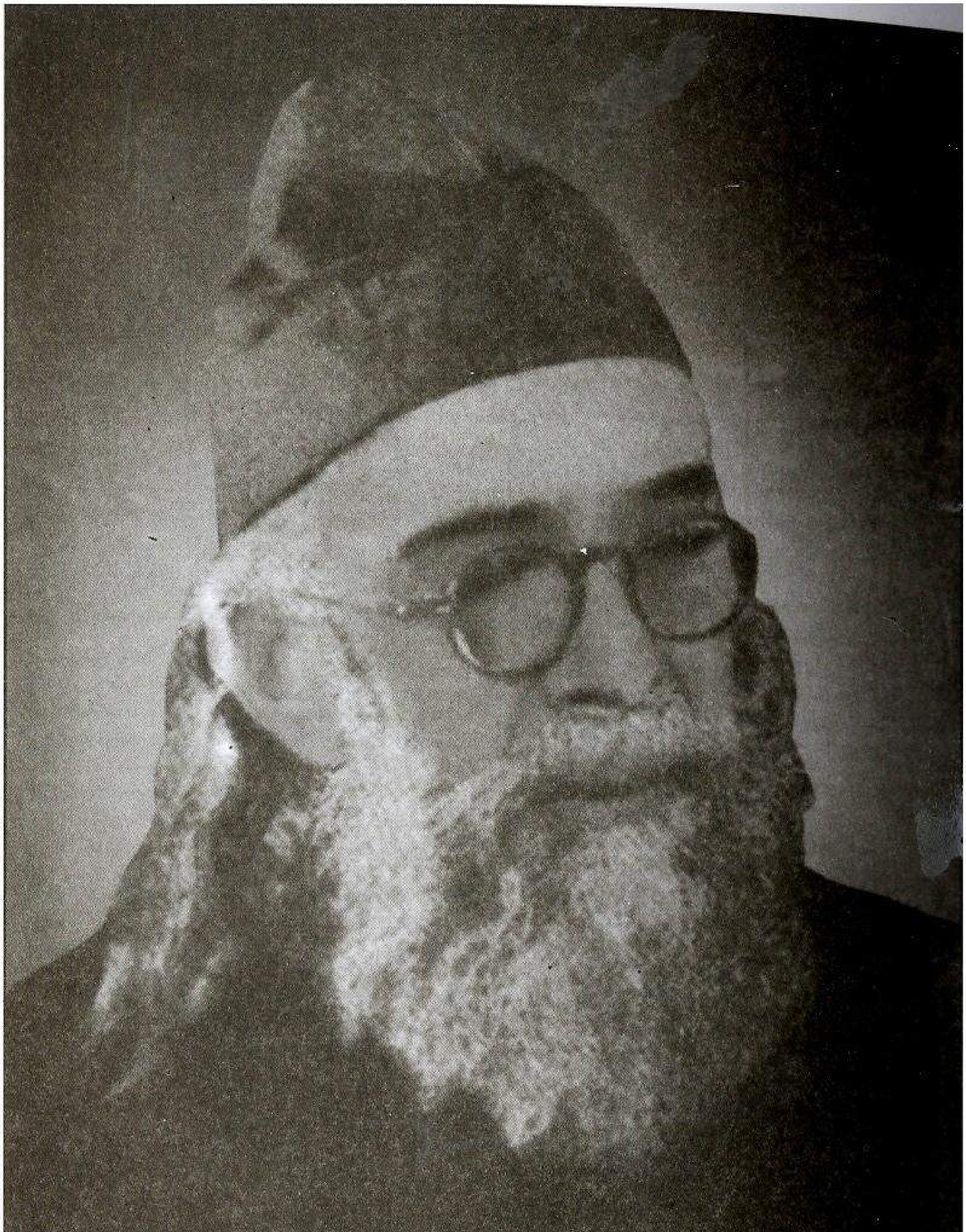
شاہ جی کہتے ہیں کہ میں خواجہ حسن نظامیؒ کی بیعت کر چکا ہوں معلوم نہیں اس سے میرے دوستوں اور کمپنی کے دوسرے لوگوں کے دلوں میں میرے خلاف بغض عناد کیوں پیدا ہوا مجھے ایسا لگتا تھا جیسے کمپنی کا ہر فرد میرے خلاف ہے اور وہ مجھے اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔
شاہ جی کی مخالفت کا سبب یہ تھا کہ آپ خواجہ حسن نظامیؒ کے مرید ہو گئے اور خلیفہ بن گئے۔ جو لوگ برطانوی حکومت سے رابطہ رکھتے تھے اور اپنی دنیاوی مصلحتوں کے پیش نظر خواجہ حسن نظامیؒ کے مخالف تھے وہی شاہ جی کے بھی مخالف ہو گئے۔
آپ کی مخالفت زوروں پر چل رہی تھی کہ آپ کے لڑکپن کے ایک ساتھی حشمت علی جو

کام کی غرض سے رنگون آئے تھے آپ کی رہنمائی سے وہ بھی خواجہ حسن نظامیؒ کے بیعت کر کے سلسلہ نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ اب شاہ جی اور حشمت علی نے مل کر تبلیغی کام شروع کیا۔ اس سے بہت سے لوگ بھی خواجہ حسن نظامیؒ کے مرید بن کر سلسلہ نظامیہ میں شامل ہو گئے۔ انہی لوگوں میں ولی اینڈ کمپنی کے مالکان خان بہادر ولی محمد اور خان بہادر محمد ابراہیم بھی شامل ہو گئے۔ اور کمپنی کے دیگر کارکن بھی شریک ہو گئے۔ شاہ جی اپنی اس کامیابی پر بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہا کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس قوت ارادی کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ عاجز کو اپنی رحمت کاملہ سے عطا فرمایا۔

اصل نام سید محمد اشرف گیلانی

آپ کا اصل نام سید محمد اشرف شاہ گیلانی تھا لیکن جب ان کے مرشد حضرت خواجہ حسن نظامیؒ نے 1914ء میں آپ کو کشفی شاہ کا خطاب دیا تو یہ خطاب اس قدر مشہور ہوا کہ لوگ ان کا اصل نام بھول گئے۔

کشف عربی زبان کا لفظ ہے اس کے لغوی معنی کسی چیز سے پردہ اٹھا دینے، کھولنے اور ظاہر کرنے کے ہیں۔ کشف وہ درجہ ہے جس میں صاحب کشف پر غیب کے اسرار کھل جاتے ہیں۔



حضرت خواجہ حسن نظامیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ چشتیہ نظامیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یا اللہ جل جلالہ

ہدایت دے ہمیں سیدھے راستے کی، ان لوگوں کے راستے کی، جن پر تو نے انعام فرمایا۔ (آمین)

یا اللہ جل جلالہ قبول فرما ہماری دعا کو

1. دونوں جہانوں کے سردار، آبادیٔ عالم کا باعث، نورِ اوّل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے اور
2. ان کے جانشین اور فرزندِ روحانی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے
3. ان کے مرید اور خلیفہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے اور
4. ان کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رضی اللہ عنہ
5. حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ
6. حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
7. حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی رضی اللہ عنہ
8. حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ
9. حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
10. سرخیلِ چشتیاں حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہ
11. حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
12. حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
13. حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رضی اللہ عنہ
14. حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ
15. حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی رضی اللہ عنہ
16. حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
17. حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ
18. حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رضی اللہ عنہ
19. حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی رضی اللہ عنہ
20. سرِ سلسلۂ نظامیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
21. حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی چشتی رضی اللہ عنہ
22. حضرت شیخ کمال الدین علامہ چشتی رضی اللہ عنہ
23. حضرت سراج الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
24. حضرت شیخ علیم الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
25. حضرت شیخ محمود عرف راجن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
26. حضرت خواجہ جمال الدین عرف جمن چشتی رضی اللہ عنہ
27. حضرت خواجہ حسن محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
28. حضرت خواجہ شیخ محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
29. حضرت شیخ یحییٰ مدنی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
30. حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی رضی اللہ عنہ
31. حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی چشتی رضی اللہ عنہ
32. ... حضرت مولانا فخر الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
33. حضرت مولانا نور محمد مہاروی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
34. حضرت مولانا شاہ سلیمان تونسوی چشتی رضی اللہ عنہ
35. حضرت مولانا شمس الدین سیالوی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
36. حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
37. ... حضرت خواجہ حسن نظامی چشتی دہلوی ... کے وسیلے سے اور
38. حضرت خواجہ حسن ثانی نظامی چشتی مدظلہ العالی
39. خواجہ سید روح الحسن نظامی چشتی ...

کی عاقبت بخیر کر اور اس کے دین و دنیا کے مقصد پورے فرما! آمین

یا اللہ جل جلالہ

رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جس طرح محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر جس طرح تو نے رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں جیسے ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر!

"اے نبی ﷺ! جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ جل جلالہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔"
(پ 26 ع 9)

"جو اولیاء اللہ ہیں، اُن پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"
(پ 11 ع 12)

"میری اُمت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر رہے گی۔" (ابو داؤد، ترمذی)

"جس نے میرے سلسلے میں بیعت کی، میں اُس کی جنت کا ضامن ہوں۔"
(حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ)

مستحسر از دوست بہ غلام منم
خواجہ نظام است نظامی منم
(حضرت امیر خسرو رضی اللہ عنہ)

....

مُرید ہونے سے پہلے

اپنے ارادے کو خوب پکا کر لو اور اچھی طرح جانچ لو کہ جس پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہو اس میں کوئی بات شریعت کے خلاف تو نہیں ہے۔ لوگوں کی دیکھا دیکھی مرید نہ ہو۔ کیونکہ مرید ہونا گویا اپنے اختیارات ظاہری، باطنی کو پیر کے ہاتھ بیچ ڈالنا ہے۔ مریدی ایک عہد ہے جو پیر کے ہاتھ پر سلسلہ بسلسلہ مشائخ طریقت کے ذریعے حضور سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کے دستِ مبارک پر اور آنحضرت ﷺ کے وسیلے سے بارگاہِ رب العالمین کے سامنے باندھا جاتا ہے۔

پیرِ کامل کی شناخت یہ ہے کہ جب تم اس کے پاس بیٹھو یا اگر کہیں دور ہو تو محض اس کا خیال کرنے سے اپنے تمام دکھ درد بھول جاؤ اور دل کو سکون حاصل ہو جائے۔

مُرید ہونے کے بعد

- ☆ نماز اور روزے کی پابندی کرو۔
- ☆ شریعت کے تمام احکام پر عمل کرو۔
- ☆ جھگڑے اور اختلاف کی باتوں سے علیحدہ رہو۔
- ☆ اپنے پیر کو نائبِ رسول ﷺ سمجھ کر ہمیشہ اس کا ایسا ادب کرو گویا اس کے سامنے تمہاری کوئی ہستی نہیں ہے۔
- ☆ درود شریف کا ورد بکثرت کیا کرو۔
- ☆ پچھلی رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھو اور دعا مانگو۔
- ☆ صبح اور شام کائنات کی حالت پر غور و فکر کیا کرو۔

- ☆ رات دن میں ایک دفعہ اپنے شجرے کے مشائخ کے نام پڑھا کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے مزارات کی زیارت کرنے جاؤ اور اس روحانی فیض کے طالب ہو جو وہاں سے حاصل ہوتا ہے۔
- ☆ بے کار وقت ضائع نہ کرو۔ روزی کمانے کے لئے کسی قسم کی محنت مشقت کرنے سے نہ شرماؤ۔ ہاتھ پاؤں سے خدا کے دیے ہوئے بندوں کے کام کیا کرو۔ بیکار رہنے کا ارادہ کرنا بھی گناہ ہے۔

....

ل ایسا انعام فرمایا کہ اُمت پر فرض کر دیا کہ وہ اپنی نمازوں میں ان کے لئے رحمت و برکت کی دعا مانگتے رہیں۔

بحکم من سلک علی طریقی فھو اہلی
(جو میرے طریقے پر ہے، وہ میری آل ہے)

آنحضرت ﷺ کے طریقے پر چلنے والے اور ان کی آل یہی اولیاء اللہ ہیں۔ اور اللہ جل جلالہ کا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔
(پ 1 ع 7)

اور فرقہ بندی سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے جسے قرآن حکیم میں شرک سے تشبیہ دی گئی ہے۔
(پ 21 ع 7) (پ 21 ع 15)

اور شرک کو ناقابلِ معافی گناہ قرار دیا گیا ہے۔
(پ 5 ع 4)

سوائے اولیاء اللہ اور ان کے مقدس گوشوں کے اور کون ہے جو فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار نہ ہوا ہو۔ اولیاء اللہ کی دو نمایاں نشانیاں یہ ہیں کہ وہ فرقہ بندی سے کوئی سروکار نہیں رکھتے اور خدمت، تبلیغ و ہدایت کے لئے کسی معاوضہ کے طالب کا رنہیں ہوتے۔

....

ع ان کے سلسلے مسلسل متواتر اور بلا فصل ہر دور میں موجود رہے ہیں۔ وہی نشانیاں ہیں جو ہر حضرات سب سے الگ پہچانے جا سکتے ہیں۔ کوئی دوسرا انسان ان اوصاف میں ان کا شریک نہیں۔

جو لوگ انسانوں کو نفع کا فائدہ بھی نہیں پہنچا سکتے کہ انہیں تفرقے سے بچا کر ہدایت کے سیدھے راستے پر لگائے رکھیں۔ ان کا سلسلہ مسلسل اور متواتر موجود نہیں رہ سکتا۔

خدا کے دستور کے مطابق:

"زمین پر وہی چیز باقی رہتی ہے، جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔"
(پ 13 ع 8)

کشفی کی وجہ تسمیّہ

اپنی دینی بصیرت، پاکیزہ طبیعت اور زہد و ریاضت کے اثر سے آپ اکثر و بیشتر ہونے والے واقعات کا عمل میں آنا وقوع سے پہلے ہی بتا دیا کرتے تھے تصوّف کی اصطلاح میں اسے کشف کہتے ہیں۔

کشف کیا ہے؟

علامہ ابن خلدون اپنی مشہور عالم کتاب ''مقدمہ ابن خلدون'' میں کشف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''بعض لوگوں کو فطرت یا ریاضت کی معاونت سے غیب دانی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ پاکیزہ لوگ (انبیائے کرام) جو خبر بھی اللہ کے بندوں تک پہنچائیں وہ بالخصوص اور ضرور صحیح ہو گی۔ یہ برگزیدہ حضرات عام انسانوں کو ہدایت کی راہ پر لگاتے، اُنہیں دوزخ سے بچا کر نجات کی راہ دکھاتے ہیں۔''

انبیائے کرام کے علاوہ انسانوں میں بعض اشخاص ایسے بھی ہوتے ہیں جو آئندہ واقعات کو قبل از وقوع بیان کرتے ہیں۔ اور وہ اپنی صفت میں سب سے ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ اپنے ہنر میں نہ کسی صنعت اور کاریگری سے کام لیتے ہیں نہ ستاروں کے آثار کے پیشِ نظر ایسی معلومات بہم پہنچاتے ہیں بلکہ محض اپنی فطرت اور جبلّت کی بنا پر اس قسم کی پیشگوئیاں سنایا

کرتے ہیں۔ جن سے انکار کی کسی کو جرات نہیں ہوسکتی ان سب کے علاوہ صوفیائے کرام اپنی کرامت سے جو غیبی واقعات کو بیان کرتے ہیں وہ سبھی جانتے ہیں۔

قدرت کی طرف سے انسان دو چیزوں سے مل کر بنا ہے۔ ایک روح اور دوسرے جسم اور یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ روح کے بغیر انسان ایک لاش ہے۔ مردہ ہے اُسے انسان کوئی نہیں کہتا۔

''کشف کا راز دراصل یہ ہے کہ روح جب ''حسن ظاہر کو چھوڑ کر ''حسن باطن'' کی طرف رجوع کرتی ہے تو ظاہر ہے کہ ''حسن'' کمزور پڑ جاتا ہے اور روح طاقت پکڑ لیتی ہے۔ روح میں جان سی پڑ کر اس کی قوت دوبالا ہو جاتی ہے۔ جب اس میں بیداری آتی ہے تو وہ ذکر و شغل میں اور مدد بہم پہنچاتی ہے۔ پھر یہی ذکر و شغل اس کے لئے غذا کا کام دیتا ہے۔ جس سے اُس کی نشو و نما ہوتی ہے اور وہ روز بروز بڑھتی ہے تا آنکہ وہ درجہ نصیب ہوتا ہے کہ علم شہود کے درجے میں آ جاتا ہے اور پہلے جو کچھ جانا جاتا تھا اب نظر آنے لگتا ہے۔ ''حسن'' سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور نفس مکمل ہو کر عین ادراک بن جاتا ہے مواہب ربانیہ اور علوم لدّنی اور معرفت الٰہی کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس وقت عالم بالا اور عالم ملائکہ میں پہنچ کر ذات الٰہی کی طرف قدم بڑھانے لگتا ہے چنانچہ اس طرح کا کشف صوفیائے کرام کو مجاہدے اور مراقبے سے اکثر و بیشتر حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے ذریعے سے وہ عالم وجود کے اُن حقائق تک رسائی پا لیتے ہیں جن کا دوسروں کو پتہ نہیں لگ سکتا اور وہ قبل از وقوع واقعات کا پتہ چلا لیتے ہیں۔

شاہ جی اپنے مکاشفات خواجہ حسن نظامیؒ سے وقتاً فوقتاً بیان کرتے رہے جو حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے۔ خواجہ حسن نظامیؒ نے اس کی صداقت کو محسوس کرتے ہوئے 1914ء میں

آپ کو کشفی کا خطاب دیا جو آگے چل کر آپ کے نام کا ایسا جزو بن گیا کہ آپ کا اصل نام ذہنوں سے محو ہو گیا حتی کہ اب کشفی شاہ کو ساری دنیا جانتی ہے مگر محمد اشرف کو جو آپ کا اصل نام ہے کوئی نہیں جانتا۔

اگرچہ آپ کی تمام پیشگوئیاں درست ثابت ہوئیں مگر آپ کو کبھی بھی اپنے بارے میں کوئی ایسا گمان پیدا نہیں ہوا کہ آپ علمائے اسلام سے بالاتر ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور آپ کا تقوی اور طہارت کا اثر تھا۔ میں کہتا ہوں کہ تمام بزرگوں نے ایسے خیالات کو میرے قریب تک نہ آنے دیا۔ ان سب نے اپنی روحانی برکتوں اور دعاؤں سے مجھے بچائے رکھا۔

شاہ جی نے 1931ء میں پیشگوئی کی کہ مہاتما گاندھی کو قتل کر دیا جائے گا۔ شاہ جی نے لاہور میں اپنے ایک دوست اور مجاہد آزادی ملک لال خان کے نام خط ارسال کیا جس میں انہوں نے واضح لکھا'' کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مسٹر گاندھی کو گولی مار دی کیا یہ کسی ہونے والے واقعہ کی خبر نہیں۔''

یہی پیشگوئی 1933ء میں خواجہ حسن نظامیؒ نے اپنے اخبار منادی دہلی میں شائع کی۔

''میرے مرید وخلیفہ سید کشفی شاہ نظامیؒ کا اعلان گاندھی ایک ہندو کے ہاتھوں مارا جائے گا۔''

چنانچہ 1948ء میں مہاتما گاندھی کو ایک ہندو کے ہاتھوں قتل ہوتے ساری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

خرقہ خلافت

تصوف و معرفت کی تعلیم و تربیت چونکہ شاہ جی نے حضرت خواجہ حسن نظامیؒ سے حاصل کی تھی اس لئے اس کے اثر سے 1916ء میں خواجہ حسن نظامیؒ نے آپ کو روحانیت میں بتدریج ترقی کرتے دیکھا تو فرمایا۔

تم ہونہار ہو اور اس لائق ہو کہ تمہیں خلافت دی جائے ۔ 18 شوال 1323ء ہجری ستمبر 1916ء میں خواجہ صاحب نے آپ کو اپنا خرقہ خلافت پہنایا۔ اب خواجہ صاحب سے آپ کے قلبی تعلقات پہلے سے بھی کہیں زیادہ گہرے ہو گئے ۔ آپ کو خواجہ صاحب نے اپنا روحانی فرزند قرار دیا۔ جب تک حیات رہے آپ کو اسی نام سے یاد کرتے رہے۔

اداروں کی مالی معاونت

1920ء میں شاہ جی ایک فہم وفراست کے آدمی تھے۔ لاکھوں، کروڑوں روپے کے تجارتی اور کاروباری کام تنہا آپ ہی کے ہاتھ میں تھے۔ ملک کے رفاہی اور فلاحی کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں امداد کے طور پر جہاں آپ اپنی طرف سے ہندوستان بھر کے مختلف اداروں، انجمنوں اور سکولوں کو بھیجتے تھے۔ وہاں کمپنی کی طرف سے بھی امدادی رقمیں آپ ہی بھجواتے تھے۔ یہ گویا آپ کی زندگی کا ایک ایسا نیا دور تھا جس پر کسی کی طرف سے کسی طرح کی بھی کوئی قدغن اور پابندی نہیں تھی جو چاہتے کر ڈالتے۔ اس سے پہلے آپ کے اختیارات محدود تھے اور آمدنی کے وسائل بھی کچھ زیادہ نہیں تھے مگر جب آپ کے مخلصانہ طرزِ عمل اور دیانتدارانہ کردار کو دیکھ کر لوگوں کی آپ کے خلاف غلط فہمیاں دور ہوگئیں اور تلخیاں جاتی رہیں تو کمپنی کے جملہ امور اور اختیارات آپ ہی کو سونپ دیئے گئے۔ لوگوں نے آپ کو اپنے سر، آنکھوں پر بٹھایا اور دل میں جگہ دی پھر جب تک کمپنی قائم رہی آپ اسی حیثیت میں اس سے وابستہ رہے اور اس کی کلید کامیابی اور کامرانی بھی آپ ہی کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد کسی فرد کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

کمپنی کی طرف سے آپ کو اب جو ماہانہ آمدنی میسر آتی وہ لاکھوں روپے سالانہ تک پہنچتی تھی۔ اس کے علاوہ کمپنی کے منافع میں سے 1/16 حصہ الگ ملتا تھا۔ یہ سب کچھ مل ملا

کر آپ کو اتنی بڑی رقم کی ماہانہ آمدنی میسر آتی ۔ اگر آپ چاہتے تو بڑی پر تکلف اور شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے ۔ اور اپنی اولاد کے لئے بھی گراں قدر جاگیریں اور بڑی بڑی جائیدادیں بنا سکتے تھے ۔ مگر آپ نے ایسا نہ کبھی نہ سوچا اور نہ اس پر عمل کیا۔

آپ کی خاموش طبیعت کو سادگی بہت پسند تھی ۔ آپ ہمیشہ سادہ زندگی بسر کرتے رہے اور اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ مدرسوں، سکولوں، یتیم خانوں، مسجدوں اور صحافتی اداروں پر خرچ کر دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ مختلف دینی اور قومی رہنماؤں اور سیاسی جماعتوں کی بھی اس طرح سے مدد کرتے رہے کہ کانوں کان کسی کو خبر تک نہ ہونے پائی۔

لطف کی بات یہ کہ قومی اخبارات کے دفتر سر بمہر ہوتے رہے ان کی ضمانتیں ضبط ہوتی رہیں مگر آپ کا خفیہ ہاتھ ان کی اس طرح مدد کرتا رہا کہ اخبارات کے ڈیکلریشن بحال اور دفتر کھلتے چلے گئے اور حکومت کبھی اس بات کا سراغ نہ لگا سکی کہ یہ خفیہ ہاتھ کس کا ہے جو مسلمانوں کے مختلف اداروں کی اس طرح سے مالی امداد کر رہا ہے کہ جب وہ حکومت کے زیر عتاب آتے ہیں اور حکومت ان کو بھاری جرمانہ عائد کرتی ہے تو وہ جرمانے ادا کر کے سیاست کے میدان میں پھر سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ اسلامی، تبلیغی، انجمنوں اور اخباروں کی دل کھول کر مدد کرتے ۔ غم زدہ، غریبوں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کی اس طرح مدد کرتے کہ اس کا کسی کو علم بھی نہ ہونے دیتے ۔ کوئی سائل اور ضرورت مند آپ کے گھر سے خالی نہیں جاتا تھا۔ سینکڑوں کو نقد امداد دے کر ان کو مصائب سے بچایا، سینکڑوں کو آپ نے کاروبار کرائے اور سینکڑوں بیروزگاروں کو برسر روزگار بنایا۔

مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کی رہائی

دسمبر 1920ء کے آخری دنوں میں جب کانگرس اور مسلم لیگ کے امرتسر میں جلسے ہو رہے تھے شہنشاہ جارج پنجم کے ایک فرمان کے مطابق ہندوستان کے تمام سیاسی قیدیوں کو رہائی مل گئی۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر بھی رہا ہو کر آ گئے۔ اس موقع پر بعض مسلم رہنماؤں نے یہ تجویز پیش کی کہ علی برادران کو قوم کی طرف سے 3 لاکھ روپے اکٹھے کر کے دیئے جائیں تا کہ وہ اپنا کوئی کاروبار کر سکیں۔ کئی برس کی جیل کاٹنے سے انہیں جو مالی نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی ہو سکے۔

شاہ جی نے کہا کہ یہ تجویز بڑی معقول ہے کہ مولانا محمد علی جوہر کو مالی مدد دی جائے۔ اس کار خیر اور قومی کام میں حصہ لینے کا مجھے بھی موقع مل گیا۔

ان رسیدوں کے مطابق جو آپ کو رقم کی وصولیاں کے طور پر بھجوائی گئی تھیں آپ نے اپنی طرف سے۔ کمپنی کی طرف سے اور احباب کی طرف سے جو نظامیہ شانتی گنج رنگون کے رکن تھے ہزاروں روپے کی خطیر رقم تاج الدین کے نام دہلی بھیجی۔

ہر چند قوم نے آپ کی آواز پر مولانا محمد علی جوہر کے لئے لاکھوں روپے کا سرمایہ فراہم کر دیا۔ لیکن علی برادران کی غیرت نے اسے قبول کرنا گوارا نہ کیا۔ جب یہ سرمایہ جمع کیا جا رہا تھا اس وقت انہیں اس بات کا علم نہیں تھا پھر جب یہ بات ان کے علم میں آئی تو انہوں نے یہ

ساری رقم لینے سے انکار کر دیا اور ان کی اجازت سے قوم نے اس تمام رقم کو ''خلافت فنڈ'' میں جمع کرا دیا۔

شاہ جی کہتے ہیں کہ علی برادران کے اس ایثار اور بے نفسی نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ جب رنگون میں دوسرا یوم خلافت منایا گیا تو میں نے اس میں پہلے سے بھی کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حکومت نے اس موقع پر چالیس مسلم رہنماؤں کی زبان بندی کا حکم دیا۔ مگر مسلمانوں کا جوش وخروش بجائے کم ہونے کے اور بڑھتا چلا گیا۔ خلافت کمیٹی نے جو اشتہار بمبئی سے بھجوائے وہ میں نے شہر میں جگہ جگہ لگوا دیئے۔

چک قاضیاں میں یوم خلافت

شاہ جی نے تیسرا یوم خلافت اپنے گاؤں چک قاضیاں میں منایا۔ پہلے ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں خود شاہ جی، ظہور شاہ، محمد جمیل شاہ، غلام مرتضیٰ شاہ، محمد اعظم اور فیض الحسن شاہ شریک ہوئے۔ ان حضرات نے تمام گاؤں کا دورہ کیا۔ لوگوں سے گھر گھر جا کر ملے، جلسے کے لئے سامان اکٹھا کیا اور لوگوں کے تعاون سے جلسے کی تمام ضروریات اور انتظامات کی تکمیل کی۔

اس جلسے میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے حصہ لیا۔ جلسے میں حاضرین کی تعداد 30,000 سے اوپر تھی جلسہ 20 اگست 1921ء کو منعقد ہوا اور بہت کامیاب رہا۔ شاہ جی کے نزدیک ترک خلافت مسلمانوں کی قوت اور اتحاد کی علامت تھی۔ اگر چہ اس زمانے میں خلافت پر حکومت برطانیہ کا اثر قائم تھا۔ اس کے سفیر خلافت پر چھائے ہوئے تھے اور اسے اب ساری دنیا میں "مرد بیمار" کہتے تھے تاہم اسے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا ایک نشان ضرور سمجھا جاتا تھا۔ یہی وہ خیال تھا جس کے پیش نظر ہندوستان کے مسلمانوں کو ترک خلافت سے عقیدت تھی۔ حتیٰ کہ مغلیہ حکومت کے بعد جب ہندوستان سے مسلمانوں کا اقتدار اٹھ گیا تو ہندوستان کے مسلمان جمعتہ المبارک کے خطبوں میں ترک خلیفہ کا نام لیتے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرتے رہے۔

مولانا ظفر علی خان کی شاہ جی سے ملاقات

ہندوستان کی آزادی اور تحریک پاکستان میں بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ برطانوی حکومت کے خلاف جہاد کرنے میں آپ بارہا قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہوئے۔ آپ کے روزنامہ زمیندار لاہور کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ مسلمانوں میں قومی اور سیاسی شعور پیدا کرنے میں اس کا حصہ گراں قدر ہے۔ یہی سبب ہے کہ حکومت روزنامہ زمیندار پر بار بار پابندیاں لگاتی اور پریس کو ضبط کرتی رہی۔

مولانا ظفر علی خاں کا پریس حکومت نے تیسری مرتبہ پھر ضبط کیا تو اس زمانے میں 1933ء کو اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ جرمانے کی بھاری رقم ادا کرتے۔ جرمانے کی رقم ادا نہ کر سکنے کے باعث مولانا ظفر علی خان بہت پریشان تھے۔

کسی نے آپ کو مشورہ دیا کہ رنگون چلے جائیں۔ وہاں خواجہ حسن نظامیؒ کے مرید و خلیفہ اور ولی اینڈ کمپنی کے ایک بااثر فرد سید اشرف کشفی نظامی ہیں ان سے ملیں وہ آپ کے کام آئیں گے۔ مولانا کو خیال پیدا ہوا کہ ان حالات میں کشفی شاہ میری دستگیری کیسے کر سکتے ہیں۔ گمان کیا کہ جب کسی کے پاس دولت آتی ہے تو اس کی زبان، ہاتھ اور دل کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔

مگر جب مشورہ دینے والے نے اصرار کیا اور کہا کہ پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہوتی تو مولانا رنگون چلے گئے۔ وہاں شاہ جی کے مکان پر گئے۔ کالی پگڑی، تہمند استعمال کرتے اور

پنجابی بولنے والے نے سب کچھ دے دیا۔ جو کسی والئی ریاست یا رئیس اعظم سے بھی نہ مل سکا۔ شاہ جی کی اس دریا دلی اور شاہانہ عنایت پر مولانا ظفر علی خان نے کہا شاہ جی کے بارے میں جیسے سنا تھا آپ کو ویسا ہی پایا۔

مولانا ظفر علی خان کی زبان پر بے ساختہ چند اشعار آ گئے۔

کل سنا تھا نام کشفی شاہ کا
آج دیکھا کام کشفی شاہ کا
بادہ توحید سے لبریز ہے
کیف پرور جام کشفی شاہ کا
دعوت و ارشاد کے حلقوں میں
ذکر صبح و شام کشفی شاہ کا
آخری پیغام حق اسلام ہے
ہے یہی پیغام کشفی کا
وقف کر دی زندگی دین کے لئے
نیک ہو انجام کشفی شاہ کا

8 نومبر 1933ء

شاہ جی کی دریادلی اور سخاوت صرف مسلمانوں کے لئے نہیں تھی بلکہ ہر مذہب کے افراد کی خدمت بھی کرتے۔ ماسٹر پشورا سنگھ آہلو والیہ چک قاضیاں میں پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے وہ شاہ جی کے پاس آئے کہا میں اپنے گاؤں میں ایک گوردوارہ بنا رہا ہوں مگر مالی دشواری پیش آ رہی ہے۔ شاہ جی نے کچھ رقم نقد انہیں دی اور ایک خطیر رقم رنگون سے بھجوادی۔

تحریک سیرت

سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ نے 1913ء میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے کام کا آغاز کیا۔ حکمران طبقے کی نگاہ میں اسلام کو تمام برائیوں کا سرچشمہ اور مسلمانوں کو انگریزوں کو دشمن سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت شاہ جی کا مسلمانوں کی ترقی کے لئے کام کرنا بڑے حوصلے کی بات تھی۔ شاہ جی نے سیرت کی تحریک جاری کرنے سے پہلے گردوپیش کے حالات کا بخوبی جائزہ لیا اور آپ اس نتیجے پر پہنچے کے اس وقت ہندوستان میں اسلام اور مسلمان تین اطراف سے گھرے ہوئے ہیں ایک طرف عیسائی مبلغ ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھات لگائے بیٹھے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمام ہندوستان کے لوگوں کو عیسائی بنالیں۔ اس کے لئے ان کی توجہ مسلمانوں پر تھی۔ اسی لئے پادریوں کی تقریروں میں زیادہ تر بوچھاڑ مسلمانوں ہی پر ہوتی تھی۔

مفلس و نادار اور ان پڑھ مسلمان اُن کے فریب میں آجاتے اور عیسائی بن جاتے۔ دوسری طرف انگریز حکمران مسلمانوں کو اپنا سیاسی حریف سمجھتے ہوئے زندگی کے ہر شعبے میں ہندوں اور سکھوں کو آگے بڑھاتے اور

مسلمانوں کو پیچھے دھکیلتے جا رہے تھے۔ اس سے انگریزوں کی سیاسی غرض واضح تھی کہ وہ اپنے وفاداروں کا ایک بڑا گروہ قائم کر کے اس کے ذریعے مسلمانوں کا جو اقلیت میں تھے ہمیشہ کیلئے خاتمہ چاہتے تھے۔ تیسری طرف انگریزی تعلیم اور مغربی علوم وفنون اور نئی تہذیب تھی جس سے یہ خطرات پیدا ہو رہے تھے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ان چیزوں کے اثرات سے اسلام کے اعمال وعقائد اور اصول وقوانین کے بارے میں بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقے میں کہیں کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو جائے۔

چنانچہ انگریزوں کے غلبے اور دیار افرنگ کی تہذیب سے مسلمانوں میں جو روحانی اور اخلاقی عوارض پیدا ہو رہے تھے جن سے یہ خطرہ لاحق ہو چکا تھا کہ یہ عوارض بڑھ کر کہیں مسلمانوں کے ملّی وجود اور قومی تشخص کو ختم نہ کر دیں آنحضرت ﷺ کے مقدس اور مبارک نام پر شاہ جی نے سیرت کی تحریک شروع کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ مسلمانوں میں لاکھ اختلافات سہی۔ لیکن اس کے باوجود تمام مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے ایک مرکز پر متحد ہو سکتے ہیں۔

جس وقت شاہ جی نے سیرت رسول ﷺ کی تحریک کا آغاز کیا۔ انگریزوں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان یہ اتحاد کے عروج کا وقت تھا۔ اس اتحاد میں جو شے قدرِ مشترک تھی وہ اسلام اور مسلمان دشمنی تھی۔

انگریزوں کی طرف سے اس کا کھلم کھلا اظہار کیا جا رہا تھا۔ ان کی آرزو تھی کہ پورے ہندوستانیوں کو عیسائی مذہب میں شامل کیا جائے۔ انگریزوں کی کوششیں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئیں۔ بہت سی قومیں عیسائیت قبول کرنے لگیں۔ ہندوستان میں ہر ہفتے 2000 عیسائیوں کا اضافہ ہوتا رہا۔ اس کا اندازہ ''ملاپ'' اخبار کے بیان سے ہوسکتا ہے جس میں کہا گیا کہ انگریزوں کی کوششوں سے اس وقت 1,64,000 ہندوستانی عیسائیوں کا گرجا سے تعلق پیدا ہو چکا ہے۔ ہندوؤں کے ارادے بھی خطرناک تھے وہ رام راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اب تک اُن پر مسلمانوں کا رعب دبدبہ قائم تھا مگر انگریزوں کی شہہ پر وہ بیباک ہونے لگے۔ ان کا خیال تھا کہ یہاں کے مسلمانوں کا زیادہ تر تعلق ہندوستان کی سرزمین ہی سے ہے اس لئے اُنہیں اسلام کے دائرے سے نکال کر ہندو بنالینا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ اس کیلئے ہندو رہنماؤں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی سرگرمیاں تیز کردیں۔

شمالی ہند خصوصاً پنجاب میں 1920ء سے 1940ء تک جس قدر تحریکیں ابھریں، ان سب کے محرکات سیاسی تھے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے مسلمانوں پر طرح طرح کے حملے ہوتے تھے۔ سب کا مقصد یہی تھا کہ مسلمانوں کے ملی وجود کو ختم کر کے ہندوستان سے اسلام کو ختم کر دیا

جائے۔ جیسے شدھی اور سنگھٹن تحریکوں وغیرہ سے واضح تھا۔

شاہ جی نے ان تحریکوں کا مقابلہ کرنے اور ان کا زور توڑنے کے لئے 1920ء میں تحریک سیرت کی بنیاد رکھی جو رفتہ رفتہ ایک فعال اور منظّم تحریک بن گئی اور اس کی تبلیغ و اشاعت کا دائرہ بیرونی ملکوں تک پھیل گیا۔ پھر آپ نے سیرت کمیٹی بنا کر اس کا صدر دفتر پٹی ضلع لاہور میں قائم کر دیا تا کہ اسلام دشمن تحریکوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔

آپ نے تن تنہا سیرت کی تحریک کا آغاز کیا۔ شاہ جی رنگون سے چل کر پنجاب پہنچے اور دہلی میں خواجہ حسن نظامی سے ملے۔ آپ نے اس تحریک کے بارے میں مشورہ کیا اور اپنی تھیلیوں کے منہ جشن عید میلاد النبی ﷺ اور تحریک سیرت کو مقبول بنانے کے لئے کھول دیئے۔

خواجہ حسن نظامی نے اس تحریک میں شاہ جی سے تعاون کرتے ہوئے اپنے اخبار ''منادی'' کے تمام صفحات تحریک سیرت کو کامیاب بنانے کے لئے وقف کر دیئے۔ پوسٹر اور مضمون لکھ لکھ کر اپنے بے شمار ارادت مندوں، حلقہ بگوشوں اور رفیقوں کے ذریعے پورے ہندوستان میں ہر مسلمان کے ہاتھوں میں پہنچائے اور انہیں اس تحریک سیرت سے متاثر کیا اور تعاون کرنے پر بھی آمادہ کیا۔

پہلی مرتبہ 1927ء میں 12 ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی ﷺ

کی تقریب رنگون اور دہلی میں پورے مذہبی جوش وخروش اور شان وشوکت کے ساتھ منائی گئی۔ مسلمانوں نے اس میں پورے ذوق وشوق کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسلمانوں کو یہ حقیقت ہمیشہ اور ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اسلام کی تمام تر ترقی کا واحد ذریعہ قرآن حکیم و رسول کریم ﷺ کی سیرت پاک تھی۔ یہ تحریک اس لئے شروع کی گئی کہ مسلمانوں میں پھر وہی ولولہ، جوش پیدا ہو سکے۔ یہ تحریک مسلمانوں کی ترقی اور توقعات کے مطابق کامیابی کے مراحل بڑی خوبی سے طے کرتی چلی گئی۔ اکثر مقامات پر سیرت کمیٹیاں بھی قائم کی گئیں۔ اب ضرورت اس امر کی تھی کہ مسلمانوں کو پھر غفلت کی گہرائیوں میں ڈوبنے کا موقع نہ دیا جائے۔ وہ اٹھ کر پھر نہ سو جائیں۔

چنانچہ تحریک سیرت کو مستقل صورت دینے کے لئے شاہ جی نے شبانہ روز کام کرنا شروع کر دیا تاکہ جو سیرت کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں وہ کبھی نہ ٹوٹنے پائیں۔

اس تحریک کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ ہر خیال اور طبقے کے افراد اس میں شامل تھے۔ کوئی بھی مسلمان اس تحریک سے انحراف نہیں کر سکتا تھا۔ سیرت کمیٹیاں ابھی تک ایک مرکز کے ساتھ وابستہ نہیں ہوئی تھیں۔ دہلی میں باقاعدہ کوئی دفتر نہیں تھا۔ اس کے باوجود تمام ملک میں آپ نے بڑی خوبی سے سیرت کمیٹیوں کو پھیلایا تاکہ اصلاح امت کے

بہترین کام سرانجام پاسکیں۔ آپ یہ چاہتے تھے کہ مسلمان مل کر کام کریں اور اسلام کا پیغام قوم کے بچے بچے تک با آسانی پہنچایا جا سکے۔ اس تحریک کو ملی حیثیت کے باعث لوگوں نے بڑی قدر ومنزلت اور عزت واحترام کی نظر سے دیکھا اور ملت کے ہر فرد نے یہ محسوس کیا کہ قوم کی حفاظت اور اصلاح وترقی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نظام نہیں۔ اس تحریک کو کامیاب اور مستقل صورت دینے کی اشد ضرورت تھی تاکہ تحریک سیرت کو ہر حال میں کامیاب بنایا جا سکے۔

اس وقت کے تمام مسلم اخبارات نے تحریک سیرت پہ ادارئیے لکھے اور شاہ جی کے اس جذبہ کو بے حد سراہا تحریک سیرت پر مضمون لکھے گئے۔ یہ بھی لکھا کہ تحریک سیرت اس وقت کی اشد ضرورت تھی جسے شاہ جی تن تنہا میدان عمل میں نکل کر پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اداریوں میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ اگر تحریک سیرت کا مرکز دہلی ہوتا تو زیادہ مناسب تھا تاکہ ذیلی کمیٹیاں پھر اسی نسبت سے دہلی کے مرکز کے ساتھ وابستہ ہو جاتیں۔ جہاں تک اس تجویز کی معقولیت کا تعلق تھا وہ درست اور موزوں تھا۔ اگر شاہ جی تحریک سیرت کے مرکز کے لئے یقیناً دہلی کا انتخاب کرتے اور آپ کو ہمہ وقت خواجہ حسن نظامی کے ساتھ رہنے کا موقع بھی میسر آتا۔ لیکن شاہ جی کو اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا موقع ہی

میسر نہیں آیا۔ کیونکہ خواجہ حسن نظامی نے 19 اپریل 1930ء میں اپنا ہفتہ وار اخبار ''منادی'' بند کر دیا او راس سے پہلے اپنا انگریزی اخبار ''ینگ مسلم'' بھی بند کر چکے تھے۔ وہ اعلان کر چکے تھے کہ اب صرف مثالی خواجہ ماڈل سکول دہلی ہی چلائیں گے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنی لاکھوں کی جائیداد بھی سکول کے نام وقف کر دی۔

شاہ جی نے ہفتہ وار اخبار ''منادی'' کے سرورق پر لکھی جانے والی قرآنی آیت ''**مُنَادِياً يُّنَادِى الْأيمان** ۔ترجمہ: منادی ایمان کے لئے ندا کرتا ہے۔

اس پر خیال کرتے ہوئے شاہ جی نے پٹی ضلع لاہور سے ایک پندرہ روزہ اخبار ''ایمان'' شروع کیا۔ تحریک سیرت کو منظم طریقے سے چلانے کے لئے تحریک کے بانی کی حیثیت سے شاہ جی نے سیرت کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم قائم کر دی۔

آپ نے قاضی عبدالمجید قریشی کو تحریک سیرت کا سیکرٹری اور پندرہ روزہ اخبار ''ایمان'' کا ایڈیٹر بھی مقرر کر دیا۔ چند افراد کو مجلس عاملہ سیرت کمیٹی کا رکن بنا دیا گیا۔ تا کہ تحریک سیرت ایک منظم اور منشور کے مطابق آگے بڑھائی جا سکے۔ تحریک سیرت اور اخبار ''ایمان'' کے تمام اخراجات شاہ جی کے ذمے تھے۔ جسے آپ بخوبی پورا کرتے اور تحریک سیرت کو لوگوں کے

چندہ وغیرہ سے پاک رکھتے۔

تحریک سیرت کو پورے ہندوستان میں کامیاب کرنا اگرچہ مشکل کام تھا مگر آپ ﷺ کے ذکر مبارک اور خاص نظر کرم سے سیرت کمیٹیاں بنتی گئیں۔ ان کمیٹیوں کی سرپرستی میں جشن عید میلاد النبی ﷺ جگہ جگہ نہایت مذہبی طریقے اور جوش و جذبہ سے منایا جانے لگا۔ تھوڑے ہی عرصے میں پورے ہندوستان میں **لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰه** کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ نامساعد حالات کے باوجود بھی شاہ جی جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تقاریب اور سیرت کی تحریک کو سارے ہندوستان میں پھیلانے میں کامیاب ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں میں تحریک سیرت کا اتنا بڑا نظام قائم ہوگیا جس کی دنیا میں کہیں نظیر نہیں ملتی۔

مسلمان جو فرقہ بندی یا اختلافات کے باعث ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے کے لئے تیار نہ تھے۔ سیرت کی مجلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے دعوت نامے جاری کرتے رہے۔ ان سب نے مل کر کام کیا، جلسے کیے۔ اس طرح اتحاد بین المسلمین کی ایک نئی راہ قوم کے سامنے کھل گئی۔

تحریک سیرت کو مستقل تحریک بنانے اور ہمہ گیر بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے سیرت کمیٹی کی تشکیل کر دی گئی اور اسے کامیاب بنانے کے لئے دن رات ایک کر دیا گیا۔ اپنا مال و دولت بے دریغ اس پر صرف کیا

یہاں تک کہ سارے ہندوستان میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر پاک کی گونج سنائی دینے لگی۔

شاہ جی نے فرمایا کہ ہم اس امت مسلمہ میں صرف اخبار، رسالے اور کتابیں ہی تقسیم نہیں کرتے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت اور محبت کے مناد بھی ہیں اور مبلّغ بھی، ہم اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ امّت مسلمہ کو مدینہ کی راہ دکھاتے ہیں۔ دنیا کے لئے کروڑوں قبلے اور آستانے ہیں۔ کروڑوں مندر اور مورتیاں ہیں، لیکن ہمارا قبلہ، ہمارا آستانہ صرف اللہ کا رسول ﷺ ہے۔ ہم اس کے سوال کچھ نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ہی ہو کر رہیں۔ آپ ﷺ کے نام کے گُن گائیں، آپ ﷺ کے نام پر جئیں اور آپ ﷺ کے نام پر ہی مریں۔ آپ ﷺ کی آواز سے ہی قبروں سے اٹھیں، ان کے جھنڈے تلے حشر میں جمع ہوں۔ ہماری جنت بھی وہیں ہے اور ہمارا خلد بھی۔ آپ ﷺ کی چاہ، محبت کے سوا اس دنیا میں ہمارے لئے اور کچھ نہیں۔

شاہ جی کہتے کہ حضور پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلنا مسلمانوں کے لئے زندگی کا سرچشمہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرنا ہر مومن کی دوا ہے۔ کلام الٰہی اور سیرت نبوی ﷺ میں کچھ فرق نہیں۔ شاہ جی کہتے ہیں کہ کلام الٰہی علم ہے اور سیرت نبوی ﷺ اس کا عمل ہے۔

قرآن حکیم کے تمام احکام جب آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں

جذب ہو کر ایک عملی نمونے کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئے تو ان کا نام سیرت نبوی ﷺ قرار پا گیا۔ شاہ جی نے تحریک سیرت بنا کر نبی نوع انسان کو اسوہ رسول ﷺ کی جستجو میں متحرک کر دیا۔ اور اس تحریک کے ذریعے اشاعت اسلام کی ایک نئی روایت دی۔ **جو دن بارہ وفات کے نام سے موسوم ہو گیا تھا اس دن کو 12 ربیع الاول، جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا رواج دے کر آپ نے اس کو عالمگیر تحریک بنا دیا۔**

فرمان سید محمد اشرف کشفی شاہ گیلانیؒ

اگر آپ نے دنیا و آخرت میں بہترین صلہ پانا ہے تو اللہ کی توحید، نبی پاک ﷺ کی رسالت پر یقین، صحابہ کرام کی عظمت، اہل بیت سے محبت اور اولیاء اللہ کا ادب و احترام اپنے دل میں بٹھا لیں۔ اس کے علاوہ نماز پنجگانہ روزانہ، قرآن پاک کی تلاوت، والدین کی فرمانبرداری، درود ابراہیمی پڑھنے کا معمول بنالیں۔ اللہ کے ذکر کی محفلوں میں بیٹھیں اور ہر وقت باوضو رہیں۔ انشاءاللہ کامیاب وکامران رہو گے۔

۵۴۵

سیرۃ النبی

اللہ اکبر

جاپانی زبان میں سیرت النبیؐ کے ترجمے کیلئے شاہ صاحب کا ایک خط۔ ملک لعل خاں کے نام

"LOVE WITH GOD"

THE NIZAMIA SHANTI GUNJ
S. M. A. KASHFI SHAH NIZAMI
Asst.
KHAWAJA HASAN NIZAMI DELHVI.

No. ۴

P. B. No. 326,
203, Phayre Street,
Rangoon 7 — 10 —

رتی ۱۳۶۲

صدیقیم

السلام علیکم ۔ رحمہ [illegible] نامہ گرامی ۔ اُس کی خوشخبری میں
ساتھ ہے ۔ جو ان تک ہوئی ۔ معاف فرمائیے [illegible] ۔ [illegible] ہو سکا ۔
کیونکہ گذشتہ سال اگست میں بیروت ختم ہوگئی تھی ۔ وہ سال ایک
گیا [illegible] کا زور ہے ۔ اور اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ
یہ ماہ [illegible] کا سلسلہ جاری رہیگا ۔ اور سمندر میں طوفانی حالت
رہیگی ۔ اس لئے مناسب جب رخصت اُن کی ہو ۔ [illegible] دیدیا ۔
منزل [illegible] جاری ہے ۔ اسکا اثر بھی زیادہ ہے ۔ اور خاص بات
یہ ہوئی ہے ۔
[illegible] زخم ہوگیا ۔ اور جاپانی ڈاکٹر کے پاس گیا ۔ اس نے علاج شروع کیا ۔
بجلی کا علاج تھا ۔ علاج جاری کیا ۔ فائدہ یہ ہوا کہ تکلیف [illegible] نہ ہوئی ۔
ورنہ ہر بات کی نسبت تکلیف ہو جاتی تھی ۔
وہ بجلی سے علاج کرتا تھا [illegible] وہ صرف ڈاکٹر ہی نہیں ۔ بلکہ جاپانی ادیب
اور [illegible] اور مذہبی پیشوا ہے ۔ اور مصنف بھی ہے ۔ اس نے جاپان کے
[illegible] کے حالات بیان کئے ۔ [illegible] جاپان کے [illegible] ۔ اور سیرت [illegible]
کا ترجمہ [illegible] جاپانی میں شروع کیا ۔ جو [illegible] مکمل ہوا ۔ جاپان کے پریس کو دکھایا
گیا ۔ انہوں نے شائع کرنے کا وعدہ کیا ۔ اور اب یہ سیرت جاپانی زبان
میں [illegible] کی زیر نگرانی شائع ہو رہی ہے ۔ اور [illegible] کی
[illegible] شائع کر کے مفت تقسیم کرو ۔
[illegible] جاپانی [illegible]
اسلام کی [illegible] ۔ [illegible] جبکہ [illegible] پانچ روز ہو گئے ہیں ۔

عید میلاد النبی کی تقریب منانے کے سلسلے میں شاہ صاحب کے نام ریڈیو اسٹیشنوں کے
ڈائرکٹر صاحبان کی چٹھیوں کا عکس

ALL INDIA RADIO
GOVERNMENT OF INDIA

"AIRVOICE."
Regent 818, 819.

1, GARSTINS PLACE,

Calcutta, 27th February, 1941.

No. LI/P/1156.

The Patron,
Prophet's Birthday Celebration Committee,
Office No.203, Phayre Street,
Rangoon.

Dear Sir,

Please refer to your letter No.5080/41 of the 15th February, 1941.

We thank you for your kind letter reminding us about ~~making~~ special programmes on the birthday of the Prophet.

We have arranged ~~for~~ a special programme in Bengali entitled "MARU BHASKER", based on the life of the Prophet, which will be broadcast from this Station at 8 p.m. on the 10th April, 1941. In addition to this feature production, we have also arranged ~~for~~ appropriate recitations in Urdu.

Thanking you,

Yours faithfully,

[signature]

Assistant Station Director.

RC.

٥٤٦

"LOVE WITH GOD."

The Nizamia, Shanti Ganj.
S. M. A. Kashfi Shah Nizami
Asst. Khwaja Hasan Nizami Delhvi.

No. 2894
P. B. No. 326,
203, Phayre Street,
Rangoon 5 - 4 - 193

——:o:——

صدیقم

السلام علیکم۔ رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ورود تار اور دو خط دہلی گئے۔
چونکہ میں رنگون سے [illegible] تھا۔ [illegible]
۲۹ ۳/۴ کو [illegible] بجے [illegible] آ گیا۔ [illegible]
آپ کی عید [illegible] ممنون ہوں۔ اور امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔
[illegible] کسی ورق میں چلا گیا۔

[illegible] کے واسطے روانہ کرونگا۔ مگر ابھی
[illegible] روانہ کرونگا۔ [illegible]
[illegible] روانہ کرونگا
یہاں کے اخبار [illegible] میں ایک نظم شائع ہوئی۔ جس میں ایک شعر

اگر پردوں سے ہوتی ہے تمہیں تسکین دل حاصل
کبھی کعبہ میں آ دیکھو۔ کبھی ناٹک میں جا دیکھو۔

شائع ہوا۔ اس پر [illegible] اعتراض کیا۔ کہ یہ کعبۃ اللہ کی عظمت کے برخلاف
ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] آپ [illegible] کیا کہتے ہیں۔ [illegible]
[illegible] آپ نے [illegible]
امید ہے۔ کہ آپ بھی اس شعر پر [illegible]

خدا کے فضل و کرم سے [illegible] اور سب [illegible]
ہے۔ [illegible] 326 رنگون

اگر پردوں سے ہوتی ہے تمہیں تسکین دل حاصل
کبھی کعبے میں آ دیکھو کبھی ناٹک میں جا دیکھو
اس شعر پر آپ نے اعتراض کیا

EGYPTIAN STATE BROADCASTING
AGENTS
MARCONI'S WIRELESS TELEGRAPH Co. LONDON
RADIO HOUSE, SHARIA ELWI, CAIRO
TELEPHONE: 46129
TELEGRAMS: KAHIRADIO CAIRO
Com. Reg. No. 11332, Cairo

5348 F5

محطة الإذاعة اللاسلكية للحكومة المصرية
الوكلاء
شركة ماركوني للتلغراف اللاسلكي ليمتد لندن
راديو هوس شارع علوي بمصر
تليفون رقم: ٤٦١٢٩
عنوان التلغرافي: قاهراديو مصر
سجل تجاري نمرة ١٢٣٣٢ القاهرة

1st. April, 1941.

The Patron,
The Prophet's Birthday Anniversary Committee,
Rangoon.

Dear Sir,

In reply to your letter dated 16th. February we beg to inform you that this year as usual we shall celebrate the Prophet's Birthday Anniversary with a special programme to be broadcast on 9th. inst.

The programme includes;

1) Talk by His Eminence Sheikh Mohammed Moustapha El Maraghy President of Al Azhar University.

2) Talk by H.E. Mohammed Said Loutfy Bey, General Arabic Programme Controller of the Egyptian State Broadcasting.

3) Verse by Haj Mahmoud Ramzy Nazim.

4) Poem by the Late Ahmed Shawky Bey, read by our Chief Announcer.

5) Special programme for Children.

6) Religious songs by Sheikh Aly Mahmoud.

7) Ceremony on the occasion of The Prophet's Birthday (Relayed from Makarem El Akhlak Society)

Yours truly,
aly Khalil
for DIRECTOR OF ARABIC TALKS

Address—
Secretariat, Rangoon.
Telephone—
No. 6260.
Residence: No. Ran. 369.

No. 3263/QB-18-2.

From

U KHIN MAUNG, B.A.,
[illegible],
Director of Public Information, Burma,
Secretariat, Rangoon.

To

Syed Kashfi Shah Nizami, Esqr.,
357 - Sparks Street,
R a n g o o n.

Rangoon, the 3rd April 1941.

Subject:- Special Broadcast on Prophet's Day on Thursday, the 10th April 1941.

S i r,

In reply to your letter dated the 20th of March 1941, I have the honour to inform you that sanction has been accorded for a special broadcast for 30 minutes on Prophet's Day on Thursday, the 10th of April, 1941 and Burma Broadcasting Studio has been instructed to make arrangements for a suitable time for this broadcast. An intimation will be sent to you as soon as the time has been fixed.

In the meantime you are requested to kindly send the English versions of the broadcast speeches on Prophet's life to the Joint Secretary, Home and Defence Departments.

I have the honour to be,
S i r,
Your most obedient servant,

Khin Maung

D i r e c t o r.

MMP.
3/4.

تحریکِ سیرت رسول ﷺ
اور عید میلاد النبی ﷺ سے حصول نتائج

سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ نے عید میلاد النبی ﷺ کی تحریک کے بارے میں کہا کہ ہم اس تحریک سے 5 نکات پیش کرتے ہیں۔

1۔ ہر قوم کے فرد کو آنحضرت ﷺ سے اور ان کی تعلیم سے واقف کرانا تا کہ وہ خلقِ خدا کی زندگی کے لئے مفید ہو۔

2۔ غیر مسلم اساتذہ اور بااثر لوگوں کو شریک مجالس کر کے ہندو مسلم اقوام کے تعلقات کو عمدہ اور شگفتہ بنانا۔

3۔ مسلمانوں کی فرقہ بندی کو دور کر کے جذباتِ اخوت کو بڑھانا۔

4۔ بیت المال فنڈ کی تحریک سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے اور ہر جگہ بیت المال قائم کرنے ہیں۔

5۔ مسلمانوں میں تقسیم عمل کی عادت پیدا کرنا اور اس کے لئے مالی اور عملی قوتوں کو کامیاب کرنا۔

(1) ہر مسلمان کو یہ ارادہ کرنا ہے کہ وہ مجالس عید میلاد النبی ﷺ میں غیر مسلم قوتوں کو بکثرت شریک کرنے کی کوشش کرے گا اور کارکنوں کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ چھوٹی سی چھوٹی آبادی بھی ذکر رسول ﷺ کی مجلس سے محروم نہ رہنے پائے اور جلسے یا تو ایسے ہوں کہ عورتوں کی جگہ وہاں بنائی جائے یا عورتوں کے لئے علیحدہ جلسوں کا انتظام کیا جائے حصول مقصد کے لئے یہ ضروری ہے۔

(2) غیر مسلم اساتذہ کو سیرت رسول ﷺ سے واقف کرانا اور ان کے لئے لٹریچر مہیا کرنا تا کہ وہ جلسوں میں آ کر تقریریں کر سکیں اور یہ کو خود اُن کی اصلاح بھی ہو جائے۔ اس کے علاوہ ایسی کوشش کرنا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کی عزت کرنے کا سلیقہ پیدا ہو اور مذہبی معلومات میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی باہمی معرکہ آرائیاں ختم ہو جائیں۔ تا کہ دونوں قوموں کے نوجوان اپنے اپنے مذہب سے وابستہ رہیں۔ کیونکہ وہ نوجوان آپس کی لڑائیوں کو دیکھ کر مذہب کو اس جنگ کا باعث تصور کرنے لگے ہیں۔

(3) مسلمانوں کی فرقہ بندی کو دور کرنا ہے اس کے لئے سب سے مقدم یہ کام ہے کہ ایسی تقریریں اور تحریریں ہوں جن سے شیعہ، سُنّی، وہابی اپنے اختلافات کی شدّت کو ترک کر دیں۔ ہمارا اس سے یہ مقصد نہیں کہ مذکورہ فرقے اپنے عقائد کو چھوڑ دیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایک دوسرے کہ مخالفت نہ کریں جو عوام کی نگاہوں سے اُنہیں گرا دے۔

(4) ہر مقام پر بیت المال کے نام سے قومی فنڈ قائم کرنا تا کہ جگہ جگہ چندہ مانگنے کی ضرورت نہ رہے اور قومی ضرورتیں روپے کی کمی کے سبب سے نہ رُکیں اور زکوۃ و خیرات کے مصارف بھی درست ہو جائیں۔

(5) مسلمانوں کو تقسیم عمل کی تعلیم دینا ہے اور اس کی ابتدائی صورت یہ ہے کہ مال اور عمل کو تقسیم کر دیا جائے۔ یعنی جو بھی کوئی جماعت قومی فنڈ کا روپیہ جمع کرے وہ سوائے روپیہ جمع کرنے اور اسے محفوظ رکھنے کے اور کوئی کام نہ کرے اور جو بھی جماعت قومی خدمات انجام دیتی ہے۔ وہ چندہ جمع کرنے کا کام بالکل نہ کرے۔ روپیہ اس کے ہاتھ میں نہ رہے بلکہ پہلی اور دوسری تنظیم کی ضرورت کی تحقیق کر کے اپنے فنڈ سے اُس کی مدد کرے۔

ہفتہ وار ''منادی'' دہلی 1927ء

عید میلاد النبی ﷺ

شاہ جی دنیائے اسلام میں امّت مسلمہ کے ایسے پہلے فرد ہیں جنہوں نے 12 ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ کا نام دیا۔ اس روز کو عید کے تہوار کی طرح منانے کی روایت قائم کی۔ عید میلاد النبی ﷺ کے دن بڑے بڑے جلسے کرنے، جلوس نکالنے کی ابتدا آپ نے کی۔ جو عالم اسلام کی شان وشوکت اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا مظاہرہ ہوتے۔

عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر لاکھوں کی تعداد میں مختلف موضوعات کے تحت آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک پر چھوٹے چھوٹے رسالے جلسہ گاہوں میں مفت تقسیم کیے جاتے۔ شاہ جی ان رسالوں کی تیاری کے لئے سال بھر پہلے سے منصوبہ تیار کرتے۔ سب سے پہلے سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں موضوعات کا انتخاب کیا جاتا۔

بڑے بڑے علمائے کرام کے نام خط لکھتے اور مقرر شدہ موضوعات پر سیرت کی تقریریں لکھنے کی درخواست کرتے۔ جب یہ تقریریں آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کا دنیا کی 25،20 زبانوں میں ترجمہ کراتے تاکہ تحریک سیرت کی آواز دور دراز ملکوں اور مختلف قوموں تک بھی آسانی سے پہنچ سکے۔

1930 سے 1938 تک آپ نے 21,00000 کتابیں شائع کر کے لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔

ہندوستان میں شاہ جی نے اسلام کی تبلیغ کے لئے بڑی محنت کی۔ ایک طرف مسلمانوں کو اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔ دوسری طرف معاشرے میں مسلمانوں کا کوئی وقار نہ تھا۔ اس پر ستم یہ کہ خود مسلمان بھی مختلف گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہو کر انتشار کا شکار تھے۔ اور اپنی سیاسی اور اجتماعی قوت کھو چکے تھے بلکہ اس وقت ملک بھر میں ایسی کوئی مذہبی یا سیاسی جماعت جو مسلمانوں کو تحفظ دے سکے موجود نہ تھی۔ انہی حالات سے فائدہ اٹھا کر غیر مسلموں کی سرگرمیاں دن بدن بڑھ رہی تھی۔ ان کے مقابلے میں تن تنہا نکلنا کسی مردِ مومن ہی کا کام ہوسکتا تھا۔

شاہ جی نے گرد و پیش کے تمام حالات کا جائزہ لے کر یوم ولادت النبی ﷺ منانے کی تقریب کو اپنی حکمت عملی بنایا تا کہ اس مبارک دن کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کر کے بکھری ہوئی قوم کو ایک مرکز پر جمع کر سکیں اور اغیار میں گھری ہوئی قوم کو مصائب سے نجات دلا سکیں۔

بعض مسلمان لوگوں کا خیال تھا کہ یوم ولادت بطور عید میلاد النبی ﷺ منانا، عبادت کرنا، غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے تک ہی محدود رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس مبارک دن میں آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی وہاں آنحضرت ﷺ کی وفات کا دن بھی یہی تھا۔ آپ ﷺ نے 63 سال کی عمر پائی لہٰذا وہ کم علمی اور ناسمجھی سے بارہ وفات کے نام سے یہ دن موسوم کرتے تھے۔

شاہ جی نے لوگوں کے سامنے یہ دلیل رکھی کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے جہاں اہل زمین کو نوید مسرت حاصل ہوئی، تمام روئے زمین کے انسانوں کے لئے یہ دن باعث رحمت اور برکت کا موجب ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ اپنی رسالت و نبوت کا فرض ادا

کر کے بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوئے تو وہاں آپ کی آمد اہل سما یعنی ارواح و ملائکہ کے لئے بھی فرحت وانبساط کا باعث ہوئی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ مبارک دن دگنا اہمیت کا حامل ہے۔

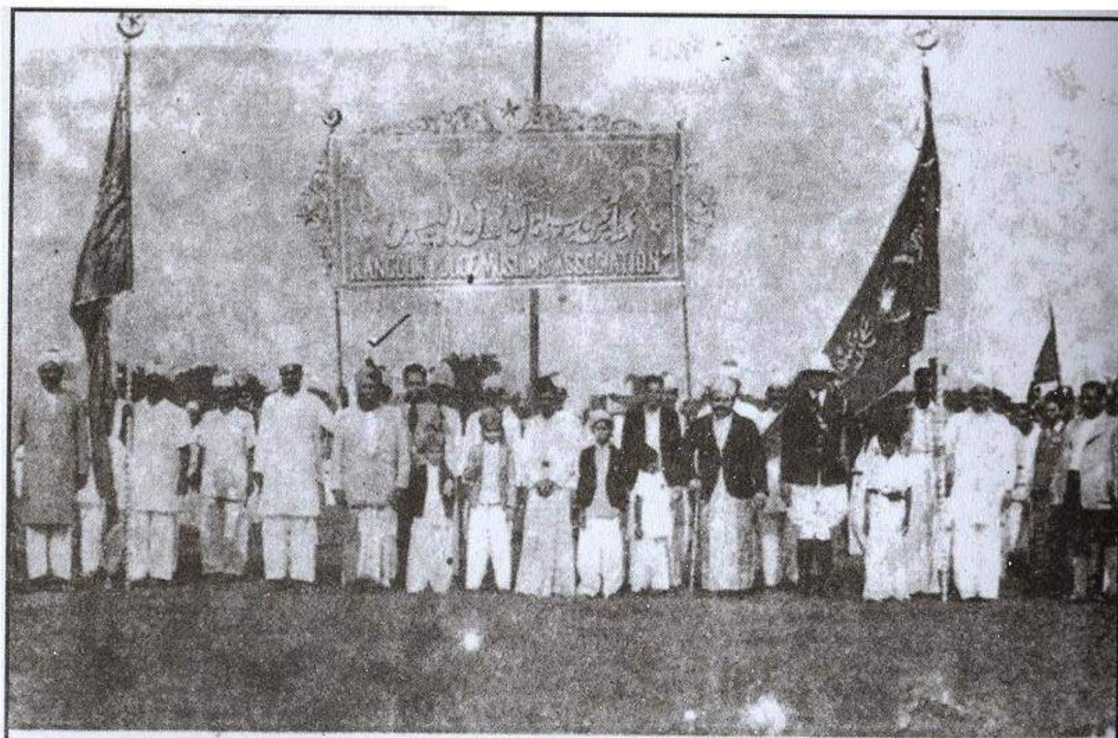
شاہ جی کی دلیل کے بعد اعتراض جاتا رہا۔ رفتہ رفتہ ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر سال 12 ربیع الاوّل کو نہایت جوش وخروش میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے طور پر منانا شروع کر دیا۔ ایک طرف یہ اسلام کی شان و شوکت کا مظہر تھا۔ دوسری طرف مسلمانوں کے اجتماعی رعب اور سیاسی قوت کا مظاہرہ بھی تھا، شاہ جی نے جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے پر مسلمانوں میں وہ قوت بھی پیدا کر دی جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غیر مسلمانوں کی معاندانہ سرگرمیوں کو روک سکے۔ اور اسلام کی اشاعت کو آگے بڑھا سکے۔

شاہ جی خیال کرتے تھے کہ اس روز دنیا بھر کے مسلمانوں کے اپنے اپنے ملکوں میں اجتماعات ہوں گے اور وہ عید کی طرح ایک دوسرے سے گلے ملیں گے ایک جگہ اکٹھے ہو کر یوم ولادت ﷺ کی دلی مسرت اور خوشی سے عید منائیں گے تو باہمی اتحاد و یگانگت کی راہیں کھلتی جائیں گی۔ اور ایک دن آئے گا وہ مذہب کے فروعی اختلافات رکھتے ہوئے بھی دشمن کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ثابت ہوں گے اور یہ بات دنیا میں یقیناً عشق رسول ﷺ کا معجزہ ثابت ہوگی۔

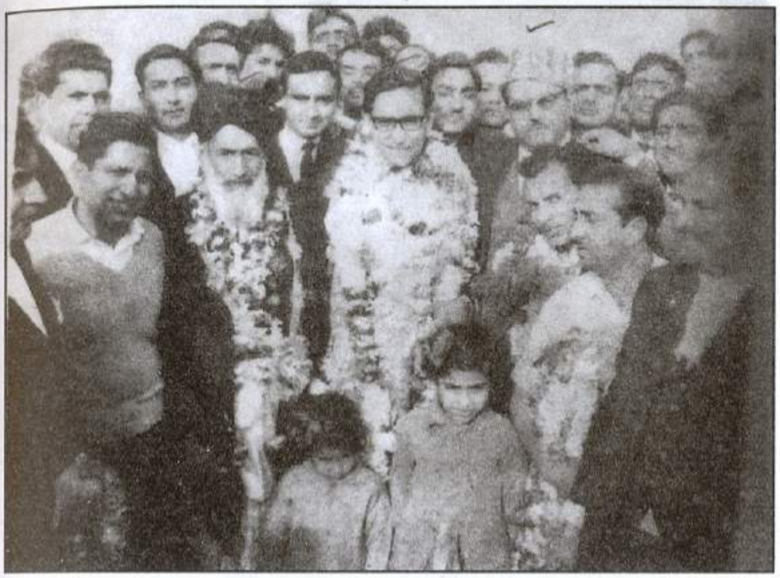
شاہ جی اس بات پر کامل اعتماد و یقین رکھتے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے مسلمانوں کے مکتبہ فکر و خیال اور ہر جماعت کو دلی محبت سے کسی کو آنحضرت ﷺ سے اختلاف نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے کمال محبت ایمان کا ایسا جزو ہے جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔



رنگون میں عید میلاد النبیؐ کے جلوس کا ایک منظر جس میں سید کشفی شاہ نظامیؒ معائنہ کر رہے ہیں 1927ء



رنگون میں عید میلاد النبیؐ کے جلوس کا ایک منظر سید کشفی شاہ نظامی معائنہ کر رہے ہیں۔



لاہور ائرپورٹ پر مریدین سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ کا استقبال کر رہے ہیں

شاہ جی کی کوششوں کا احوال

1۔ شاہ جی نے یوم ولادت النبی ﷺ کو 12 ربیع الاوّل کے مبارک دن کو خاص طور پر نہایت مذہبی جوش وخروش اور شان وشوکت سے منانے کی بنیاد رکھی۔ اسے محض ایک تقریب کے طور پر منانے کے بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا پر مسرت تہوار بنا دیا۔

2۔ شاہ جی کی کوششوں سے عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ہندوستان کے تمام مسلم اخبارات و رسائل نے خصوصی رسول نمبر شائع کرنے کا آغاز کیا اور سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر ریڈیو اسٹیشن سے پہلی مرتبہ تقریریں اور نعتیں نشر ہوئیں۔

3۔ آریہ سماج ہندوؤں کے بڑے بڑے جلوسوں کا حوصلہ شکن جواب دینے کے لئے عظیم الشان جلوس نکالنے کی ایک جامع اور منظم تحریک بناتے ہوئے۔ اشاعت اسلام کے لئے دنیا کے مختلف ملکوں میں 350 تبلیغی مرکز قائم کیے۔

4۔ سیرت کی تحریک کو آگے بڑھانے اور اشاعت اسلام کے دائرے کو وسعت دینے کے لئے آپ نے ترجمان اخبار کے طور پر پٹی ضلع لاہور سے ایک پندرہ روزہ اخبار ''ایمان'' جاری کیا۔ اس کے جملہ مصارف خود پورے کرتے تھے اور اس طرح تحریک سیرت اور پندرہ روزہ اخبار ''ایمان'' کے ذریعے آپ کروڑوں انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔

5۔ پندرہ روزہ اخبار ''ایمان'' کے ساتھ ساتھ آپ نے درس قرآن کا بھی سلسلہ کتابی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا اس کے اخراجات کچھ تو تجارتی نفع کی مد سے پورے کئے جاتے اور بقیہ آپ اپنی جیب سے ادا کرتے تھے۔ یہ تحریک مسلمانوں کے چندوں کے بغیر شروع کی گئی اور اس قدر کامیاب ہوئی کہ شدھی اور سنگھٹن ایسی تحریکوں کو اکھاڑ پھینکا۔

6۔ ہندوستان کے اکثر دیہات میں جہاں بے علمی اور جہالت عام تھی، مسلمانوں کی اصلاح اور ہدایت و رہنمائی کے لئے وعظ سنانے کا اہتمام کیا اور دیہات کی سات ہزار مسجدوں میں خطبات جمعہ کی 100000 کتابیں مہیا کی گئی۔ 1930ء سے 1947ء تک 5000 مسجدوں میں سیرت کمیٹی کے تیار کردہ خطبات ہر جمعہ پر باقاعدگی سے سنائے جاتے رہے۔

7۔ شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں کے مقابلہ کے لئے خواجہ حسن نظامی نے دہلی سے ایک اردو ہفتہ وار اخبار ''منادی'' اور انگریزی اخبار ''ینگ مسلم'' جاری کیا جب تک یہ اخبار جاری رہے شاہ جی ہزاروں روپے سالانہ ان کے اخراجات کے لئے بھیجتے رہے۔

8۔ ترک مجاہدین کی مالی امداد مظلوم فلسطینیوں کی مدد کے لئے 1500 ایکڑ اراضی کا وقف کرنا شامل ہے۔ نظام حیدرآباد دکن کی جب سلور جوبلی منائی گئی تو آپ نے اسی میں پیش کیے جانے والے سپاسنامے کو دنیا کی 25 زبانوں میں نشر کرایا۔ کیونکہ ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کے لئے اس زمانے میں نظام کا دم غنیمت تھا۔

9۔ شاہ جی نے بغیر کسی امتیاز و تخصیص کے مسلمانوں کے ہر مکتبہ فکر کو دعوت دی اندرون ملک کے علاوہ سات بیرونی ملکوں میں بھی اس تقریب کو پھیلانے کے لئے اپنے

مبلغ بھیجے۔

10۔ شاہ جی عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اس مبارک دن کی اہمیت کو واضح کرتے۔ خوشنما رسالوں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے خوبصورت اشتہار بھی لوگوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ اخبارات کے مدیران کرام کے نام خطوط لکھتے جن میں انہیں اس مبارک دن کی اخلاقی و روحانی افادیت کی طرف متوجہ کرتے اور انہیں خود بھی جا کر ملتے اور بتاتے کہ قوم کے بکھرے ہوئے افراد اس تحریک کے ذریعے کیسے متحد اور یکجا ہو سکتے ہیں۔

شاہ جی کی سیرت و کردار کے باب میں یہ بات خاص طور پر توجہ کے لائق ہے کہ آپ نے تمام عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اور ملی وجود کی حفاظت کا کام کیا۔ اس پر اپنا وقت، محنت اور مال کو بے دریغ صرف کیا مگر اس کا ذکر کبھی اپنی زبان پر نہیں لائے۔ جو کچھ کیا اسے اپنے خدا اور اپنی ذات تک ہی محدود رکھا۔

تنظیمِ ملّت

شاہ جی نے اسلامی تاریخ کی روشنی میں ملت کی تنظیم کے لئے جو راہیں تلاش کیں اور جن پر چلنے سے ملّت اسلامیہ کی بخوبی تنظیم ہوسکتی تھی۔

1۔ اسلامی اخبارات

2۔ اسلامی انجمنیں

3۔ مسجدیں

اگر ان تینوں اداروں کے نمائندے ایک جگہ اکٹھے ہوکر ایک مشترکہ لائحہ عمل تجویز کر لیں جس کی تائید میں ان تینوں اداروں کی آواز ایک ہوتو بلاشبہ یہ کام تمام ملّت اسلامیہ کی تنظیم اور اتحاد کا سنگِ بنیاد قرار پاسکتا ہے۔

شاہ جی کے نزدیک مسجد ہماری ملی زندگی کا سرچشمہ اور ملّت کی تنظیم کی اساس ہے۔ آپ نے تمام ہندوستان میں تنظیمی کمیٹیوں کا جال بچھانے کی بجائے ملک بھر کی مسجدوں ہی کو اپنی تمام تر کوششوں کا مرکز بنایا۔ نماز پنجگانہ، جمعۃ المبارک اور عیدین کے اجتماعات کو مفید اور موثر بنانے اور ان کی روح کو سمجھنے کے لئے آپ نے جدید ضروریات اور نئے حالات کو نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوئے علمائے اسلام سے وقتاً فوقتاً خطبات لکھوائے تاکہ اُن کے اثر سے مسلمانوں میں ایک سوچ، فکر و خیال اور وحدتِ عمل پیدا کی جاسکے جن علمائے کرام نے

شاہ جی کی فرمائش پر یہ کام کیا۔ ان میں مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا سیّد حسین احمد مدنی، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا احمد علی، مولانا غلام مرشد خطیب بادشاہی مسجد لاہور، علامہ سیّد سلیمان ندوی، مولانا معین الدین اجمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبدالحیٔ فاروقی اور مولانا قطب الدین ولی لکھنوی وغیرہ اہم علمائے کرام کے اسمائے گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بہت خطبات جمعہ شاہ جی نے خود بھی تحریر کئے۔

خطبات جمعہ کا لاکھوں کی تعداد میں سلسلہ آپ نے برس ہا برس جاری رکھا۔ اپنے اخبار ''ایمان'' کے ذریعے جو خطیبوں اور اماموں کو ہر 15 دن بعد باقاعدگی سے مفت ملتا تھا۔ ان کو بتایا گیا کہ ان خطبات کو جمعہ کے دن مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ ان خطبات کو لکھوانے، چھپوانے اور بذریعہ ڈاک بھیجنے کے تمام اخراجات شاہ جی خود برداشت کرتے تھے۔

آپ کے نزدیک ہندوستان میں اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ ملت کی تنظیم ہی کا تھا۔ جسے ہر طریقے اور ذریعے سے حل کرنے کیلئے آپ دن رات کوشاں رہتے۔ اس سلسلے کا ایک ذریعہ آپ کا اخبار ایمان بھی تھا۔ جس میں آپ نے تنظیم ملت کا ایک مستقل کالم قائم کر دیا۔ اس کے علاوہ اخبار کی ہر اشاعت میں اخبار ''ایمان'' کے اجراء کی غرض و غایت، سیرت رسول ﷺ پر بیان اور تنظیم ملت کے منصوبے اور مقاصد کو نمایاں جگہ دی جاتی۔ اور واضح کیا جاتا کہ ملت کی تنظیم کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ اس تحریک کے ذریعے امتِ مسلمہ کی منتشر طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہوں۔ یعنی تمام اسلامی اخباروں، اسلامی انجمنوں اور مسجدوں کے اتحاد سے ملّت اسلامیہ میں متحدہ تعمیری پروگرام نمایاں کیا جائے۔ جس میں ہر اخبار، ہر انجمن اور ہر بڑی مسجد کی نمائندگی ہو۔

1930ء میں جب یہ تحریک شروع کی گئی۔ ہندوستان کے مسلمان جن کی تعداد اس وقت ''آٹھ کروڑ'' تھی تین گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک گروہ انگریزی زبان مسلمانوں کا تھا۔ جو چار لاکھ کے قریب تھا دوسرا گروہ چھ کروڑ ان پڑھ مسلمانوں کا تھا تیسرا گروہ پڑھے لکھے مسلمانوں کا تھا جو چالیس لاکھ کے لگ بھگ تھے۔

پہلا گروہ مغربی تہذیب کے زیر اثر مصری اور ترک مسلمانوں کی طرح آہستہ آہستہ اسلامی عقائد و اعمال سے دور اپنے فرائضِ منصبی سے غافل ہوتا جا رہا تھا۔ دوسرا گروہ بے علم اور ان پڑھ ہونے کے باعث اسلامی تعلیمات اور فضائلِ اسلام سے اس قدر بے بہرہ تھا کہ ہندو ساہوکار اور آریہ سماجی علمبردار جب جی چاہتے اپنے بچھائے ہوئے جال میں اسے آسانی سے پھانس لیتے تھے۔ تیسرا گروہ اگرچہ پڑھے لکھے مسلمانوں کا تھا۔ تاہم اس گروہ کے اکثر لوگ بھی اسلامی تعلیمات سے پورے طور پر بہرہ ورنہ تھے۔ اُن لوگوں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے محبت اور ہمدردی ضرور موجود تھی۔ اسی جذبے کا یہ اثر تھا کہ یہ لوگ پہلے گروہ کے افراد کی بدعقیدی اور جب کبھی آریہ سماجی ہندوؤں کی طرف سے اَن پڑھ اور غریب مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے اور اُن پر ظلم وستم ڈھانے کی کوشش کی جاتی تو اُن کی مدد اور حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔

شاہ جی نے اس تیسرے گروہ کی غیرت ملّی اور حمیّت کو دیکھتے ہوئے اُن سے تعاون کی درخواست کی تا کہ ملّت کی تنظیم کا منصوبہ پروان چڑھ سکے۔

یوں تو ہر وہ مسلمان جو نماز روزے کا پابند تھا، اجتماعی تنظیم کی افادیت اور قوت پر کامل یقین اور اس کی ضرورت کا احساس رکھتا تھا۔ تاہم ایسے اصحاب جو دین کے عالم اور علومِ اسلامی کے ماہر تھے۔ تنظیم ملت کے تقاضے کو شدّت سے محسوس کرتے ہوئے اس منصوبے کی

تکمیل کے لئے شاہ جی کے معاون اور مددگار بن گئے۔ان حضرات میں مولانا عبدالکریم چشتی صابری،مولانا عبدالہادی،مولانا غلام فرید اور مولانا نجف علی کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ علمائے کرام ہندوستان۔افغانستان اور دوسرے بہت سے ملکوں میں بڑی بڑی مسجدوں کے ذریعے تنظیم ملت کے لئے دینی خدمات انجام دیتے رہے۔

عالم دین مولانا عبدالکریم چشتی صابری جو خلافت کمیٹی شکارپور کے صدر تھے وہ شاہ جی کی مخلصانہ دینی اور قومی خدمات کے دل سے معترف تھے انہوں نے اپنے لئے کراچی منتخب کیا جہاں کئی سال تک تنظیم ملت کے منصوبے کے تحت دینی اور قومی خدمات انجام دیتے رہے۔

تنظیم ملت کے باب میں شاہ جیؒ کا موقف یہ تھا کہ جس طرح مسلمانوں پر نماز فرض ہے اسی طرح تنظیم ملت اور اتحاد امت بھی فرض ہے۔ شاہ جی کہتے تھے کہ جس طرح جڑ، شاخ، پھل اور پھول ایک ہی درخت کے مختلف اجزاء ہیں اور ان سب کے مجموعے ہی کا نام درخت ہے اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قربانی اور جہاد وغیرہ اسلامی احکام بھی دین اسلام ہی کے مختلف اجزاء ہیں اور انہی تمام اجزاء کے مجموعے کا نام تنظیم ملت ہے۔

حقیقت میں آپ کا اصل مشن تو انسانیت کی قدروں کو بلند کرنا تھا۔اس بنیاد پر مختلف طبقوں اور فرقوں کے مسلمان تو درکنار غیر مسلموں کو بھی احترام اور تعظیم کے لائق سمجھتے تھے، حتیٰ کہ آپ کا اُن کے ساتھ رابطہ تھا۔ اس بات کا اندازہ تحریکِ سیرت رسول ﷺ کے جلسوں سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔جن میں سنّی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، ہندو، سکھ، عیسائی اور بدھ مت کے پیروکار شریک ہوتے تھے، بلکہ ان کے رہنما بھی سیرت رسول ﷺ پر تقریریں کیا کرتے تھے۔

آپ نہ صرف مختلف مذاہب کے ماننے والوں سے گہرے دوستانہ تعلقات اور اچھے

مراسم رکھتے تھے بلکہ اُن کی تقریبات میں شریک بھی ہوتے اور ان کی مالی امداد سے حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے مسلمانوں کے مختلف گروہوں، فرقوں اور غیر مسلموں کے کتنے ہی اخبارات اور رسائل ایسے تھے جو آپ کے نام باقاعدگی سے جاری تھے، جن کی سالانہ خریداری اور غیر مسلموں کی خاطر و مدارت اور مہمان داری آپ محض خیر سگالی کے جذبے اور اسلامی رواداری کے پہلو سے روا رکھتے تھے۔ غیر مذاہب کے لوگوں سے آپ کا طرزِ عمل ہرگز حکمت سے خالی نہیں تھا۔ اس سے جہاں ایک طرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے دل و دماغ میں فرقہ واریت اور مذہبی تعصب کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی، وہاں اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ مذہب کے باب میں ایک غیر متعصّبانہ طرزِ عمل اختیار کیا کرتے تھے جس سے غیر مسلموں کو اسلام کے قریب لانے اور اسلام کی تعلیمات کو جاننے کا موقع ملتا۔

نی او تیرا کی لگدا جیہڑا چھپیا نظر نہیں اوندا
کشفی پیر سوہنا جیہڑا سب نوں خیراں پاندا

نی او تیرا کی لگدا جیہڑا چھپیا نظر نہیں اوندا
کشفی نال یاری لایئے جیہڑا درشن روز کروندا

حادثۂ مسجد کانپور

جس سال شاہ صاحب خواجہ صاحب کے مرید ہوئے ، اتفاق سے اسی سال کانپور کی مسجد کا سانحہ پیش آیا۔ یہ پہلا موقع تھا جب شاہ صاحب نے خواجہ صاحبؒ کے ساتھ مل کر ایک ملی تحریک میں حصہ لیا۔ اس کا مختصر حال یوں ہے کہ کانپور کے مچھلی بازار میں مسلمانوں کی ایک قدیم مسجد تھی ، انگریز حکومت نے سڑک کو سیدھا کرنے کے لئے مسجد کو گرانے کا حکم دیا۔ اس پر تمام ہندوستان کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے اس احتجاج کی پروانہ کی اور یکم جولائی 1913ء کو مسجد کا وہ تمام حصہ گرادیا جو سڑک سیدھا کرنے کے لئے درکار تھا۔ حکومت کی اس ناروا حرکت کے خلاف 13 اگست 1913ء کو کانپور کے مسلمانوں نے ایک احتجاجی جلوس نکالا جس پر پولیس نے اندھا دھند گولیاں چلائیں۔ 33 مسلمان شہید اور بے شمار زخمی ہو گئے۔ سینکڑوں مسلمانوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ اس بات سے مسلمانوں میں سخت اضطراب پیدا ہوا۔ ان حالات میں خواجہ حسن نظامی فوراً کانپور پہنچے اور مسلمانوں کے ایک عظیم اجتماع میں جو تقریر کی اس نے بقول ملا واحدی ملک بھر میں آگ لگا دی۔ حتیٰ کہ بلوے کو روکنے کے لئے فوج اور توپ خانے حرکت میں آ گئے۔ خواجہ صاحب نے جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کیا انگریز نے نہیں دیکھا کہ بلقان اور طرابلس کے دور دراز ملکوں میں جب ہمارے

بھائیوں کے پھانس چبھتی تھی۔تو یہاں پردیس میں ہم ہندوستانی مسلمانوں کے دل پرخنجر چل جاتے تھے۔کیا انگریز،مسلمانوں کا اور جوش دیکھنا چاہتے ہیں؟ کیا انہیں آرزو ہے کہ مسلمان اپنا ایجی ٹیشن دکھائیں۔ان سے کہہ دو کہ ہمارا جوش فیشن اور نمائش کا جوش نہیں ہے۔ہم جوش میں آتے ہیں تو آسمان تھرا جاتا ہے۔سمندر ڈر کر سمٹ جاتے ہیں۔پہاڑ پست ہو جاتے ہیں۔دریاؤں کی روانی رک جاتی ہے۔مت بھولو کہ ہمارا جھنڈا بلند ہوتا ہے تو سینٹ پال کے گرجا کے سوا کہیں اور نصب نہیں ہوتا۔

اس تقریر کا عنوان تھا ''کہو تکبیر''۔یہ تقریر جس اخبار میں بھی شائع ہوئی وہ ضبط کر لیا گیا۔

مسجد کانپور کے حادثے سے مسلمانوں کو پہلی مرتبہ اس حقیقت کو جاننے کا موقع ملا کہ انگریز ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمانوں سے ناانصافی کرتے ہیں اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ انگریزوں نے ہندوستان کی حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اور غدر 1857ء میں ہندوؤں نے انگریزوں کا ساتھ دیا تھا۔شاہ صاحب نے مسجد کانپور کے حادثہ میں ''دامے،درمے،قدمے'' مسلمانوں کا بھرپور ساتھ دیا۔خواجہ صاحب کی تقریر ''کہو تکبیر'' شائع کر کے پورے ہندوستان میں پھیلا دی۔

مسجد کے تحفظ کے لئے جب مسلمان وکلاء کی ایک ڈیفنس کمیٹی قائم ہوئی تو شاہ صاحب نے اس کے لئے بہت سارا روپیہ جمع کر کے دیا۔اس سلسلے میں ایک وفد لندن بھی گیا۔جس کے سربراہ مولانا محمد علی جوہر تھے۔وفد نے حکومت برطانیہ سے مسجد شہید کیے جانے پر سخت احتجاج کیا لیکن برطانوی حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی اور یہ وفد ناکام واپس آ گیا۔

تحریک خلاف

پہلی جنگ عظیم (1914ء تا 1918ء) کے دوران خواجہ صاحب کی ہمدردی مکمل طور پر انگریزوں کے خلاف اور ترکوں کی حمایت میں تھی۔ سید محمد اشرف کشفی شاہ صاحب نے بھی اس دوران ترکوں کی حمایت و اعانت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور لاکھوں روپیہ جمع کر کے ترکوں کو بھجوایا۔

ترکی پہلی جنگ عظیم میں جرمنی کے ساتھ تھا، جب جرمنی ہار گیا تو مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ اتحادیوں (روس، فرانس اور برطانیہ) نے فتح یاب ہو کر ایک معاہدے کے ذریعے (جو میثاق سیورے کے نام سے مشہور ہے) طے کیا کہ آئندہ ترکی کا خلیفہ اتحادیوں کی ہدایات پر عمل کرے گا۔ اتحادی جب چاہیں گے ترکی یا آبنائے باسفورس پر قبضہ کر لیں گے۔ ترکی کے تمام مقبوضات (جو خلافت عثمانیہ کے ماتحت ہیں) چھین لئے جائیں گے۔ آرمینیا کی آزاد حکومت قائم کی جائے گی۔ سمرنا اور مغربی اناطولیہ (جہاں ترک مسلمانوں کی اکثریت تھی) یونان کے دے دیئے جائیں گے۔ شام، فرانس کے اور اردن اور عراق برطانیہ کے ماتحت ہوں گے۔

اتحادیوں کی اس بندر بانٹ کے نتیجہ میں سلطنت عثمانیہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس سازش سے انگریزوں کے خلاف ہندوستان کے مسلمانوں کا غم و غصہ پھر تازہ ہو گیا اور تحریک خلافت

شروع ہوگئی۔اس تحریک کی بنیاد اسلام کی بین الاقوامی اور عالمی اخوت کے جذبے پر تھی اور مسلمان اسی جذبہ کے تحت سر پر کفن باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے لیکن عیار گاندھی اور اس تحریک کے اندر محدود نیشلزم (یعنی ہندوستانیت کا جذبہ) پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا۔اس کی حیلہ گری کا دوسرا کمال یہ تھا کہ وہ خود خالصتاً اس اسلامی تحریک کا قائد بھی بن بیٹھا۔ نیشلسٹ مسلمان اسے مسجدوں کے اندر لے جانے لگے، جہاں وہ منبر پر بیٹھ کر مسلمانوں سے خطاب کرتا۔

گاندھی کی اس مکاری کو جن لوگوں نے جلد ہی بھانپ لیا، ان میں علامہ اقبال، قائداعظم اور بعض دوسرے دوراندیش مسلمان لیڈروں کے ساتھ خواجہ حسن نظامی بھی تھے، جنہوں نے مسلمانوں کو بروقت خبردار کیا اور بتایا کہ تحریک خلافت میں ہندوؤں کی شرکت بالآخر مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوگی۔

سید محمد اشرف کشفی شاہ بھی خلافت عثمانیہ کے ختم ہو جانے کے باعث انتہائی دل گرفتہ تھے اور دن رات اس غم میں تڑپتے تھے۔خلافت عثمانیہ سے انہیں دلی محبت تھی، غازی انور پاشا (جو سلطنت عثمانیہ کے وزیر جنگ تھے اور جنگ عظیم اول میں دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے تھے) ان کی عقیدت کا مرکز تھے۔شیخ سنوسی سے بھی انہیں بڑی محبت تھی۔جو انگریز کی مکاری کو خوب سمجھتے تھے اور ہر وقت مسلمانوں کو اس سے خبردار کرتے رہتے تھے۔شاہ جی اپنی ذاتی ڈائری میں شیخ سنوسی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''شیخ سنوسی میرے پیرو مرشد (حضرت خواجہ حسن نظامیؒ) کے مشن کے علم بردار ہیں، غازی انور پاشا، جو شیخ سنوسی کے داماد ہیں، طریقت کے رشتہ میں میرے بھائی ہیں، وہ صوفیانہ مسلک رکھتے تھے اور ایک ذریعے سے انہیں میرے بارے میں یہ علم ہے کہ میں ان کا

شیدائی ہوں ۔ میں ان کا شیدائی اس لئے ہوں کہ وہ اسلام کے شیدائی ہیں اور کافروں پر غلبہ اسلام کی آرزو رکھتے ہیں ۔ اگر حکومت برطانیہ کے نزدیک ان سے تعلق رکھنا جرم ہے تو میں برملا کہوں گا کہ وہ ایک طرح سے نہیں، ہزار طرح سے میرے بھائی ہیں ۔

ترک خلافت کے حصے بخرے ہونے کے بعد غازی مصطفیٰ کمال نے ترکوں میں قومی شعور اور جذبہ جہاد پیدا کیا۔ اتحادیوں نے جب مصطفیٰ کمال کے خلاف اپنی فوجیں روانہ کیں تو ترکوں نے مصطفیٰ کمال کی قیادت میں ان فوجوں کے منہ پھیر دیئے اور ایک ایک کر کے اتحادیوں سے تمام چھینے ہوئے علاقے واپس لے لئے ۔ فرانسیسیوں سے سلیشیا خالی کروالیا، آرمینیا بھی دوبارہ قبضہ کرلیا نیز یونانیوں سے تھریس اور اناطولیہ بھی واپس لے لئے ۔

اس دوران ہندوستان کے نیشنلسٹ علماء نے غازی مصطفیٰ کمال کے خلاف پراپیگنڈا میں بہت حصہ لیا ۔ شاہ جی مصطفیٰ کمال کے دل و جان سے مؤید تھے ۔ انہوں نے جہاں مسلمانوں کو نیشنلسٹ علماء کی حقیقت و اصلیت سے آگاہ کیا۔ وہاں اپنے مضامین کے ذریعے بھی غازی مصطفیٰ کمال کی بھرپور حمایت کی ۔

اس زمانے میں نیشنلسٹ علماء نے تحریک ہجرت شروع کی ۔ خواجہ حسن نظامی کی طرح شاہ جی کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ ایک غیر دانشمندانہ اور عجلت میں کیا ہوا فیصلہ ہے ۔ بعد میں حالات نے بھی اس کی تصدیق کی ۔ اس تحریک کے زیر اثر ہزاروں مسلمان جو ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے تھے، بے نیل مرام واپس آ گئے ، وہ کسی طرح بھی وہاں جذب نہ ہوسکے ۔

شدھی تحریک

تحریک خلافت کے بعد ہندوؤں نے ایک اور شرانگیز تحریک شروع کی۔انہوں نے غریب اوران پڑھ مسلمانوں کوورغلا کراور روپے پیسے کا لالچ دے کر ہندو بنانا شروع کر دیا۔اس تحریک کا بانی آریہ لیڈر سوامی شردھانند تھا جو کانگریس میں شامل ہونے کے بعد جیل گیااور وہاں سے یہ سکیم بنا کرلوٹا کہ مسلمان اکثر موقعوں پر علیحدہ حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں،اس کا موثر علاج یہی ہے کہ انہیں ہندو بنالیا جائے تاکہ الگ حقوق کی بحث ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔

خواجہ صاحب نے شردھانند کی نام نہاد شدھی تحریک کو''تحریک ارتداد'' کا نام دیا اور جواب میں''تحریک تبلیغ'' قائم کر کے اپنے رفقاء کے ساتھ شردھانند کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔اس تحریک میں سید محمد اشرف کشفی شاہ اپنے مرشد حضرت خواجہ صاحب کے دست راست تھے۔وہ حفاظت اسلام کے سلسلے میں مضامین لکھنے کے ساتھ رنگون سے ہر ماہ خواجہ صاحب کوایک ہزار روپیہ بھی بھجواتے تھے۔تاکہ تبلیغی لٹریچر کی اشاعت میں کسی نوع کی کوئی رکاوٹ نہ آئے۔اس تحریک کا خاتمہ اس وقت ہوا جب 23 دسمبر 1926ء کوایک سرفروش مسلمان غازی عبدالرشید نے شردھانند کے مکان پر جا کر پستول سے چار گولیاں چلا کراسے جہنم واصل کر دیا۔

سید محمد اشرف کشفی شاہ کا عظیم ترین کام

شاہ صاحب اپنی زندگی میں ہر ملی تحریک سے وابستہ رہے اور مسلمانوں کی بھرپور خدمات انجام دیں، لیکن ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ تحریک سیرت کا قیام ہے۔ انہوں نے بارہا یہ مشاہدہ کیا کہ بیشتر ملی تحریکیں محض اس وجہ سے ناکام ہوئیں کہ بیرونی قوتوں سے کہیں زیادہ خود مسلمانوں نے اسے نقصان پہنچایا۔ سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامی بہت سوچ بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمانوں کے تمام ملی امراض کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ انہیں تعلیمات نبوی ﷺ سے روشناس کرایا جائے اور ان کے اندر عشق رسول ﷺ کا سچا جذبہ بیدار کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے 1920ء مین رنگون میں تحریک سیرت کی بنیاد رکھی اور لاکھوں کی تعداد میں سیرت طیبہ اور نہایت آسان زبان میں لٹریچر شائع کر کے مسلمانوں میں پھیلایا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر رنگون سے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلوس نکالنا شروع کیا۔ جلوس کے شرکاء سر پر سبز پگڑیاں باندھے۔ ہاتھوں میں تلوار تھامے اور زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتے شاہراہوں سے گزرتے تو دیکھنے والوں پر اس کا بڑا اثر ہوتا۔ کئی غیر مسلم تو اسلامی شکوہ کا یہ عظیم الشان مظاہرہ دیکھ کر ہی اسلام قبول کر لیتے۔

آج بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ امت کو ''بارہ وفات'' کے بجائے

عید میلاد النبی ﷺ کا خوبصورت نام شاہ صاحب نے عطا کیا اور اس بات سے بھی کم لوگ واقف ہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر جلوس نکالنے کا آغاز بھی انہوں نے ہی کیا تھا اور اس روایت کے تنہا وہی بانی ہیں۔ ان کی مسلسل کوششوں سے عید میلاد النبیؐ کا جلوس ہندوستان کے بیشتر شہروں کے علاوہ کئی اسلامی ممالک سے بھی ہر سال باقاعدگی کے ساتھ نکلنے لگا۔

شاہ صاحب عید میلاد النبیؐ کے مبارک موقع پر جلوس کے لئے سال بھر پہلے سے منصوبہ بندی کرتے تھے۔ سیرت طیبہ کے مختلف موضوعات پر اہل علم وقلم سے سیر حاصل مضامین لکھواتے اور انہیں لاکھوں کی تعداد میں شائع کرا کے ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی بھجواتے۔ سیرت طیبہ کے مختلف موضوعات پر شاہ صاحب ہر سال جن علماء ومشائخ سے مضامین لکھواتے ان میں خواجہ حسن نظامیؒ، سید سلیمان ندویؒ، نواب محمد حبیب الرحمان شروانیؒ، قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ اور نومسلم سکالر لارڈ ہیڈ لے فاروقؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کے علاوہ شاہ صاحب رنگون میں ایک عظیم الشان جلسہ سیرت کا بھی اہتمام کرتے تھے۔ جن میں علمائے کرام کی تقاریر ہوتیں۔ رفتہ رفتہ سیرت کے یہ جلسے دوسروں شہروں میں بھی ہونے لگے۔ پھر شاہ صاحب نے یہ تحریک بھی چلائی کہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اخبارات اور رسائل بھی سیرت طیبہ پر خصوصی مضامین شائع کیا کریں۔ نیز ریڈیو سے بھی خصوصی پروگرام نشر ہوا کریں۔ الحمد اللہ آج یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، جو سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامی کی مسلسل محنت اور بے مثال ہمت اور لگن کی بدولت ہے۔

تحریک سیرت کے مبارک کام کو آگے بڑھانے کے لئے شاہ جی نے پٹی (ضلع

لاہور) سے ایک پندرہ روزہ اخبار ''ایمان'' بھی جاری کیا اور عبدالمجید قریشی کو اس کا مدیر مقرر کیا۔ اس رسالے کے تمام تر اخراجات ہمیشہ شاہ صاحب اپنی جیب سے ادا کرتے تھے۔

شاہ صاحب کو مرشد کامل کی زبان فیض ترجمان سے کشفی شاہ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اس کی برکت سے ان میں یہ کمال پیدا ہو گیا کہ روحانی مکاشفات و کرامات ان کی زندگی کا خصوصی حصہ بن گئے۔ ان کے زیادہ اہم مکاشفات میں مرزا قادیانی کی موت، پاکستان کا قیام اور گاندھی کا ایک ہندو کے ہاتھوں گولی لگنے سے قتل ہونا بہت مشہور ہیں۔ یہ سب واقعات انہوں نے رونما ہونے سے مہینوں پہلے نہ صرف بتا دیئے تھے بلکہ اخبارات میں بھی شائع کرا دیئے تھے۔

یہ شیریں کلام بھی آپ کا وظیفہ رہا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

بَلَغَ العُلٰے بِکَمَالِہ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کَشَفَ الدُّجےٰ بِجَمَالِہ

دور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہ

حسیں ہیں اُن ﷺ کی سب خصلتیں

صَلُّوعَلَیہ وَآلِہ

درود بھیجو اُن ﷺ پر اور اُن ﷺ کی آل پر

(حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی)

جن بزرگوں سے فیض یاب ہوئے

1۔ حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ
2۔ شیخ عبدالقادر گیلانی غوث اعظمؒ
3۔ شیخ جلال الدین بن سید آغا بدیع الدین گیلانیؒ
4۔ احمد شریف سنوسی شاذلیؒ
5۔ ابوالفرح سید محمد فاضل بٹالویؒ
6۔ پیر نذر محی الدین فاضلیؒ
7۔ گوہر شاہؒ
8۔ سیدہ بی بی مریم صاحبہ تارکہ بنت سید آغا بدیع الدین گیلانیؒ
9۔ شاہ سلیمان پھلوارویؒ
10۔ امیر خسروؒ
11۔ عطا محی الدینؒ
12۔ سید فیروز الدین شاہ بن سید آغا بدیع الدین گیلانیؒ
13۔ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی سرکارؒ
14۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
15۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ
16۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ
17۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ

جلسے اور جلوس

دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جس کی فطرت میں سچائی اور حق کو قبول کرنے کا جوہر موجود نہ ہو۔ ہر زمانے میں ایسے لوگ ہمیشہ موجود ہوتے ہیں جو آزادی، سچائی اور خودداری کے ساتھ اپنے ضمیر کے فیصلے کے مطابق استقلال اور جوانمردی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی تمام تر تعلیمات کا ماحصل بھی یہی ہے۔ اگر لوگوں کو اسلام کی خوبیوں اور سچائیوں کا پورا پورا علم ہو جائے تو وہ بغیر کسی دباؤ خوف اور لالچ کے کھلم کھلا مسلمان ہو جائیں گے۔

متلاشیانِ حق اور صداقت سے نا آشنا لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچانے کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ تحریک سیرت کے جگہ جگہ عظیم الشان جلسے کئے جائیں اور عید میلا د النبی ﷺ کے جلوس نکالے جائیں۔

شاہ جی کی شبانہ روز مخلصانہ کوششوں سے نہ صرف سارے ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں سیرت کے جلسوں اور عید میلا د النبی ﷺ کے عظیم الشان جلوسوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ مسلمانوں میں ایک نیا عزم، ولولہ اور جوش پیدا ہوا۔ برلن (جرمنی)، پیرس، کمپالہ، یوگنڈا (افریقہ) میں بھی سیرت کے جلسے ہوئے اور عید میلا د النبی ﷺ کے جلوس نکالے گئے۔ ٹانگانیکا (افریقہ) کے ایک گاؤں مورو گورو کے مسلمانوں نے بھی عید میلا د النبی ﷺ منائی گئی۔ سیلون، آسٹریلیا، انگلستان، ماریشس اور جنوبی افریقہ میں بھی تحریک سیرت کے جلسے ہوئے اور عید میلا د النبی ﷺ کے جلوس نکالے گئے۔

چک قاضیاں واپسی اور پھر رنگون آمد

جاپان جب انگریزوں کو شکست دیتا ہوا سنگا پور پہنچا جہاں برطانوی افواج نے جاپانیوں کا مشکل سے ایک ہی ہفتے تک مقابلہ کرنے کے بعد ہتھیار ڈال دیئے تو انگریزوں کو فکر ہوئی کہ اب برما بھی جاپان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہے گا۔ ان حالات کے باعث تجارت پیشہ لوگ سخت پریشان ہوئے اور بہت سی غیر مقامی تاجر جو کاروبار کی غرض سے ہندوستان کے مختلف علاقوں سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ اپنے اثاثوں کو محفوظ مقامات پر منتقل کرنے اور اپنے بچوں کو ہندوستان بھیجنے لگے۔ شاہ جی نے بھی اپنے اہل خانہ کو ہندوستان واپس بھیجنے کا کہا کہ آپ چک قاضیاں چلے جائیں وہاں محفوظ ہو جائیں گے۔ لیکن اہل خانہ کا رنگون شہر سے اتنا گہرا تعلق پیدا ہو چکا تھا کہ وہ واپس آنے کو تیار نہ ہوئے۔

سنگاپور پر جاپان کا تسلط قائم ہونے کے بعد اب رنگون پر فضائی حملہ ہونے کے خطرات بڑھتے جا رہے تھے چنانچہ نومبر 1940ء میں حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ شہر میں اب جو سائرن بجے گا وہ ایک انتباہ ہوگا کہ جاپان کے جنگی جہاز رنگون کی فضا میں بمباری کے لئے داخل ہو چکے ہیں۔

17 نومبر 1940ء میں شاہ جی اپنے دفتر میں کام میں مصروف تھے کہ سائرن بجنا شروع ہوا۔ آپ وہاں سے اٹھ کر گھر تشریف لائے اپنے گھر کے افراد کو کاروں میں سوار کر

کے رنگون شہر سے باہر ایک گاؤں میں لے آئے ۔ جاپان کے جہاز رنگون کی فضا پر چکر لگا کر بغیر بم گرائے واپس چلے گئے ۔ 22 دسمبر 1940ء کو جاپان کے جنگی جہاز پھر رنگون کی فضاؤں میں داخل ہوئے جب سائرن بجا شاہ جی دفتر سے فوراً گھر تشریف لائے ۔ اس بار جاپان کے جنگی جہازوں نے اندھا دُھند بم برسانے شروع کر دیئے ۔ پہلا بم برما کے سنٹرل سیکرٹریٹ پر گرایا ۔ جس سے ہر طرف آگ کے شعلے بھڑک اٹھے ۔ جس سے اہل رنگون کو سخت جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا ۔ آپ نے اب اپنے خاندان کو واپس بھیجنے کے لئے بحری جہاز کے ذریعے انتظام کر لیا ۔ خاندان کو جنوری 1941ء کو رنگون سے روانہ کر دیا اور خود وہاں رہے ۔ دو ماہ بعد انگریزوں نے جاپانیوں کے شدید خطرے کے پیش نظر اہل رنگون کو شہر خالی کرنے کا کہا چنانچہ شاہ جی بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان تشریف لائے ۔ شاہ جی 1941ء سے 1945ء تک چک قاضیاں میں رہے ۔ 1941ء میں جاپان نے رنگون پر حملہ کر دیا اور قابض ہو گیا ۔

1945ء میں جب دنیا کی دوسری بڑی جنگ ختم ہو گئی تو رنگون سے جاپان کا تسلط بھی اٹھ گیا ۔ تو رنگون سے آپ کے مداحوں نے آپ کو خط لکھے کہ آپ پھر رنگون چلے آئیں ۔ آپ 2 جولائی 1946ء کو لاہور سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچے وہاں تاج محل ہوٹل میں قیام کیا ۔ 4 جولائی 1946ء کو خواجہ حسن نظامی کے سیکرٹریٹ گئے ۔ ان کے کہنے پر ہوٹل چھوڑ کر دہلی مسلم لیگ کے دفتر میں آ گئے ۔ 7 جولائی 1946ء کو دہلی سے کلکتہ روانہ ہوئے پھر وہاں سے بحری جہاز پر رنگون کے لئے روانہ ہوئے ۔ 14 جولائی 1946ء میں آپ کا جہاز رنگون کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا تو وہاں آپ کے دوستوں اور مداحوں کی بڑی تعداد نے آپ کا استقبال کیا ان کے چہرے خوشی سے کھل گئے ۔ 29 اگست 1946ء میں عید الفطر آئی تو سب

مداحوں اور دوستوں نے آپ کے ساتھ عید منائی۔ اس بار رنگون کے حالات وہ نہیں تھے جو پہلے تھے۔ انگریزوں کے خلاف تحریک جاری ہو چکی تھی۔ جلسے جلوس نکلتے تھے۔ ہڑتالوں کا زور تھا جس سے کاروباری زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ شاہ جی نے حسن تدبر سے کام لیتے ہوئے کاروبار حسب معمول جاری رکھا۔ آپ نے 1946ء سے 1948ء تک کاروباری اور تجارتی خدمات کو جس طرح ممکن ہوا انجام دیا۔ آپ کا دل رنگون سے اچاٹ ہو رہا تھا مگر دو سال تک وہیں رہے۔ 14 اگست 1947ء میں مملکت خداداد پاکستان کا قیام عمل میں آچکا تھا اس کے ایک سال بعد 1948ء میں انگریزوں نے برما کو بھی آزاد کر دیا۔ 1948ء میں شاہ جی نے رنگون کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور پاکستان میں اپنے آبائی گاؤں چک قاضیاں واپس آ گئے۔

یہاں آ کر آپ نے 1948ء میں اپنے پرانے ساتھیوں شکر دین اور محمد علی کے اشتراک و تعاون سے ایک تعمیراتی ادارہ ''پاکستان انجینئرنگ کمپنی'' کے نام سے کھاریاں ضلع گجرات میں قائم کیا۔ آپ لکھتے ہیں کہ چالیس سالہ زندگی (برما کے سب سے بڑے دریا جس پر رنگون واقع ہے) دریائے ایراوردی پر گزارنے کے بعد اب دریائے چناب پر قیام کیا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے اس کی مصلحت اور حکمت وہی جانتا ہے یہ وہی مقام ہے جہاں میرے جد امجد سید آغا بدیع الدین گیلانی (شہید بادشاہ) نے ابتدا کی اور اب میں 1948 کے اپنے آخری ایام میں اپنے کاروبار کی ابتدا کر رہا ہوں۔

یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ شاہ جی کے مریدوں کی کثیر تعداد اسی دریا کے کنارے واقع ایک گاؤں ملک پور میں آباد ہے۔ 1952ء میں شاہ جی نے پاکستان انجینئرنگ کمپنی سے علیحدگی اختیار کر لی اور لاہور چلے گئے۔

شادی اور اولاد

آپ کی شادی سیدہ غلام فاطمہ سے ہوئی۔ آپ کے ہاں دولڑکے اور دولڑکیاں ہوئیں۔

1۔ ڈاکٹر سید محمد اقبال نظامی

2۔ ایس ایم ظفر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

3۔ سیدہ روحہ بانو

4۔ سیدہ حور بانو

مریدین

سلسلہ رشد و ہدایت اور بیعت جو اہل تصوّف کا دستور ہے تمام عمر آپ کے ہاں بھی جاری رہا۔ سینکڑوں لوگ آپ کے معتقد اور مرید ہوئے مگر آپ نے ایک انوکھی راہ اختیار کی وہ یہ کہ مریدوں سے نذر و نیاز قبول کرنے کی بجائے اکثر ان ہی کی دست گیری کی اور انہیں خاطر خواہ امداد بہم پہنچاتے۔ جو مریدان دور دراز سے آتے، آپ کئی کئی دن تک ان کی مہمانداری میں لگتے رہتے پھر جب وہ جانے لگتے تو مالی امداد کے علاوہ انہیں زادِ راہ کے طور پر بھی مزید رقم قبول کرنے پر مجبور کرتے۔ اگر کسی وقت آپ کے پاس دینے کو کچھ بھی نہ ہوتا تو کسی عقیدت مند کے نام خط لکھ دیتے تو وہ بھی آپ کی ہدایت کے مطابق مہمان کی آؤ بھگت کرتے۔ آپ کی تمام زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا کہ آپ سے کسی سائل نے کوئی سوال کیا اور وہ خالی ہاتھ گیا ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ چشتیہ نظامیہ

لا الٰہ الا اللہ — محمد رسول اللہ

یا اللہ

ہدایت دے ہمیں سیدھے راستے کی، ان لوگوں کے راستے کی جن پر تُو نے انعام فرمایا ہے

یا اللہ قبول فرما — آمین — ہماری دعا کو

(۱) پیروں کے پیر رسولوں کے سردار ہادیٔ اعظم پیشوائے اوّل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اور (۲) ان کے جانشین اور نائب روحانی امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے وسیلے سے اور (۳) ان کے مرید اور خلیفہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے اور (۴) ان کے مرید و خلیفہ خواجہ عبدالواحد بن زید (۵) خواجہ فضیل بن عیاض (۶) سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی (۷) خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی (۸) خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری (۹) خواجہ ممشاد علو دینوری (۱۰) سالارِ چشتیاں خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی (۱۱) خواجہ ابو احمد چشتی (۱۲) خواجہ ابو محمد چشتی (۱۳) خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی (۱۴) خواجہ قطب الدین مودود چشتی (۱۵) خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی (۱۶) خواجہ عثمان ہارونی چشتی (۱۷) نائب رسول اللہ فی الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (۱۸) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی (۱۹) بابا فرید الدین گنج شکر چشتی (۲۰) سر سلسلہ نظامیہ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی چشتی (۲۱) مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی چشتی (۲۲) شیخ کمال الدین علامہ چشتی (۲۳) شیخ سراج الدین چشتی (۲۴) شیخ علیم الدین چشتی (۲۵) شیخ محمود راجن چشتی (۲۶) خواجہ جمال الدین جمن چشتی (۲۷) خواجہ حسن محمد چشتی (۲۸) خواجہ شیخ محمد چشتی (۲۹) شیخ یحییٰ مدنی چشتی (۳۰) شاہ کلیم اللہ جہان آبادی چشتی (۳۱) خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی چشتی (۳۲) مجدد اسلام مولانا فخر الدین چشتی (۳۳) مولانا نور محمد مہاروی چشتی (۳۴) مولانا شاہ سلیمان تونسوی چشتی (۳۵) مولانا شمس الدین سیالوی چشتی (۳۶) مولانا پیر مہر علی شاہ چشتی (۳۷) امام المشائخ خواجہ حسن نظامی چشتی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے وسیلے سے اور (۳۸) ان کے مرید اور خلیفہ مولانا سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامی مدظلہ العالی کے وسیلے سے [illegible] کی عاقبت بخیر کر اور اس کے دین و دنیا کے مقاصد پورے فرما! آمین

یا اللہ

رحمتیں اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد پر جس طرح تُو نے رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر!

مرید ہونے سے پہلے

مرید ہو جانے کے بعد

ناشر و طابع

خواجہ حسن نظامی کتب گھر

۵۸ میکلوڈ روڈ

لاہور

بشارت علی سید کی سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ سے ملاقات

ممتاز صحافی، ادیب اور شاعر بشارت علی سید جو ان دنوں نیوز ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد ہیں اور شاہ جی کے مرید بھی ہیں لکھتے ہیں کہ 7 ربیع الاوّل بروز اتوار 1976ء کو میں شاہ جمال روڈ پر شاہ جی کی رہائش گاہ گیا تو وہاں لان میں لوگوں کی کثیر تعداد جمع تھی۔ یہ سب حضرات شاہ جی کے فرزند ایس ایم ظفر کو لاہور ہائی کورٹ بار کا صدر منتخب ہونے پر مبارک باد دینے آئے تھے۔ احباب سے علیک سلیک کرتا ہوا شاہ جی کے کمرے میں داخل ہوا، انہیں سلام کیا اور بیٹے کی مبارک باد دی۔ شاہ جی نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ مجھے کمال شفقت سے اپنے پاس بٹھایا۔ میں وہاں بیٹھا دیر تک علم کے موتی سمیٹتا رہا۔ رخصت ہوتے وقت پوچھا کہ شاہ جی گاؤں کس دن تشریف لائیں گے۔ کیونکہ چند دن بعد عید میلاد النبی ﷺ تھی اور شاہ جی ہر سال چک قاضیاں عید میلاد النبی ﷺ پر ضرور جاتے تھے۔ مگر 1975ء کو صحت خراب ہونے کی وجہ سے نہ جا سکے تھے۔ شاہ جی نے کہا جوان انشاء اللہ 12 ربیع الاوّل کو پہنچ جاؤں گا۔ ظفر سے کہوں گا کہ گاڑی پر چھوڑ آئے۔ میری بیٹی سے کہنا اس بات انتظام پہلے کی نسبت اچھا ہو۔ کیونکہ اس بار بہت سے لوگ آئیں گے۔

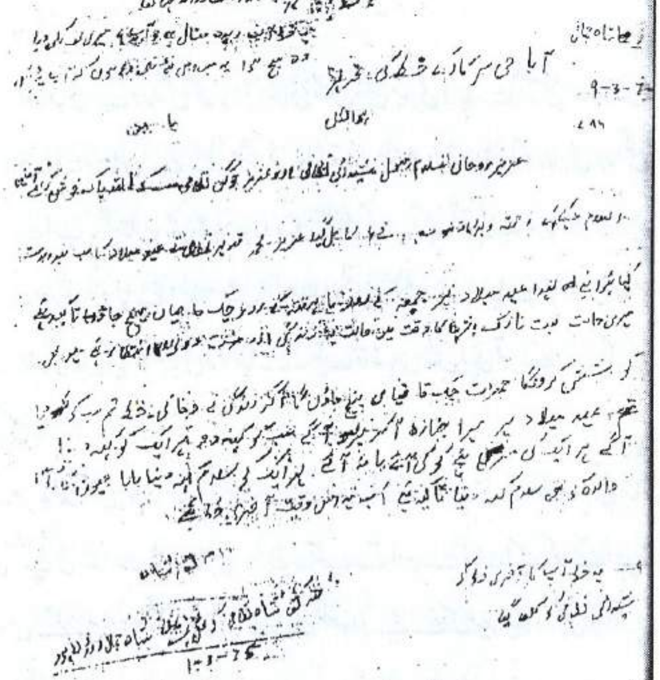
شاہ جی وعدہ کے مطابق گاؤں پہنچ گئے لیکن ان کے ساتھ سوگواروں کا ایک ہجوم بھی تھا۔

وفات

شاہ جی کی اللہ تعالیٰ سے دعا تھی کہ باری تعالیٰ جس دن میری دنیا سے رخصتی ہو وہ دن 12 ربیع الاول کا ہی ہو۔ وصال سے پہلے بشتر فرما دیا تھا کہ 12 ربیع الاوّل کو ہماری روانگی ہے۔ خدا کا شکر ہے اب پاکستان میں عید میلا د النبی ﷺ کی مبارک تقریب سرکاری طور پر منائی جانے لگی ہے اور تمام دنیائے اسلام میں عید میلا د النبی ﷺ منائے جانے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ اب ہمارا یہاں کیا کام باقی رہ گیا ہے۔ چک قاضیاں میں اپنی قبر کے لئے جگہ کی نشاندہی فرمادی تھی۔

آپ کے مرید محمد طفیل سوہنا نظامی گجرات سے لاہور آئے۔ آپ کی قیام گاہ واقع شاہ جمال اچھرہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے ایک ایک کر کے اپنے بہت سے مریدوں کے نام خط پیشگی اطلاع کے لئے لکھوا دیئے تھے کہ عید میلا د النبی ﷺ پر چک قاضیاں ضرور پہنچ جائیں۔

آپ 11 ربیع الاول 10 مارچ بروز جمعہ 1976ء 1396ھ کو لاہور میں اس جہان فانی سے دارالبقا کی طرف منتقل ہوئے۔ 12 ربیع الاول کے دن آپ کا جسد خاکی چک قاضیاں لے جایا گیا جہاں نماز ہ جنازہ اور تجہیز و تدفین ہوئی۔ آپ چک قاضیاں کے ایک جنت نظیر باغ میں مدفون ہیں۔



مرض الموت میں شاہ صاحب کی چٹھی کا ایک عکس جس میں آپ نے قبل از وقت اپنی وفات سے مطلع کیا

زندہ تر ہے نام کشفی شاہ کا
نیک تھا ہر کام کشفی شاہ کا

خدمت خلق خدا کی عمر بھر
عام تھا اکرام کشفی شاہ کا

بانی تحریک سیرت ﷺ آپ تھے
تھا یہ خاص انعام کشفی شاہ کا

عالمِ اسلام میں گھر گھر ہے سوگ
خادمِ اسلام کشفی شاہ کا

آسماں سے دی فرشتوں نے صدا
نیک ہے انجام کشفی شاہ کا

(آپ کی وفات پر سید صادق حسین ایڈووکیٹ شکر گڑھ نے آپ سے
اظہار عقیدت کرتے ہوئے یہ اشعار لکھے)

عُرس مبارک

حضرت سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یعنی 12 ربیع الاوّل کو ہی آسودہ لحد ہوئے تھے اس لئے ہر سال 12 ربیع الاوّل کو ہی آپ کا عرس مبارک نہایت شان و شوکت سے چک قاضیاں میں منایا جاتا ہے۔ آس پاس کے دیہات اور گجرات سے زائرین کی ایک کثیر تعداد بھی عرس مبارک میں شامل ہونے کے لئے ایک روز پہلے ہی پہنچ جاتی ہے۔

شاہ جی کو محفل سماع اور محفلِ نعت کا بہت شوق تھا اس لئے عرس کے موقع پر ایک دن پہلے محفل حمد و نعت ہوتی ہے۔ اچھے اچھے نعت خواں حضرات کو اس محفل میں مدعو کیا جاتا ہے اور ساری رات محفل نعت جاری رہتی ہے عرس کی رات کو محفل سماع ہوتی ہے۔ خاندان کے تمام لوگ اور زائرین محبت کیساتھ محفل سماع میں شامل ہوتے ہیں۔

زائرین جو اپنی مرادیں لے کر آتے ہیں وہ فیوض و برکات سے اپنی جھولیاں بھر بھر کر واپس جاتے ہیں۔

کشف وکرامات

کرامات تو ہر ولی اللہ کی بہت زیادہ اور ساری زندگی میں ہوتی ہیں۔ مگر پردہ کر جانے کے بعد اور بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ ان کا فیض جاری وساری رہتا ہے۔ شاہ جی بھی پردہ کرنے کے بعد فیض کے خزانے لٹار ہے ہیں اور دنیا مستفید ہو رہی ہے۔ چونکہ کتاب کو ہر خاص وعام نے پڑھنا ہوتا ہے اور کرامات عام کے لئے نہیں خاص لوگوں کے لئے ہوتی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو روحانیات میں ہوں اور بزرگوں سے ان کی محبت ہو لہٰذا کچھ کرامات کا ذکر کیا جار ہا ہے اور زیادہ نہیں لکھی جا رہیں۔

1۔ سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ ایک روز دربار بی بی مریم صاحبہ تارکہؒ کے مزار مبارک پر درود شریف کا ذکر کر رہے تھے۔ دوران ذکر کشفی شاہ کو مزار مبارک پر نور کی بارش نظر آئی۔ بی بی مریم صاحبہ تارکہؒ سے ملاقات ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد بہت سی بزرگ ہستیاں آ گئیں۔ بی بی مریم صاحبہؒ نے کشفی شاہ کو کہا یہ حضرت علی مرتضیٰؑ ہیں پھر سب نے حضرت علی مرتضیٰ کی امامت میں نماز عصر ادا کی۔

(کشفی شاہ کی ڈائری سے اقتباس)

2۔ 1935ء کو بارشیں زیادہ ہونے کی وجہ سے دربار محمد غوثؒ المشہور (بابا گرنے والا) کی قبر مبارک سے مٹی بہہ گئی اور سر مبارک ننگا ہو گیا۔ حضرت قاری شیخ جلال

الدینؒ نے حضرت سید کشفی شاہ جو اس وقت رنگون برما میں تھے انہیں خواب میں زیارت دی اور کہا کہ مزار مبارک محمد غوث (بابا گرنے والا) کی دیکھ بھال کی جائے شاہ جی نے گاؤں میں سید برکت علی شاہ سب پوسٹ ماسٹر والد محترم فیض الحسن اور محمد اعظم والد محترم معروف شاہ کو مزار مبارک کی دیکھ بھال اور قبر مبارک کو از سر نو بنانے کے لئے خطوط لکھے۔ انہوں نے میت کو نکال کر غسل دیا نئے کپڑے میں کفن دیا، نماز جنازہ پڑھائی اور دوبارہ دفن کیا گیا۔

3۔ ایک روز کشفی شاہ صاحب دربار حضرت قاری شیخ جلال الدین کی طرف آ رہے تھے اور قصیدہ غوثیہ کا شعر پڑھ رہے تھے۔

وکل ولی لہ قدم وانی
علیٰ قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوا کرتا ہے میرا قدم جد پاک حضرت محمد ﷺ کے قدم مبارک پر ہے۔

یہ شعر پڑھتے ہوئے جب دربار مبارک پہنچے تو وہاں دیکھا کہ کافی بزرگ موجود ہیں۔ جن کو پہلے نہیں دیکھا تھا آپ کا تعارف سب بزرگوں سے کرایا گیا۔ سب بزرگ دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔ شاہ جی نے بی بی مریم صاحبہؒ سے کہا سنا ہے کہ آپ اپنی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرتی تھیں تو بی بی مریم صاحبہؒ نے جواب دیا کہ آپ کو بھی وہاں لے جاتے ہیں۔ بی بی مریم صاحبہؒ وہاں سے شاہ جی کو خانہ کعبہ لے گئیں وہاں نماز ادا کرنے کے بعد مدینہ شریف لے گئیں وہاں پر رسول پاک ﷺ کے حضور پیش کیا۔ آپ ﷺ نے شاہ جی کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تو باطن روشن ہوگیا۔

4۔ ایک روز کشفی صاحب تھیبہ کے قریب چشمہ کی جگہ پر ایک جوہڑ کے

کنارے درود شرف پڑھ رہے تھے کہ اچانک ایک لمبا کالا آدمی جو ننگا تھا پانی سے اوپر کو نکلتا نظر آیا۔ بحالت کشف اس سے پوچھا گیا اے اللہ کے بندے تو کون ہے اور یہاں سے کیوں نکل رہا ہے۔ مذکورہ بندے نے جواباً عرض کیا کہ سینکڑوں سال قبل عدالت میں جھوٹی قسم اٹھا کر میں نے زمین حاصل کر لی تھی حالانکہ وہ زمین اصل میں مائی مریم صاحبہؒ کی تھی۔ یہ ان کی بددعا سے ہو رہا ہے۔ جب میرا گزر مائی مریم صاحبہؒ کے مزار مبارک کے قریب سے ہوا مجھ پر بجلی گری اور میں جل کر مر گیا۔ اس روز یہ سزا عالم برزخ سے دہرائی جاتی ہے اور اس چشمہ والی جگہ سے نکلتا ہوں اور یہ عمل قیامت تک میرے ساتھ ہوتا رہے گا۔

(کشفی شاہ کی ڈائری سے اقتباس)

5۔ شاہ جی درود شریف کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور درود شریف پڑھنے کی وجہ سے روحانی غذا اور تسکین ملتی تھی۔ ایک دن آپ کو خیال آیا کہ مجھے آج تو آسائش حاصل ہے مگر کسی روز کھانے پینے کو کچھ نہ ملا تو پھر کیا ہوگا۔ بہتر ہے اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالا جائے۔ چنانچہ میں نے روزے رکھنے شروع کیے بغیر کچھ کھائے پیئے۔ صرف افطار پانی سے کیا جاتا۔ درود شریف ہی پڑھتے رہتے جب بھی بھوک ستاتی تو درود شریف کی پڑھائی کثرت سے کرتے جس سے تسکین ملتی جیسے دودھ پی رہا ہوں۔ اس وقت بھی میرا یہی کام ہے۔ میں اپنی روحانی قوت کو آزمانے کے لئے بعض اوقات کھانا بھی نہیں کھاتا اور یہی روحانی غذا میرے لئے کھانے کا کام دیتی ہے۔

(کشفی شاہ کی ڈائری سے 1937ء)

میدان حشر اور میزان۔ میرا نیکیوں کا پلڑا چند موتی ڈالنے سے بھاری ہو گیا۔ دریافت کیا یہ موتی کیا ہیں۔ جواب ملا "آپ کا درود شریف کا وظیفہ"

(کشفی شاہ کی ڈائری سے 1913ء)

6۔ احسان قریشی پرنسپل ٹریننگ کالج سیالکوٹ ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی کی 6 نومبر 1978ء سے 12 نومبر 1978ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں۔

بابا گرو نانک کی وفات قصبہ دربار صاحب کرتار پور تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال میں ہوئی تھی۔ان ایام میں ہندوستان پر شیر شاہ سوری کی حکومت تھی۔شہنشاہ بابر وفات پا چکے تھے ان دنوں سکھ فرقہ قائم نہیں تھا بابا گورو نانک کی وفات کے موقع پر کرتار پور کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں تنازعہ پیدا ہوا۔ ہندو اس بات کے دعویدار تھے کہ بابا ہندو ہیں اس لئے ان کی ارتھی کو نذر آتش کیا جائے گا۔جبکہ مسلمان کہتے تھے کہ بابا جی مسلمان ہیں انہیں کئی بار نماز ادا کرتے بھی دیکھا گیا ہے۔اس کے چشم دید گواہ بھی موجود ہیں لہٰذا ہم انہیں باقاعدہ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کریں گے۔

قریب تھا کہ بابا جی کی تدفین کے مسئلہ پر ہندو مسلم فساد برپا ہو جاتا۔تعلقدار (تحصیلدار) پرگنہ شکر گڑھ نے موقع پر پہنچ کر بیچ بچاؤ کرادیا۔تعلقدار نے علاقے کے مسلمانوں کی ایک خفیہ میٹنگ بلائی اور کہا کہ تم لوگ آدھی رات کے وقت بابا گورو نانک کی میت کو چپکے سے اٹھالو۔ 15,20 مسلمان نماز جنازہ پڑھ کرانہیں خاموشی سے دفن کردیں۔

تعلقدار نے تجویز پیش کی کہ صبح کے وقت یہ ریشمی چادر چارپائی پر ڈال دیں اور شور مچا دیں کہ بابا گورو نانک کی میت کو پرماتما نے آکاش پر بلالیا ہے اور یہ معطر چادر بھیج دی ہے۔ اس چادر کو دو ٹکڑے کرکے ہندو اور مسلمان آپس میں بانٹ لیں۔مسلمان چادر کو دفن کردیں اور ہندو حضرات اسے نذرِ آتش کردیں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

تعلقدار پرگنہ شکر گڑھ کی یہ سکیم کامیاب رہی۔ ہندوؤں کو علم نہ ہوسکا کہ بابا گرو نانک

کی میت کو دفنا دیا گیا ہے۔ قصبہ کرتا پور سے بارہ میل دور ایک مشہور گاؤں چک قاضیاں واقع ہے جہاں ایک مشہور ولی اللہ سید اشرف کشفی نظامیؒ رہا کرتے تھے وہ خواجہ حسن نظامی کے خلیفہ ہیں۔

ایک بار تعطیلات میں ان سے ملنے چک قاضیاں گیا۔ شاہ جی مجھے دربار صاحب کرتار پور نزد دودے پرانا نام داؤد آباد وہاں لے گئے۔ اور ایک بڑ کے پرانے درخت کے نیچے بیٹھ کر مراقبہ کرنے لگے۔ اچانک وہاں سے بڑی لطیف سی خوشبو آنے لگی۔ مراقبہ کرنے کے بعد ان سے پوچھا گیا شاہ جی یہاں کیا ہے۔ فرمانے لگے یہاں بابا گورونانک دفن ہیں۔ میں نے اس پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے کشف قصبور کا علم بخشا ہے۔

میں نے شاہ جی سے پوچھا کہ بابا گورونانک کا جسد خاکی اس وقت بھی قبر میں صحیح سلامت موجود ہے۔ شاہ جی نے فرمایا وہ ایک درویش صفت اور صوفی کامل بزرگ تھے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا جسم مٹی سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس انکشاف کے بعد احسان قریشی نے وہاں قبر بنوائی جسے سکھوں نے پسند نہ کیا اور گرا دی۔ احسان قریشی نے بابا گورونانک کا نام مسلم صوفیا کی کتاب میں شامل کیا ہے۔

7۔ ایک بار ''مکاشفات کشفی'' کے مسودے کی تیاری کے دوران سید اشرف کشفی شاہ نظامی کے مزار مبارک پر معتکف تھا۔ لفظ ''کشف'' کے معانی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی یہی سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی خواب میں پیر سید اشرف کشفی نظامیؒ نے دیدار دیا اور فرمایا کہ کوئی آواز آئے یا کچھ دکھائی دے تو یہ کشف ہے یہ اللہ کی طرف سے ہوگا یا اولیاء اللہ کی طرف سے۔

سید ریاض حسین شاہ

8۔ ایک رات میں مزار مبارک پیر اشرف کشفی شاہ نظامیؒ کے احاطہ میں چار پائی پر سو رہا تھا۔ خواب میں حضرت پیر اشرف کشفی شاہ نظامیؒ نے فرمایا کہ ریاض حسین تیری چار پائی ہماری قبر سے زیادہ اونچی ہے۔ پھر بیدار ہو گیا اور بستر نیچے لگا کر سو گیا۔

سید ریاض حسین شاہ

9۔ پیر سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامی ملک پور گجرات گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک مرید باؤ نے نماز عصر کے بعد شاہ جی سے کہا سرکار آپ کے بارے میں سنا ہے آپ اکثر خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ جاتے رہتے ہیں۔ میری بھی خواہش ہے کہ میں بھی جاؤں اور دیکھ کر آؤں اگر ایسا ممکن ہے تو مجھے بھی ساتھ لے چلیں، شاہ جی نے اس کی بات سنی اور مسکرائے پھر اشارہ کیا۔ خانہ کعبہ وہاں ہی آ گیا۔ شاہ جی نے کہا باؤ دیکھ لو تھوڑی دیر بعد باؤ نے کہا میں نے دیکھ لیا ہے سرکار۔

10۔ ایک بار سردار اقبال نے شاہ جی سے پوچھا کہ آپ سرکار کہاں تک ادھر بیٹھے ہی دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ یہاں ہی بیٹھے دور تک دیکھ سکتے ہیں شاہ جی نے جواب دیا میں یہاں بیٹھے مکہ اور مدینہ دیکھ سکتا ہوں۔

11۔ اللہ رکھا انصاری کافی عرصہ سے شاہ جی کی صحبت میں رہا اور خدمت کرتا رہا۔ روزانہ رات کو آپ کی ٹانگوں پر زیتون کے تیل سے مالش کرتا اور ٹانگیں دباتا تھا۔ ایک عرصہ اسی طرح یہ ڈیوٹی کرتا رہا۔ اس کی شادی ہوئی اور شادی والی رات وہ یہ ڈیوٹی کرنے نہیں آیا۔ اس کی بیوی حلیماں نے یاد کروایا اور کہا کہ جاؤ اور شاہ جی کی خدمت کر کے آؤ۔ مگر وہ پھر بھی نہ آیا۔ تھوڑی دیر بعد سو گیا تو خواب میں دیکھا قبرستان سے مردوں کی ایک جماعت آئی اور کہنے لگی کہ آج آپ نے شاہ جی کی مالش کیوں نہیں کی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا۔

ان میں سے کچھ کو پہنچانتا بھی تھا میں نے سوچا کہ سنا ہے کہ مُردے یا جنت میں جاتے ہیں یا دوزخ میں۔ مگر یہ میرے گھر کیسے آ گئے۔ اسی دوران وہ میرے طرف بڑھے اس وقت شاہ جی کی آواز آئی کہ اسے کچھ نہ کہنا۔ یہ میرا بچہ ہے وہ مُردے چلے گئے۔ اللہ رکھا انصاری 4 روزہ تک بخار میں رہا اور 4 روز شاہ جی کے ہاں نہیں آیا۔ کہ انہوں نے میرے ساتھ یہ کیوں کیا ہے۔ آخر والدہ کے کہنے پر مان گیا اور شاہ جی کے پاس آیا اور ٹھیک ہو گیا۔

12۔ ایس ایم ظفر جب وزیر تھے اس وقت راولپنڈی میں رہائش تھی۔ ظفر صاحب مکان میں نیچے رہتے تھے۔ اور شاہ جی اوپر والی منزل میں رہتے تھے۔ وہاں شاہ جی کی خدمت کے لیے اللہ رکھا انصاری رہتا تھا۔ ایک روز اللہ رکھا انصاری شاہ جی سے کہنے لگا کہ شاہ جی مجھے جن دکھائیں۔ شاہ جی نے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوہ قاف چلیں وہاں میں آپ کو جن دکھادوں گا۔ اللہ رکھا انصاری ڈر گیا کہنے لگا میں تو وہاں نہیں جاؤں گا۔ مجھے ادھر ہی دکھادیں۔

شاہ جی نے اللہ رکھا کو کہا کہ آپ نیچے جاؤ اور دروازے پر جو پولیس والے ڈیوٹی کر رہے ہیں ان کو بتاؤ کہ شاہ جی نے کہا ہے کہ کوئی بھی میرے پاس میری اجازت کے بغیر نہ آئے۔ اللہ رکھا نیچے گیا اور پولیس والوں کو بتا کر آ گیا۔ جب کمرے میں پہنچا وہاں دیکھا کہ ایک آدمی شاہ جی کی ٹانگیں دبا رہا ہے۔ حیران ہوا کہ یہاں تو کوئی تیسرا آدمی نہیں تھا۔ نیچے بھی بتا کر آیا ہوں کہ اوپر شاہ جی کے پاس کوئی نہ جائے۔ تھوڑی دیر بعد شاہ جی نے اللہ رکھا انصاری کو کہا کہ اب آپ نیچے جاؤ اور پولیس والوں کو یہ کہنا کہ میری اجازت کے بغیر کوئی باہر نہ جائے۔ وہ پولیس والوں کو بتا کر واپس آ گیا وہ آدمی شاہ جی کی ٹانگیں ابھی بھی دبا رہا تھا اللہ رکھا نے بھی اس آدمی کے ساتھ شاہ جی کی ٹانگیں دبانا شروع کر دیں۔ وہ آدمی اٹھا اور اٹھتے

اٹھتے اللہ رکھا کو کہنی ماردی۔ اللہ رکھا نیچے گر گیا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ شاہ جی نے پوچھا کہ یہ آدمی جو باہر گیا ہے کون تھا۔ اللہ رکھا نے جواب دیا کہ میں اسے نہیں جانتا۔ میں نے تو اسے آج ہی دیکھا ہے۔ شاہ جی نے کہا کہ آپ جس کو دیکھنا چاہتے تھے یہ وہ ہی تھا یعنی ''جن''

12۔ فیض احمد فیضی راولپنڈی کی ایک مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ دیتے اور امامت کیا کرتے تھا۔ پولیس کا ایک تھانیدار ایک بار اپنی بیوی کو ساتھ لے کر فیضی صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری بیوی میں ایک جن ہے اس کا علاج کروانا ہے کہ وہ چلا جائے۔ فیضی صاحب کچھ عرصہ اسے اپنے پاس بلاتے رہے تعویز دیتے اور دوبارہ آنے کا کہتے رہے۔ کچھ نذرانہ بھی اس سے لیتے رہے۔ مگر تھانیدار کی بیوی کو آرام نہ آیا۔ ایک روز جب وہ فیضی صاحب کے پاس اپنی بیوی کو لے کر آیا تو بیوی میں جن حاضر ہو گیا اور کہا کہ میں صرف اشرف کشفی نظامی کے کہنے پر جاؤں گا اور کسی کے کہنے پر نہیں۔ شاہ جی آج سے 35 سال پہلے خواجہ حسن نظامی کے مرید ہوئے تھے وہ کامل ولی اللہ ہیں۔

فیض احمد فیضی نے کسی سے پوچھا کہ آپ کسی کشفی شاہ ولی اللہ کو جانتے ہیں تو اس نے کہا کہ جمعہ کے دن خطبہ کے بعد اعلان کرنا تو کوئی نہ کوئی آپ کو بتا دے گا۔ فیضی نے جمعہ کے دن خطبہ کے بعد اعلان کیا کہ مسجد میں کشفی نظامی صاحب موجود ہیں یا ان کو کوئی جانتا ہو تو میں ملنا چاہتا ہوں۔ کسی نے بتایا کہ وہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اور سیالکوٹ کے کسی آدمی سے پوچھا جائے۔ اتفاق سے اس تھانیدار کی ڈیوٹی ایس ایم ظفر کی رہائش گاہ پر لگ گئی۔ اس کو معلوم ہوا کہ ظفر صاحب سیالکوٹ کے ہیں۔ ایک دن ظفر صاحب سے پوچھا کہ آپ کشفی شاہ نظامی کو جانتے ہیں وہ آپ کے ضلع کے ایک ولی اللہ ہیں۔ ظفر صاحب نے پوچھا کہ آپ کا مسئلہ کیا ہے تو تھانیدار نے سارا واقع بتایا۔ ظفر صاحب نے کہا کہ آپ اوپر

مکان میں چلے جائیں وہ وہاں بیٹھے ہیں ان سے مل لیں۔ تھانیدار کو تعجب ہوا اور خوش بھی ہوا کہ شاہ جی تو گھر میں ہی مل گئے ہیں۔ تھانیدار فیض احمد فیضی کے پاس گیا اس کو بتایا پھر اپنی بیوی اور فیضی کو لے کر شاہ جی کے پاس آیا۔ جیسے ہی تھانیدار کی بیوی شاہ جی کے گھر داخل ہوئی وہ جن بھی اس میں حاضر ہو گیا۔

تھانیدار بیوی کو لے کر شاہ جی کے کمرے میں جیسے داخل ہوا تھانیدار کی بیوی نے آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور کافی دیر تک ایسے ہی پڑی رہی۔ جب اس نے سر اٹھایا شاہ جی نے پوچھا بیٹی کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا میرے اوپر ایک جن تھا۔ جب میں آپ کے قدموں میں تھی وہ آپ کی زیارت کر رہا تھا اب وہ چلا گیا ہے میں بھی ٹھیک ہو گئی ہوں۔

شاہ جی نے کہا کہ اس کی کافی عرصہ سے خواہش تھی کہ میری زیارت کرے وہ آج پوری ہو گئی ہے آپ جائیں اب وہ آپ کے پاس نہیں آئے گا۔

13۔ اللہ رکھا انصاری نے ایک دن شاہ جی سے کہا کہ مجھے نوکری لے کر دیں میں نوکری کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت شاہ جی شاہ جمال لاہور والی رہائش میں رہتے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ رکھا نے پھر کہا۔ اسی طرح کچھ دنوں بعد پھر کہنے لگا کہ اگر آپ نے مجھے نوکری نہیں لے کر دینی تو میں گاؤں جا رہا ہوں۔ وہ وہاں سے ریلوے سٹیشن آ گیا۔ جب ٹکٹ لینے لگا تو شاہ جی وہاں آ گئے اور اللہ رکھا کو کہا میرے ساتھ واپس چلو تمھاری نوکری کا بندوبست کر دیا ہے۔ وہ وہاں سے واپس شاہ جمال آ گیا۔ کمرے میں دیکھا شاہ جی وہاں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ خوش ہوئے اور کہا نوکری لینی ہے پھر۔ اسے پھر نوکری لے کر دی۔

14۔ اسماعیل ملک پور گجرات میں ایک رات محفل کروا رہا تھا۔ ایک مرید گھڑا بجا رہا تھا اور دوسرا سیف الملوک پڑھ رہا تھا اتنا پرکیف نظارہ تھا کہ سحری کے وقت تک محفل ہوتی

رہی اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ اسماعیل باہر آیا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ پیر اشرف کشفی نظامی کھڑے ہیں سلام دعا ہوئی۔ آپ کا چہرہ مبارک انوار باطنی سے نور علیٰ نور تھا شاہ جی نے کہا میرے ساتھ باہر ہی آ جاؤ میں آپ کی محفل میں آیا تھا کافی دیر وہاں موجود رہا اب جا رہا ہوں۔ لیکن یہ بات اب ان کو نہ بتانا خدا حافظ۔ یہ روحانی آمد تھی۔

15۔ زینب بی بی کو ایک بار شاہ جی نے سونے کی انگوٹھی دی جو کچھ عرصہ بعد گم ہو گئی۔ زینب بی بی پریشان ہوئی کہ اگر مجھے کبھی شاہ جی نے انگوٹھی کا پوچھا تو کیا جواب دوں گی۔ اسی طرح پریشانی میں 2 سال گزر گئے۔ ایک دن اچانک چولہے سے راکھ نکالتے ہوئے انگوٹھی مل گئی وہ بہت خوش ہوئی۔ ہوا یوں کہ انہوں نے گوبر سے اپلے بنائے تھے وہ انگوٹھی انگلی سے گر کر ان اپلوں میں چلی گئی۔ جب اس اپلے کو جلانے کو وقت آیا تو اپلا جلنے کے بعد وہ انگوٹھی راکھ میں تھی۔ جب چولہے سے راکھ صاف کرنے لگی تو وہ ہاتھ میں آ گئی۔ اسے دیکھتے ہی خوش ہوئی اور شاہ جی کو برما میں خط لکھا کہ میرے ساتھ اس طرح ہوا ہے شاہ جی نے خط کے جواب میں لکھا کہ جس مال کی زکوۃ دی جا رہی ہو وہ مال نہ گم ہو سکتا ہے نہ جل سکتا ہے۔

16۔ سید اشرف کشفی شاہ نظامی کی بہن عظیم بی بی کی ایک دن طبیعت خراب ہوئی تو شاہ جی کے گھر آئی تا کہ دم اور دعا کروالوں۔ میری صحت ٹھیک ہو جائے۔ شاہ جی کے پاس آئیں تو آپ اس وقت درود شریف کا وظیفہ کر رہے تھے۔ آپ کی بہن نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو اپنے آنے کے بارے میں بتاؤں بلکہ وہ خاموش آپ کے پاس بیٹھ گئی اور درود شریف ان کی زبانی سننے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر چلی گئی جب وہ فوت ہوئیں تو کچھ دنوں بعد شاہ جی دوبارہ ان کی قبر پر گئے اور حالت کشف میں دیکھا کہ عظیم بی بی جنت میں

بیٹھی ہیں۔ پوچھا آپا یہ کیسے ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب مجھے قبر میں اتارا گیا تو حکم ہوا عظیم بی بی کو فوراً جنت میں لے جایا جائے۔ وجہ یہ تھی میری طبیعت خراب تھی تو میں آپ کے گھر آئی کہ شاہ جی سے دم اور دعا کروالوں۔ اس وقت آپ درود شریف کا وظیفہ کر رہے تھے۔ میں نے درود شریف کا احترام کیا۔ آپ کو اپنا نہ بتایا بلکہ سکون سے آپ کا درود شریف کا وظیفہ سنتی رہی۔ یہ سب کچھ جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ درود شریف کے آداب، احترام اور اسے سکون کے ساتھ سننے سے ہوا۔

17۔ سید شمشیر علی نظامی ولد غلام محمد کو مرشد کی تلاش ہوئی تو وہ گولڑہ شریف، ملتان اور حق باہو گئے لیکن مرشد نظر نہ آیا۔ شیطان آپ کے اندر غلط فہمی پیدا کرتا رہا۔ شمشیر علی سوچنے لگے کہ جو میری آرزو پوری کرے گا۔ مجھے خود بلائے گا میں نے اس سے بیعت کرنی ہے۔

3 دن سید اشرف کشفی نظامی خواب میں نظر آئے انہوں نے کہا میرے پاس آؤ میں تمہاری آرزو پوری کروں گا اور میں تمہیں خود بلاتا ہوں کہ میرے بیعت ہو جاؤ۔

ادھر شمشیر علی پریشان ہو گئے کہ میں اگر ایسا کرلوں تو برادری مجھے کیا کہے گی۔ ایک دن شمشیر علی بیعت ہونے کی غرض سے شاہ جی کے گھر پہنچے شاہ جی نے کہا کہ ابھی تو میں اپنے کھیتوں کی طرف جا رہا ہوں واپس آؤں گا پھر بیعت کروں گا۔ پھر جب شمشیر علی کی طرف دیکھا تو کہنے لگے آؤ نیک کاموں میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ شمشیر علی کو نظامی سلسلہ میں بیعت کرلیا۔ جب وہ بیعت کے بعد گھر واپس گئے تو عزیز و اقارب نے کہا کہ آپ نے یہ کیا کر دیا ہے۔ شاہ جی میں کچھ اوصاف ضرور ہیں مگر وہ ولائیت کے درجہ پر نہیں کہ ان سے بیعت کی جائے۔

یہ سننے کے بعد شمشیر علی کے والد کو ایک آواز سنائی دی "پیر کشفی نظامی" اب یہ آواز تیز ہونے لگی اور جدھر بھی جاتے یہی آواز آتی مگر سامنے کوئی نہ ہوتا۔ چند دن اسی طرح گزرے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ شمشیر یار تیرا پیر بڑا اڈا ااے میں تو کچھ اور سمجھ رہا تھا۔

18۔ آپ کا ایک مرید اللہ دتا فوج میں ملازم تھا اور خوراک کا انتظام کرتا تھا۔ اس نے دریائے توی کے کنارے ایک جگہ مسجد کے لیے صاف کی تا کہ وہاں نماز پڑھی جا سکے پیر سید محمد اشرف کشفی اس وقت برما میں تھے انہوں نے وہاں سے 1942 میں منی آرڈر اللہ دتا کے نام بھیجا اور لکھا کہ جو جگہ آپ نے مسجد کے لیے صاف کی ہے وہاں مسجد بنوائی جائے۔ اللہ دتا نے خط لکھا کہ میں نے تو آپ کو بتایا نہیں اور کسی آپ کے مرید کو علم بھی نہیں، آپ نے یہاں کوئی نماز بھی ادا نہیں کی آپ کو کیسے علم ہو گیا۔ میں مسجد بنوا رہا ہوں۔ شاہ جی کا جواب آیا جس دن مسجد کی جگہ کی صفائی کر رہا تھا میں اس وقت وہاں ہی تھا اور ان کپڑوں میں میں نے آپ کے ساتھ نماز عصر ادا کی تھی آپ کو پتہ نہیں چلا وہ میں ہی تھا پیر ہر بات کی خبر رکھتے ہیں۔ بعد میں اس مسجد کا نام مسجد کشفی شاہ نظامی رکھ دیا گیا۔

19۔ ایک بار صوفی عنایت اللہ ملک پوری گجرات سے آپ کو ملنے چک قاضیاں آئے کچھ دن قیام کرنے کے بعد وہ واپسی کی اجازت لے کر نور کوٹ سٹیشن کی طرف جا رہے تھے۔ ابھی وہ ریلوے سٹیشن سے دور ہی تھے کہ گاڑی آئی اور چلی گئی۔ وہ بڑے پریشان ہوئے کہ اب کیا کروں کیسے جاؤں گا اور کوئی ذریعہ بھی نہیں گاڑی تھوڑی دور آگے گئی تو رک گئی جب عنایت اللہ نے دیکھا کہ گاڑی رک گئی ہے تو تیز چلنا شروع کر دیا۔ وہاں گارڈ گاڑی کو سبز جھنڈی دے رہا تھا۔ سیٹی بجا رہا تھا مگر گاڑی چل نہیں رہی تھی وہ ڈرائیور کے پاس گیا کہ گاڑی کیوں نہیں چلا رہے وہ کہنے لگا کہ گاڑی آگے جا ہی نہیں رہی۔ گارڈ نے کہا کہ پھر نور کوٹ

سٹیشن پر لے جاؤ جب واپس چلانا چاہی تو گاڑی واپسی کے لیے چل پڑی نورکوٹ سٹیشن پر آ کر رک گئی۔ گارڈ نے پوچھا کہ کوئی مسافر رہ گیا تھا تو سوار ہو جائے اس وقت عنایت اللہ سامنے آیا اور کہا کہ میں نے جانا ہے۔ گارڈ نے پوچھا کہ آپ کوئی ولی اللہ ہیں۔ آپ نے ہماری گاڑی روحانی قوت سے روک دی ہے۔ عنایت اللہ نے جواب دیا میں نہیں میرے مرشد ولی اللہ ہیں وہ چک قاضیاں میں ہیں ان کا نام سید محمد اشرف کشفی نظامی ہے میں ان کا مرید ہوں گجرات سے آیا تھا آج واپس جارہا ہوں انہوں نے مجھے رخصت کرتے وقت کہا تھا بیٹا جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں۔

20۔ ایک بار انور عزیز چودھری قومی اسمبلی کی نشست پر الیکشن لڑنے کا امیدوار تھا۔ وہ ووٹ مانگنے کے لیے چک قاضیاں آیا تو سید محمد اشرف کشفی نظامی کے گھر گیا اور درخواست کی کہ میرے لیے دعا فرمائیں۔ میں الیکشن جیت جاؤں شاہ جی نے پوچھا کہ آپ کا انتخابی نشان کیا ہے انور عزیز نے جواب دیا ''ہاتھی''

شاہ جی نے جواب دیا ہاتھی والوں کو مار پڑتی ہے۔ بعد ازاں وہ الیکشن ہار گیا۔

21۔ انور حسین شاہ ولد غلام مصطفیٰ منگلا ڈیم پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے وہ بیعت کے طلب گار تھے۔ اس لیے وہ علی پور، چورہ شریف اور دمڑی والوں سے بھی ملے تھے مگر مطمئن نہ ہوئے۔ بیعت ہونے کی خواہش بڑھتی گئی کچھ عرصہ بعد منگلا ڈیم پر ہی رات کو خواب میں بزرگ آئے اور اپنی چھڑی زمین پر ماری اور کہا کہ میرے پاس آؤ بیعت ہونے کے لیے۔ صبح کو جب رات والا واقعہ سامنے آیا تو کہنے لگے کہ یہ کوئی شیطانی کام ہوا ہے۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ پھر کہنے لگے کہ شیطانی کام ہے۔ تیسرے روز پھر بزرگ آئے ویسا ہی کیا اور کہا کہ یہ شیطانی نہیں میں ہوں میری طرف دیکھو۔ انور حسین نے دیکھا تو کہا

کشفی شاہ جی آپ ۔ٹھیک ہے میں آتا ہوں ۔ پھر انور حسین چھٹی لے کر گاؤں آئے شاہ جی کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ لاہور شاہ جمال والی رہائش گاہ پر ہیں وہاں گئے اور سلام کیا۔شاہ جی نے کہا چھڑی آپ کو پھر لے ہی آئی ہے ۔ وہاں بیعت انور حسین کی ہوئی اس وقت غوث اعظم بھی تشریف لائے ۔

22۔ ایک بار بسلسلہ عید میلا النبی ﷺ کے گھر چک قاضیاں میں رات کے وقت مریدین کی کثیر تعداد آپ کے کمرے میں موجود تھی ۔ پیر اشرف کشفی شاہ نظامی نے فرمایا جو میرے اس کمرے میں آئے گا اسے عمرہ کا ثواب ملے گا اور جو وفات کے بعد میری قبر پر آئے گا اور قبر کے سات چکر لگائے گا اسے حج کو ثواب ملے گا۔

فرمان کشفی شاہ نظامی

23۔ عذرا بی بی زوجہ خادم حسین ملک پور گجرات کو چکی روزانہ بہت زیادہ پیسنی پڑتی اس نے اشرف کشفی نظامی صاحب سے یہ بات کی کہ مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے سارا دن چکی پیسنے میں ہی لگ جاتا ہے ۔شاہ جی نے فرمایا آج کے بعد آپ نے دانے چکی میں ڈالنے کے بعد اوپر ہاتھ رکھ دینا ہے چکی چلتی رہے گی ۔لیکن یہ بات آپ نے کسی کو بتانی نہیں ہے اگر بتا دیا تو پھر یہ کام ختم ہو جائے گا کچھ عرصہ وہ ایسا ہی کرتی رہی کچھ عورتوں نے اس سے پوچھا ہم سارا دن لگا کے ایک دن کے لیے آٹا پیستی ہیں مگر آپ تھوڑے عرصہ میں ایسا کر لیتی ہیں کیا وجہ ہے۔اس نے سارا واقعہ بتا دیا مگر اس کے بعد یہ کام ختم ہو گیا۔

24۔ غلام رسول شیدائی اور اسماعیل نظامی ملک پور گجرات سے بسلسلہ عید میلاد النبی ﷺ چک قاضیاں تشریف لائے ۔تمام پروگرام میں شرکت کی 3 دن قیام کے بعد اپنے پیر و مرشد سے ملنے کے لیے لاہور گئے ۔ کیونکہ شاہ جی اس پروگرام میں شرکت کے لیے گاؤں

نہ آ سکے تھے۔ شاہ جی نے مریدین سے پوچھا کہ اس بار پروگرام کیسا تھا۔ انہوں نے تفصیلاً تمام بتایا شاہ جی خوش ہوئے اور کہا کہ محمد قدیر نظامی 100 میں سے 100 نمبر لے گیا ہے آئندہ کے پروگرام محمد قدیر نظامی کے سپرد کرتے ہیں وہ ہی اب سربراہ ہوں گے۔

25۔ جنت بی بی گرمیوں میں آپ کو پنکھی جھل رہی تھی کافی وقت گزرا تو شاہ جی نے فرمایا کہ جنت بی بی جب آپ قبر میں جاؤ گی تو منکر نکیر آپ سے کوئی سوال نہیں پوچھیں گے تو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائے گی۔

26۔ محمد لطیف ایس ایم ظفر صاحب کا نوکر تھا وہ ایک رات شاہ جی کے کمرے کے باہر دروازے کے ساتھ اپنی چار پائی لگا کر سو رہا تھا کچھ دیر بعد اس کی چار پائی اٹھا کر دور رکھ دی گئی۔ وہ تھوڑی دیر بعد پھر اپنی چار پائی لے کر وہاں آ گیا پھر کچھ دیر بعد اس کی چار پائی اٹھا کر دور رکھ دی گئی اور اسے گہری نیند سلا دیا گیا۔ صبح اس نے شاہ جی کو بتایا کہ رات میرے ساتھ یہ واقع ہوا ہے شاہ جی نے فرمایا کہ رات کو بابا شاہ جمال نے میرے پاس آنا تھا اور تو ناپاک تھا اس لیے چار پائی یہاں سے ہٹا دی گئی تھی۔

27۔ پیر سید محمد اشرف کشفی نظامی شاہ جمال لاہور میں ایک دن اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے اخبار میں ٹیپو سلطان کی تصویر اور تلوار تھی جب شاہ جی کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے فرمایا پہلے یہ تلوار ٹیپو سلطان کی تھی آج سے یہ تلوار قدیر احمد کو دے رہا ہوں۔ دنیا میں اس کا نام محمد قدیر ہے اور عرش پر قدیر احمد ہے۔

بیان غلام رسول شیدائی ملک پور گجرات

28۔ پیر سید محمد اشرف کشفی نظامی راولپنڈی میں ایس ایم ظفر کی رہائش گاہ پر مقیم تھے۔ ایک روز کہنے لگے کہ ترلائی کلاں غازی عبداللہ کا مزار ہے۔ آج وہاں جانا ہے میرے

ساتھ چلو۔ ہم سب جب مزار مبارک پہنچے تو ادھر اس وقت کوئی آدمی نہیں تھا۔ مزار کے سامنے ایک شیر بیٹھا تھا ہم سب ڈر گئے اور پیچھے ہٹ گئے کشفی شاہ جی آرام سے اس کی طرف گئے شیر کو پیار کیا۔ پھر اہل مزار کی طرف گئے دعا کی اور جب باہر آئے تو ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا شاہ جی نے فرمایا یہ شیر ایک عرصہ سے میرے یہاں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ آج اس کی خواہش پوری ہوگئی ہے۔

بیان غلام رسول شیدائی ملک پور گجرات

29۔ قدرت نے شاہ جی کی شخصیت کو بہت اثر انگیز بنایا تھا۔ لوگ آپ کی ذات سے روحانی اور مادی دونوں برکات حاصل کرتے تھے۔ ولی اینڈ کمپنی کے مالک خان بہادر ولی محمد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ایک بل پیش کرنے کیلئے ریذیڈنٹ انجینئر کے پاس گیا جو برطانیہ سے نیا آیا تھا۔ وہ یہاں کے رسم ورواج سے واقف نہیں تھا۔ اس لئے خطرہ تھا کہ وہ کمپنی کے ہزاروں لاکھوں روپے کا نقصان نہ کر ڈالے۔ اُس وقت میرے ساتھ شاہ جی بھی تھے۔ ریذیڈنٹ انجینئر شاہ جی کی روحانی قوت کے اثر کے باعث بہت رعوب ہوا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا یہ صاحب کون ہیں۔ میں نے جواب دیا، جس طرح آپ کے ہاں پوپ اور پادری ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ ہمارے روحانی پیشوا ہیں۔ یہ سن کر انجینئر نے آپ کو کرسی پیش کی۔ اس پر شاہ جی نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں میرے صاحب کھڑے ہوں اور میں کرسی پر بیٹھ جاؤں۔ انجینئر شاہ جی کی اس بات پر خوش ہوا۔ اس کے بعد اس نے ایک کرسی اور بھی دی۔ اس کے بعد بڑے اطمینان وسکون سے ہماری بات سنی اور بل میں کوئی کانٹ چھانٹ کے بغیر اسے منظور کر دیا گیا۔

کچھ دنوں بعد خان بہادر ولی محمد کی ملاقات اُن صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ سے پھر

ہوئی تو باتوں باتوں میں انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کی بیماری کا بتایا۔ اسے مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ ولی محمد نے بتایا کہ وہی ہمارے روحانی پیشوا جو میرے ساتھ بل منظور کروانے آئے تھے وہ اس مرض کا علاج کرتے ہیں آپ اُن سے مِل لیں۔ چنانچہ وہ بچے کو اپنے ساتھ لے کر شاہ جی کے پاس آئے۔ شاہ جی نے اللہ اللہ کیا اور دَم کر دیا۔ قدرت خدا کی پھر اس بچے کو کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑا۔ وہ صاحب اور بیگم صاحبہ آپ سے اتنا متاثر ہوئے کہ ہر اتوار کو شاہ جی کو ملنے ضرور آتے۔

30۔ ایک مشہور ڈاکو (پگ بھیڑیاں والا) جس کا اصل نام محمد ابراہیم تھا۔ موضع بھیڑی خورد تحصیل شکر گڑھ کا رہنے والا تھا۔ وہ زرگر برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ اُسے چک قاضیاں ہی کے ایک رہائشی نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں ایک گھرانا ایسا ہے جو بہت مالدار ہے تم کسی رات ان کے گھر ڈاکہ ڈالو آپ کو بہت کچھ ملے گا۔ چنانچہ ایک رات وہ ڈاکے کی نیّت سے چک قاضیاں پہنچ گیا۔ جب اُس کو حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامی صاحب کا گھر دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ گھر حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ کا ہے تو وہ عقیدت سے جھک گیا۔ اُس نے ڈکیتی کا ارادہ ترک کر دیا۔ اس نے کہا ''یہ بزرگ تو اللہ والے ہیں۔ میں نے ان کی سخاوت کی بہت شہرت سنی ہے۔ وہ تو سب کچھ غریبوں مسکینوں کو اپنے ہاتھ سے بانٹتے ہیں۔ میں اللہ والے نیک آدمی کے گھر میں ڈکیتی کیسے کر سکتا ہوں۔ وہ واپس اپنے گاؤں چلا گیا۔''

محمد ابراہیم نے احساس ندامت پیدا ہونے کے بعد برما (رنگون) میں آپ کو خط لکھا آپ سے معافی مانگی اور بتایا کہ مجھے آپ کے گاؤں کے فلاں شخص نے ڈکیتی پر اُکسایا تھا۔ آپ پارسا اور اللہ والے ہیں میں کبھی آپ کے گھر ڈکیتی نہیں کر سکتا۔ یہ خط حضرت سید محمد

اشرف کشفی نظامیؒ کے پاس کافی عرصہ محفوظ رہا۔ شاہ جی نے یہ بات اپنے اہل خاندان کو زبانی بتا دی تھی۔ کچھ عرصہ بعد شاہ جی کے اہل خاندان نے کہا کہ وہ خط ہمیں دکھائیں۔ جو (پگ بھیڑیاں والے) نے آپ کو لکھا تھا وہ اس لیے کہ جس آدمی نے اسے ڈکیتی کیلئے بلایا تھا اُس کا نام معلوم ہو۔ شاہ جی نے وہ خط ضائع کر دیا تا کہ اہل خاندان کو اُس کے نام کا علم نہ ہو جائے بلکہ تمام زندگی شاہ جی نے اُس کا نام نہیں بتایا۔

محمد ابراہیم ڈاکہ زنی کی وجہ سے گورداسپور، سیالکوٹ مقبوضہ کشمیر کے ضلع کٹھوعہ اور اودھم پور میں بڑا مشہور تھا۔ وہ ایک بار ڈاکہ زنی کی وجہ سے گرفتار ہوا اور جیل بھیج دیا گیا اُس نے جیل سے ہی شاہ جی کو خط لکھا۔ معافی کے علاوہ اپنی رہائی کے لئے دعا کی درخواست بھی کی۔ وہ پھر رہا ہو گیا چک قاضیاں آیا شاہ جی کے اہل خاندان سے ملاقات کی اور معافی مانگی۔

تقسیم ہند سے ذرا پہلے قید و بند کی وجہ سے محمد ابراہیم کے گھر کا حال بہت خراب ہو چکا تھا۔ غیرت کے نام پر قتل کرنے کے جرم میں وہ پھر گرفتار ہو گیا۔ اسے پھانسی کا حکم سنایا گیا۔ وہ حیدر آباد جیل میں پھانسی پانے کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک برطانوی فلم کمپنی نے حکومت پاکستان سے بھاری معاوضہ ادا کر کے اُسے ایک کردار کے لئے حاصل کر لیا۔ جس میں اس کی موت کا واقع ہونا یقیناً تھا۔ اُس کو سکھر کے پل سے چلتی ریل گاڑی سے دریائے سندھ میں چھلانگ لگانی تھی۔ اسے دریائے سندھ کی تیز لہروں میں کسی کو ڈوبنے سے بچانا تھا۔ وہ ایک بہادر آدمی تھا اس لئے اُس نے اپنا کردار بخوبی انجام دیا۔ چھلانگ لگاتے وقت اس نے کشفی شاہ کو پکارا تھا۔ وہ اپنا کردار ادا کرنے کے بعد موت کے منہ سے بالکل بچ گیا اور باہر آ گیا۔ اُسے فلم کمپنی کی طرف سے انعام ملا، حکومت پاکستان کی طرف سے اُسے معافی بھی مل گئی۔ اس فلم کا نام جس میں یہ کردار ادا کیا گیا ''بھوانی جنکشن'' تھا جس کا موضوع بھارت سے مسلمانوں کی پاکستان کی طرف

ہجرت اور غیر مسلموں کی طرف سے مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں، جوان اور بوڑھے آدمیوں کا بے دریغ قتل عام تھا۔ محمد ابراہیم اس واقعہ کے بعد 12 سال زندہ رہا۔ وہ شاہ جی کو اپنا پیرو مرشد خیال کرتا تھا۔ شاہ جی نے اُسے کہا کہ ہم نے آپ کا حق ادا کر دیا ہے یاد کرو ایک وقت آپ نے ہمارے گھر ڈکیتی کا ارادہ ترک کیا تھا۔ یہ اس وجہ سے آپ پر خاص نظر کی گئی تھی۔

اسے گورنمنٹ کی طرف سے 2 گارڈ حفاظت کیلئے دیئے گئے تھے مگر ایک وقت اُس کے گھر میں ہی موجود اُس کے بھتیجے نے اُسے خاندانی رقابت اور عداوت کے باعث قتل کر دیا۔

31۔ 1930ء میں چوروں نے چک قاضیاں میں آپ کے گھر میں شمالی دیوار کی طرف سے نقب لگائی۔ اتفاق سے اس واقعہ کے ایک دن پہلے آپ نے گھر میں سفیدی کرانے کے لئے گھر کا سامان قریب کے دوسرے مکان میں منتقل کر دیا تھا۔ لہٰذا چوروں کو گھر سے کچھ نہ ملا سوائے ایک ریوالور کے جس کا لائسنس حکومت سے لے رکھا تھا۔ چور وہ ریوالور لے گئے۔ آپ نے چوری کی اطلاع تھانہ شاہ غریب میں دی اور ریوالور اُسی نمبر کا دوبارہ بنوالیا۔

شاہ جی کو یہ علم تھا کہ چور کون کون تھے مگر تھانہ میں نام نہیں لکھوائے گئے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد چوروں کا سرغنہ امداد حاصل کرنے کی غرض سے شاہ جی کے پاس رنگون گیا اور امداد کا کہا۔ اگرچہ آپ نے اُسے پہچان لیا تھا مگر اس سے کوئی گلہ شکوہ نہ کیا۔ اس کی ضرورت پوری کی، دعا کی اور اسے رخصت کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد چوروں کے سرغنہ نے اپنے تمام ساتھیوں سمیت چوری سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی وہ لوگ آپ کے مداح اور عقیدت مند ہو گئے۔

چوروں کا سرغنہ ''علی بابا'' کے نام سے مشہور تھا۔ جب وہ واپس آ گیا اور یہاں آ کر اُس نے مقروض مسلمانوں کو ہندو ساہوکاروں کے چنگل سے چھڑانے کا بیڑا اُٹھایا تو شاہ جی نے کہا کہ علی بابا کا یہ اقدام اُس کے گناہوں کی تلافی ہے۔

سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ
کے پردہ کر جانے کے بعد کی کرامات

یہ میری پہلی تحریر ہے۔ ویسے تو لکھنا ایک فن اور خداداد صلاحیت ہوتی ہے۔ لیکن روحانیت یا کسی کامل ولی اللہ کے حوالے سے لکھنا پل صراط سے گزرنے کے مترادف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مجھے ریاکاری، تکبّر سے محفوظ فرمائے اور ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

یہ 1996ء کی بات ہے جب میں نے ربِّ رحیم کی کرم نوازی سے روحانی سفر کا آغاز کیا اور مجھے ایسے کامل ولی اللہ کا در نصیب ہوا، جنہوں نے میرے دل کی دنیا ہی بدل دی۔ میں نے مُرشد پاک کے بتائے ہوئے ذکر، اذکار پر عمل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ جب دل کافی اطمینان پکڑ گیا اور میں نے مُرشد پاک کے در سے ایسے لوگوں کو بھی فیض حاصل کرتے دیکھا جو کہ پہلے بھی کسی اور مرشد سے بیعت تھے تو میں نے اپنے بڑے بھائی سیّد سخاوت علی گیلانی کو بھی وہاں سے فیض حاصل کرنے کا کہا۔ بھائی نے خوش دلی سے میری دعوت قبول کر لی اور ہم حاضری کیلئے ان کے آستانہ پہنچ گئے۔ اس سے پہلے بھائی حضرت پیر عبدالخالق عباسیؒ کے مرید ہو چکے تھے۔ بھائی کے دوسری جگہ سے بھی فیض حاصل کرنے کی شکایت اُن کے مرشد پاک تک پہنچی تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ ہم سے کافی پیار کرنے

لگے اور حوصلہ افزائی بھی کرتے رہے۔ دنیا سے پردہ کرنے تک وہ ہمیں بہت حوصلہ دیتے رہے اور ہماری رہنمائی بھی کرتے رہے۔

روحانی سفر شروع کرنے کے کچھ ہی دیر بعد ہم میں سب سے پہلی تبدیلی جو آئی وہ یہ تھی کہ ہم گاؤں میں اپنے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے لگے وہاں ذکر کی محفلیں کرنے لگے اس سے بزرگوں کیساتھ ہمارا دلی لگاؤ بڑھتا گیا اور وہ بھی ہمارے ساتھ محبت کرنے لگے۔ اگر وہاں جانے میں کچھ وقفہ آ جاتا تو وہ ہمیں خود بلا بھی لیتے۔ ان بزرگوں میں خاص طور پر سیّد آغا بدیع الدین گیلانیؒ، حضرت بی بی مریم صاحبہؒ اور حضرت سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ گاؤں میں ہم دوسرے بزرگوں کے مزارات پر بھی حاضری دیتے ہیں۔ مگر جن بزرگوں کا ذکر کیا گیا ان بزرگوں کیساتھ کچھ زیادہ ہی چاہت ہوگئی۔ شاید اس کی وجہ اُن کی بھی محبت اور نظر کرم شامل ہے۔

حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ کے دیدار کا شرف بھی ہمیں حاصل ہے حالانکہ اس وقت ہم پرائمری سکول کے طالب علم تھے اور اتنا شعور نہیں تھا پھر بھی ذہن میں کچھ نقش ضرور ہے۔ حضرت سیّد آغا بدیع الدین گیلانیؒ کے دو مزار ہیں ایک موضع گھونہ نزد شاہ غریب میں سر مبارک کا اور ایک موضع سہاری میں جسم اطہر کا۔ گاؤں کے لوگ اور ہم بھی موضع سہاری ہی حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن وہاں حاضری پر انہوں نے سخاوت بھائی کی توجہ موضع گھونہ والے مزار کی طرف کروائی اس وقت وہاں صرف تعویز ہی تھا مزار مبارک نہیں تھا۔ مزار مبارک بنانے کا کہا تو انہوں نے وہاں مزار مبارک تعمیر کروانا شروع کر دیا۔ محدود وسائل کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور کام جاری رکھا اب مزار مبارک تعمیر ہو چکا ہے اور وہاں پر ہر سال ستمبر میں عُرس مبارک بھی منایا جاتا ہے جو کہ 1999ء سے جاری ہے۔ عرس کے حوالے سے

جب ہم ایک روز پہلے اسلام آباد سے گاؤں جاتے ہیں ہمارے ساتھ اسلام آباد سے مولانا سعید احمد قادری، نقیب محفل اسد مختار قادری اور تین نعت خواں بھی جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کچھ دوست عرس مبارک میں شرکت کرنے کیلئے ہمارے ساتھ جاتے ہیں جو ایک بار عرس مبارک میں شرکت کر لیتا ہے وہ اگلے سال کے عرس مبارک کے متعلق ضرور پوچھتا رہتا ہے۔

عرس مبارک کے ایک روز پہلے ہم عصر کے وقت حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ اور مغرب کے بعد حضرت بی بی مریم صاحبہؒ کے مزارات پر محفل ذکر کا پروگرام رکھتے ہیں اور اگلے دن عرس مبارک کی تقریبات ہوتی ہیں۔ یہ پروگرام ہر سال اسی طرح ہوتا ہے۔ ایک سال جب ہم عرس مبارک میں شرکت کیلئے گاؤں گئے تو مولانا سعید احمد قادری، بشارت علی سیّد، اسد مختار قادری، حسن وارث نقشبندی، اسرار احمد قادری، ساجد محمود اور سرفراز احمد چوہان ہمارے ساتھ تھے۔ سرفراز چوہان اہل کشف ہیں۔ ہم سب حسب سابق حضرت سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ کے مزار پر محفل ذکر کے لئے پہنچے۔ نعت خوانی کے بعد محفل ذکر شروع ہوئی تو ایسا رنگ بنا کہ جو بیان سے باہر ہے ایک ایسی واضح آواز بھی ذکر میں شامل تھی جو حاضرین سے الگ تھی اور ہر ایک نے اس آواز کو محسوس کیا۔ سرفراز چوہان صاحب دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ محفل ذکر سے فارغ ہونے کے بعد بھائی بشارت علی سیّد پوچھنے لگے کہ آپ نے کچھ محسوس کیا جو آواز محفل ذکر میں شامل تھی وہ سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ کی تھی۔

جس کی شرکاء نے بھی تصدیق کی۔ بھائی بشارت علی سیّد چونکہ شاہ جیؒ کے ہی مرید ہیں اور کافی عرصہ ان کی صحبت میں رہے ہیں وہ شاہ جیؒ کی آواز کو پہچانتے ہیں اس لئے انہوں نے اس آواز کی جلدی تصدیق کر دی۔ اس کے بعد سرفراز چوہان جو اہل کشف ہیں اُن سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اہل مزار ہمارے، سامنے باہر بیٹھے تھے اور انہوں نے تمام محفل میں ہمارے ساتھ ذکر کیا۔ سرفراز چوہان نے خواہش ظاہر کی کہ مجھے رات کو دربار مبارک پر چھوڑ

جانا میں رات یہاں ہی گزارنا چاہتا ہوں۔

عشاء کے بعد ہم نے محفل میلاد کا سیّد ساجد نعیم کے سکول میں اہتمام کیا ہوا تھا وہاں محفل میلاد النبی ﷺ ہوئی۔ محفل کے اختتام پر ہم نے دو لڑکوں کی ڈیوٹی لگائی کہ سرفراز چوہان کو سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ کے مزار مبارک پر چھوڑ آئیں۔ مگر جب سرفراز چوہان کو بتایا کہ یہ لڑکے آپ کو مزار مبارک پر چھوڑ آتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا یہاں بہت سے بزرگ آئے ہوئے تھے ان میں سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ بھی تھے انہوں نے میرا کام ادھر ہی کر دیا ہے اور خصوصی عنایت سے میری تمنا بھی پوری کر دی ہے۔ اب مجھے مزار مبارک پر جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ ''سبحان اللہ''

ستمبر 2011ء میں عرس مبارک سیّد آغا بدیع الدین گیلانیؒ سے ایک ہفتہ پہلے ہماری بھانجی کی شادی تھی، شادی میں شرکت کیلئے ہمارا گاؤں جانا ہوا تو ہم نے شادی کی تقریبات سے وقت نکال کر سیّد محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ کے مزار مبارک پر محفل ذکر کا پروگرام بنایا۔ جب گھر سے جانے لگے تو ہماری فیملی کے کافی لوگ بھی ہمارے ساتھ ہو گئے۔ ہمارا ڈرائیور اسلام آباد کا رہائشی بابا نذیر احمد وہ بھی ہمارے ساتھ مزار مبارک گیا۔ وہاں نعت خوانی ہوئی اور اس کے بعد محفل ذکر ہوئی۔ واپسی پر بابا نذیر احمد ہمیں بہت خوش دکھائی دیا۔ ہم نے اُس سے وجہ پوچھی تو بتانے لگا کہ شاہ جی حضور محفل ذکر میں موجود تھے اور انہوں نے تمام ذکر ہمارے ساتھ کیا اور انہوں نے میرے ساتھ ہاتھ بھی ملایا اور خیریت دریافت کی۔ اب ڈرائیور بابا نذیر احمد ہمارے ساتھ نہیں مگر جب ملاقات ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ جب آپ گاؤں جائیں تو شاہ جی حضور کو ہمارا اسلام ضرور دینا۔

ستمبر 2011ء میں عرس مبارک سیّد آغا بدیع الدین گیلانی کے موقع پر راولپنڈی سے حضرت مولانا سعید احمد قادری، نعت خواں حضرات سب حسب سابق ایک دن پہلے گاؤں پہنچ

گئے۔ بعض خواتین حضرات پشاور اور ہری پور سے عرس مبارک میں شرکت کے لئے آ گئے۔ عصر کے وقت، ہم سب حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ کے مزار مبارک پر گئے وہاں نعت خوانی کے بعد محفل ذکر ہوئی۔ جب محفل کے بعد ہم گھر آئے تو رات کو ہری پور سے آئی ہوئی خاتون میں ''جن'' کی حاضری ہو گئی۔ ''جن'' ہم سے مخاطب ہوا کہنے لگا شاہ جی ہم نے آج آپ سے بہت باتیں کرنی ہیں۔ اس لئے میں حاضر ہوا ہوں۔ میرا نام عبدالکریم ہے اور میں بغداد شریف میں غوث اعظمؒ سرکار کے مزار مبارک پر ڈیوٹی دیتا ہوں۔ میرے والد صاحب کا نام عبدالرحیم ہے اور وہ مکّہ شریف میں ''مسجدِ جن'' کے امام ہیں۔ آج ہم نے روحانی محفل میں آپ کیساتھ مزار مبارک حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ پر جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ ہم آپ کیساتھ وہاں مزار مبارک گئے۔ وہاں آپ کی روحانی محفل میں آپ کیساتھ مزار مبارک میں محفل ذکر میں شامل بھی ہونا تھا۔ مگر آپ نے اولیاء اللہ کی ارواح کو کثیر تعداد میں دعوت دی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ہمیں مزار مبارک کے باہر بیٹھ کر محفل میں شرکت کرنا پڑی۔

بڑا مقام ہے اہل مزار کا۔

حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ کے باطنی فیض اور کرامات کے واقعات تو کثیر تعداد میں ہیں، مگر ابھی اُن کو منظر عام پر لانے کی اجازت نہیں۔ اس لیے وہ نہیں لکھے جا رہے۔ ہاں البتہ ایک خاص بات بتانا ضرور چاہیں گے کہ باطنی طور پر جن لوگوں کو اور باطنی ارواح کو حج کروانا ہو۔ اُن لوگوں کے ناموں کی فہرست حضرت سیّد محمد اشرف کشفی نظامیؒ ہی تیار کرتے ہیں اور سالانہ کثیر تعداد میں لوگوں کو باطنی طور پر حج کروا رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ شاہ جیؒ کے فیض باطنی میں اضافہ فرمائے اور اُن کا فیض جاری وساری رہے۔

سیّد شفقت علی گیلانی

قصیدۂ قمر

سید محمد اشرف کشفی نظامیؒ نے ذات الٰہی سے قربت حاصل کرنے کے لئے اردو میں دعائیں لکھیں خود اس پر عمل کیا۔ روحانی فیض سے مستفید ہوئے اور عوام الناس کو بھی پڑھنے کا اذن دیا بلکہ انہوں نے اسے مئی 1917ء کو کثیر تعداد میں چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کیا۔

فرمان سید اشرف کشفی نظامیؒ

یہ دعائیں میں نے ایک خاص وقت میں مراقبہ کے اندر مانگی ہیں جو کہ قمر کی روحانی بادشاہت کے اندر جلوہ نما ہوئیں۔ ان دعاؤں سے میں نے اپنے خاص مقاصد میں کامیابی حاصل کی۔

اس میں کامیاب ہونے کے لئے میں نے منت مانگی کہ یاالٰہی اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا تو میں اسے چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے 20 مئی 1917ء کو رات ساڑھے بارہ بجے مجھے کامیابی عطا فرمائی۔ اس لئے میں نے اپنی منت کو پورا کرنے کے لئے ان دعاؤں کو چھپوا کر عوام الناس میں مفت تقسیم کیا۔ اب جو کوئی بھی اس پر عمل کر کے میری طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہو تو وہ

میرے لئے دعائے خیر فرمائے۔(آمین ثم آمین)

1۔ ہر روز کے لئے ایک دعا ہے جو کہ اسی روز ہی پڑھنی چاہیے۔

2۔ جب ان دعاؤں کا عمل شروع کرنا ہو تو چند ے چہار شنبہ والے دن شروع کیا جائے۔

3۔ دعا خاص وقت جو کہ پہلے دن ہی مقرر کیا گیا ہو اس ہی وقت خلوص دل سے پڑھیں اور اس کا تصور دل میں رکھیں۔جس خواہش کے لئے یہ دعائیں پڑھی جا رہی ہوں۔

4۔ ہر ایک دعا روزانہ سات بار پڑھیں۔

5۔ اگر کوئی اس کا چلّہ کرنا چاہے تو اس طرح عمل کرے کہ ہر ایک دعا صبح کی نماز کے بعد خلوص دل سے چالیس بار پڑھے۔چالیس روز کے اندر ایک خاص انوار قمر کی شکل کا نمودار ہو گا جو اس کا مقصد ہے۔خدا ہر ایک کو اس کے مقصد میں کامیابی عطا فرما۔آمین

مورخہ 20 جون 1917ء

بدھ کے روز کا وظیفہ

(پہلا دن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ تو ہی تمام خوبیوں کا مالک، رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ مولا ہم کو اپنا بنا لے۔ تا کہ ہم تیری عبادت کریں اور تجھ سے ہی مدد مانگیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا تا کہ ہم اس پر چل کر تیرا فضل حاصل کریں۔ ہم کو برے کاموں سے بچا۔ ہماری ان لوگوں کی طرح حالت نہ ہو جن پر تیرا غضب نازل ہوا جو کہ گمراہ ہو گئے۔

(سات بار)

معبود برحق تیرے نام سے شروع کرتا ہوں۔ حمد والے خدا۔ بیکسوں کے کارساز۔ سب کے داتا۔ سب کے مولا۔ سب کے بادشاہ۔ آسمان کی اور زمین کی سلطنت تیرے ہی واسطے ہے۔ اے روحانی تاجدار میرے پیارے قمر کو جلدی بھیج۔ دل پراگندہ ہو رہے ہیں۔ دلوں کے اندر وسواس شریر خناس نے ڈال رکھے ہیں۔ اس سے بچا لے۔ مولا اپنے داس کو درشن دے۔ اس گیسو والے حجازی قمر کا صدقہ۔ جس کی یاد والّیل میں ستا رہی ہے۔ اس نورانی قمر کے چہرے کا صدقہ جو غارِ ثور میں چمکا۔ جس کو یٰسین کا خطاب ملا۔ اس کی یاد میں دل بے کل ہو رہا ہے۔ صبر و قرار اٹھ گیا۔ آنکھیں دید کی تمنا میں بیتاب ہو رہی ہیں اپنی محبت، الفت، پیار، عشق کے آنسوؤں میں نہلا۔ آمین ثم آمین

قمر پیارے قمر میرے دل و جان کے مالک قمر۔ مجھے منزل مقصود تک پہنچانے والے قمر۔ دل نہایت بے قرار ہو رہا ہے۔ وصل کے بعد دل کا صبر و قرار اٹھ گیا۔ بلالؓ بن کر آتا ہوں۔ سر آستانے پر ٹکراؤں گا۔ اپنے نورانی مکھڑے والے کا دیدار اپنے گیسو دراز زلف کا نظارہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

صراط المستقیم دکھانے والے۔ الحمد کا سبق پڑھانے والے۔ بغیر "م" کے الواح الحمد پکارنے والے۔ مریمؑ کو نور عطا کرنے والے۔ ہم بے کسوں کے کارساز۔ ہم گنہگاروں کے بخشنے والے۔ "م" کے پردے کے اندر راز کو پوشیدہ کرنے والے۔ الم کا سبق پڑھانے والے۔ آلِ محمد ﷺ کی جلوہ نمائی، کربلا کی تپتی زمین پر جو ستم کی چھری سے شہید ہو گیا۔ حرم حجاز کا صدقہ۔ مدینہ کے در و دیوار کا صدقہ۔ میرے پیارے قمر کی روحانیت دنیا پر جلدی ظاہر کر دے۔ غیبی خزانوں سے ہماری امداد فرما۔ برکت عطا کر۔ آمین ثم آمین

قمر پیارے قمر۔ دل و جان کے قمر۔ ایمان کو زیور سے آراستہ کرنے والے قمر۔ ایک البیلی صدا سن لے۔

اللّٰھمّ صلی علیٰ سیدنا محمدٍ و علیٰ آلِ سیّدنا محمّدٍ و بارِکْ و سلّم ۔

(دس بار پڑھیں)

☆☆☆☆☆

جمعرات کے روز

(دوسرا دن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّھمّ صلِّ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وَ علیٰ آلِ سیّدنا محمدٍ وَ بارک وسلّم ۔

(تین بار پڑھیں)

بے اولادوں کو اولاد عطا کرنے والے ۔ بے گھروں کو گھر دار بنانے والے ۔ بے زروں کو زر دینے والے ۔ شادیاں ہوں، خانہ آبادیاں ہوں، میاں بیوی میں میل جول ہو ۔ (آمین) قرضہ داروں کو قرضہ سے رہائی عطا فرما ۔ یتیموں، بے کسوں کے والی ۔ میر اقمر مجھ کو عطا فرما ۔ عشق الفت، محبت، پیار کا جھنڈا بلند ہو، سکینہ کا نزول عطا کر ۔ عشق کے اندر صبر عطا کرنے والے خدا، اس نورانی چہرے والے گیسو دراز سرو قد کا صدقہ جو کہ تیرے فضل سے توحید کی منادی دنیا پر کرنے آیا ۔

ازل میں نور ابد میں ظہور جس کا

کوہ طور جس سے روشن ہوا، موسیٰؑ جس کی تجلی سے بیہوش ہوا، جھولے پر حضرت عیسیٰؑ کو جو نظر آیا ۔ فاران پر جس کی جلوہ نمائی ہوئی ۔ غار ثور سے جس نے اپنا نورانی چہرا نکالا، پرخار راستہ پر جس کی جلوہ نمائی ہوئی ۔ چاند کو ایک اشارہ سے جس نے دو کر دیا ۔ میر اقمر جو 11 ربیع الاوّل کو نمودار ہوا ۔ اس کی یاد اس کی دید ستا رہی ہے ۔ اس کی جلوہ نمائی چاہتا ہوں ۔ ملا دے، ملا دے ۔

☆☆☆☆☆

جمعہ کے روز

(تیسرا دن)

بِسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اے پیارے معبود، حمد والے خدا، رازوں کو کھولنے والے، غیبی بشارت سنانے والے، انوارِ روحانی برسانے والے، آسمانی قمر کو ایک اشارہ سے دو کرنے والے، ارضی قمر کا جلوہ دکھانے والے، منزل مقصود تک پہنچانے والے، خدایا اپنی رحمت کی بارش برسا، امیدواروں کی امید برلا، بے روزگاروں کو روزی عطا فرما۔ غیبی خزانے کھول دے، خالی گودوں کو نیک فرزند عطا ہو، جو کہ ہشاش بشاش ہو، عشق کے مبتلاؤں کو منزل مقصود تک پہنچا۔ قرض والوں کے قرضے دور کر، الٰہی رحم کی بارش برسا۔ زمین خشک ہو رہی ہے۔ دل بے قرار ہو رہا ہے۔ تسکین عطا فرما۔ قمر کے نورانی چہرے کا صدقہ قمر کی گیسو دراز زلف کا صدقہ۔ اُس کے وصل سے سرشار فرما انوار روحانیہ برسا۔ سکینہ کا نزول کر۔ ہر ایک خشک زمین سیراب ہو جائے۔ آخری روحانی تاجدار کی جلوہ نمائی دیکھنا چاہتا ہوں۔ قمر کی آنکھوں کی رزم بزم کا تماشہ دکھا۔ ابرو کمان دار ہلالی شکل کا جھنڈا بلند کر۔ دل کے اندر توحید کی منادی ہو۔ ذکر پاس انفاس کی عملداری ہو۔ ہر ایک کو منزل مقصود تک پہنچا۔ دل انوار روحانیہ سے نُور علیٰ نور رہوں۔

(آمین ثم آمین)

☆☆☆☆☆

ہفتہ کے روز

(چوتھا دن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ تو بے نیاز، رحمت اور بخشش کرنیوالا، امیر غریب تابعدار اور سرکش کو روزی دینے والا، پاک معبود مولا، تیرے دروازے پر سر جھکاتے ہیں، جلوہ قمر کا ایک نظارہ دکھا، وہ جس سے یروشلم کی رہنے والیوں نے اپنے سر کے بال پاؤں کے نیچے رکھ دیئے تھے، کوہ طور پر جس کا نظارہ دیکھ کر موسیٰ بیہوش ہو گیا تھا۔ فاران کی چوٹی پر جو دس ہزار قدسیوں کے ساتھ نمودار ہوا۔

میرا معشوق گندمی گوں سفید رنگ، گیسو دراز، کشادہ پیشانی، ہونٹوں میں حلاوت، سر وقد، چشم آہو، سرخ لب۔ جس کیلئے جہان بنایا گیا، جس کا نظارہ 11 ربیع الاوّل کو نظر آیا۔ الٰہی اس کے طفیل۔ اس کے صدقہ ہمارے گناہ بخش دے،

اسْتَغْفِرُ اللّٰہ الذّی لا اِلٰہَ الا اللہ عَلَیْہ توکّلتُ وَ ھُوَ رَبّ العَرْشِ العَظِیم۔

(سات بار پڑھیں)

☆☆☆☆☆

اتوار کے روز

(پانچواں دن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رازوں کو کھولنے والے، دلوں میں الفت، محبت، عشق پیدا کرنے والے، انوار روحانیہ کا نزول فرمانے والے، میرے دل زخم خوردہ کا علاج کر۔ جو کسی مستانی آنکھ کا گھائل ہے۔ جو کسی کی سیاہ زلف کے اندر پھنس گیا۔ جس نے پاک مکھڑے کا دیدار کر لیا۔ جو کہ ازل میں نور ابد میں ظہور ہو کر کے چمکا۔ اُس کا وصال چاہتا ہوں۔ اُس کی یاد ستا رہی ہے۔ دل کے اندر بے قراری بڑھ رہی ہے۔ میری اس نازک منزل کو آسان کر دے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی سیّدنا مُحَمدٍ و علٰی اٰلِ سیّدنَا مُحَمّدٍ وَ بَارِك وَسَلِّم ۔

میرے تمام احباب پر اپنا فضل نازل کر۔ اُن پر اپنا جلوہ ظاہر کر۔ جلوہ قمر کی روشنی دکھا، عشق کے اندر اُن کو مبتلا کر کے منزل مقصود تک پہنچا۔

(آمین ثم آمین)

☆☆☆☆☆

پیر کے روز

(چھٹا روز)

بسمِ اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

لوح، انگوٹھی، بخشنے والے خدا، جلوہ روحانی دکھانے والے خُدا۔ پاک معبود۔ عاجز گنہگار ہوں، بخشش کا امیدوار ہوں۔ سوائے تیری یاد کے کسی کی یاد نہ ہو۔ سوائے تیرے دیدار کے کسی کی خواہش نہ ہو۔ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ۔ جو کعبہ کے اندر برسا رہا ہے۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ بخش دے۔

مولا ذکر پاس انفاس جاری ہو۔ کوئی وقت تیری یاد کے بغیر نہ گزرے۔ اپنی بخشش کے دریا موجِ زن کر۔ جو ہمارے دشمن ہیں اُن کو مسخر کر دے۔ غیبی خزانوں سے ہماری امداد فرما۔

(آمین ثم آمین)

☆☆☆☆☆

منگل کے روز

(ساتواں روز)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شروع اللہ مہربان بخشش کرنے والے کے نام سے۔ جس نے تنگی میں کشادگی بخشی۔ جس نے بچھڑے ہوئے دو دلوں کو ملا دیا۔ صدقہ اُس پاک محبت کا جو کہ دنیا میں معراج کی رات اور ربیع الاوّل کو ظاہر ہوئی۔ بخشش کے دروازے کھول دے۔ دشمنوں کو مسخر کر دے۔ اُن کو راہِ ہدایت دکھا۔

مولا۔ مولا۔ صدقہ اُس پیارے خلقوم کا جو کہ تیری خاطر بمع اہل و قبائل کے میدان کربلا میں ظاہر ہو کر شہید ہو گیا۔ صدقہ اُس گیسو دراز قمر جس کی جلوہ نمائی کا وقت قریب آ گیا۔ اپنے غیبی خزانے کھول دے۔ رحم کے دروازے میں ہم کو داخل کر۔ آمین

ہر ایک کی خاص اُمید پوری کر ہر ایک فریادی کی فریاد سُن۔ بیماروں کو شفا عطا فرما۔ بے اولادوں کو اولاد دے۔ قرض داروں کو قرض سے رہائی دلوا۔ آمین

ہماری فریاد کو سُن۔ مولا آخری نظارہ دکھا دے، قمر کی جلوہ نمائی ہو۔ پیاسی زمین سیراب ہو۔ قمر پیارے قمر آ۔ اپنے وصل سے سرشار فرما۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدَ نَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدَ نَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّم۔ (تین بار)

☆☆☆☆☆

مختلف رسائل اور رسالوں سے اقتباس

خواجہ حسن نظامیؒ

سید محمد اشرف کشفی نظامی پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ حضور شیخ عبدالقادر کی اولاد سے ہیں۔ سالہا سال سے بسلسلہ ملازمت رنگون (برما) میں رہتے ہیں۔ لمبا قد، مضبوط جسم اور کتابی چہرہ ہے آواز بلند ہے، داڑھی رکھتے ہیں۔ بہت کم سخن مگر پرجوش مسلمان ہیں۔ باعمل ہیں، سادات بنی فاطمہ کی بہت سی عادات وصفات ان کے اندر موجود ہیں مزاج میں تکبر اور غرور نہیں۔ اپنے فرائض کو بڑی محنت اور پابندی سے اور ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں ایسے مخلص مسلمان بہت کم ہی پائے جاتے ہیں۔

(25 دسمبر منادی)

ہندوؤں اور سکھوں نے شکر گڑھ کے علاقے میں مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ ان کی مساجد کو تالے لگا دیئے گئے تھے اور اذانیں دینے پر پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ ان مظالم کے خلاف تحصیل نارووال کے گاؤں علی پور سیداں کے پیر جماعت علی شاہ بار بار صدائے احتجاج بلند کرتے رہے اور ان کے ایک ہم عصر ساتھی چک قاضیاں کے بزرگ سید محمد اشرف کشفی نظامی نے مسلمانوں کی مالی امداد کر کے انہیں خودکشی سے بچا لیا۔ شاہ جی نے سیرت رسول ﷺ کی تحریک شروع کر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر دیا۔ یہ تحریک جو چک

قاضیاں سے شروع ہوئی پورے ہندوستان میں پھیل گئی اور آج یہ پوری دنیا میں جوش وخروش اور شایان شان طریقے سے منائی جاتی ہے۔

(کتاب ''طیب شہید'' چودھری نذیر احمد کویت یونیورسٹی)

انگریزوں نے برصغیر میں اقتدار چونکہ مسلمانوں سے چھینا تھا۔ اس لئے فطری طور پر ان سے خائف بھی تھے اور انہیں سیاسی واقتصادی لحاظ سے مفلوج کرنے کے طریقے بناتے رہتے تھے تعلیم کے شعبے میں خاص طور پر انہیں پیچھے رکھنے کے لئے اقدامات کیے گئے۔ ہندوؤں نے اس صورتحال کا فائدہ اٹھایا۔ انتہاپسند شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں تک لے گئے۔ مسلمانوں کی ابتر حالت کو سنوارنے اور انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے جو دردمند دل سوچ بچار کر رہا تھا وہ سید اشرف کشفی نظامی تھے۔ انہوں نے اپنے مقاصد کی تشہیر کے لئے ''تنظیم'' کے نام سے ایک اخبار بھی نکالا۔ لیکن یہ سلسلہ صرف دو سال تک جاری رہا۔ اس کے لئے اکٹھا ہونے والا فنڈ بعد ازاں نادر شاہ کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ تبلیغ اسلام کے لئے رنگون سے ''شیر'' نامی اخبار بھی نکالا گیا جس کی اشاعت 1962ء میں برما پر جاپان کے قبضہ تک جاری رہی۔ تحریک سیرت شروع کی گئی اور اسے تمام ہندوستان اور بیرون ہندوستان پھیلا دیا گیا۔ اس سلسلے میں تمام اسلامی ممالک افریقہ اور چین و جاپان میں بھی تحریک کے مراکز قائم کئے گئے۔

(خواجہ حسن نظامی 8 جون 1934ء ''منادی'')

مولانا سید اشرف کشفی شاہ نظامی جس صداقت وخلوص اور ہمت واستقلال کے ساتھ اسلام اور اسوہ حسنہ کی تبلیغ فرما رہے ہیں جن کی اطلاعیں تمام ہندوستان کے اخباروں میں چھپتی رہتی ہیں۔ ہندوستان میں سیرت کمیٹی کی بنیادوں کو مضبوط کر کے اب مولانا کشفی شاہ نظامی نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ جاپانیوں کو بھی اسلام کی برکات سے مستفید کیا جائے۔

چنانچہ شاہ جی نے سیرت رسول ﷺ کا جاپانی ترجمہ کروا کے جاپان میں چھپنے کے لئے بھیج دیا۔ اور بہت سی کتابیں اور رسالے جاپان کی تمام لائبریریوں، یونیورسٹی اور اخباروں کے نام روانہ کیے ہیں۔ جاپان کے علاوہ یہ کتابیں جاوا، ہانگ کانگ، سیام، سنگاپور، ملایا وغیرہ بھی گئی ہیں۔ ہم کو پوری امید ہے کہ مولانا کشفی شاہ نظامی جیسے مخلص اور مستقل مزاج خادم اسلام انشاء اللہ اپنی اس نئی خدمت میں بھی ضرور کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ شاہ جی کو ہمت وعزم میں برکت اور عمر وصحت میں ترقی عطا فرمائے۔ اور مسلمانوں کو ان کی امداد واعانت کی توفیق دے آمین۔

(منادی دہلی جولائی 1934ء)

1935ء میں خواجہ حسن نظامی
کو ایک خط میں کشفی شاہ نظامی لکھتے ہیں

آنحضرت ﷺ کی احادیث کا ترجمہ جاپانی زبان میں شائع ہو گیا۔ پانچ کاپیاں آپ کو بھی روانہ کر دی ہیں۔ 5000 کاپیاں جاپان میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔ جاپان سے قرآن شریف کا مکمل ترجمہ جاپانی زبان میں دو جلدوں میں وصول ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ صرف ترجمہ شائع کیا ہے۔ عربی متن شامل نہیں کیا گیا۔ کاغذ بہت اعلیٰ، جلد نفیس اور ٹائپ بہت ہی عمدہ ہے۔

8 جون 1934ء کے منادی سے

حیدر آباد کے موجودہ بادشاہ اعلیٰ حضرت حضور نظام اس تحریک سے پہلے ہی ذکر رسول ﷺ کا چرچا بڑھانے کے حامی تھے اس لئے انہوں نے اپنی مسلمان رعایا کی اس تحریک میں دلچسپی لینا شروع کر دی اور یہ تحریک سارے ہندوستان میں ہر دلعزیز ہو گئی۔ سب اخبار اور رسالے میلاد نمبر شائع کرنے لگے ہیں۔ عوام وخواص کی طرف سے ان کی خرید سے حوصلہ افزائی ملی۔ مولانا سید اشرف کشفی نظامی نے سیرت کمیٹی کی بنیاد رکھی جس سے سیرت

رسول ﷺ کا لٹریچر ہر زبان میں بڑھنے لگا۔

اخبار میں شائع ہونے والی خبر کی سرخی

بانی سیرت کمیٹی کی جائے پیدائش میں عید میلاد النبیؐ کی تقریب

12 ربیع الاول 1934ء کو سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی مسلمانوں میں ایک عجیب قسم کی زندگی کی لہر پائی گئی۔ بچے زرق برق لباسوں میں ملبوس جھنڈیاں ہاتھ میں لئے آپ کے گھر داخل ہو رہے تھے۔ نوجوان ہاتھوں میں جھنڈے لئے اللہ ھو کا ورد کرتے نعرے لگاتے ہوئے پہنچنا شروع ہوئے اور جلوس میں شرکت کا انتظار کرنے لگے۔ 8 بجے جلوس شروع ہوا جس میں بچے، نوجوان اور بزرگ شامل ہوتے رہے۔ درود پاک ﷺ اور صلوۃ وسلام کی صداؤں سے فضا گونج اٹھی۔

جلوس گاؤں کی گلیوں سے ہوتا ہوا مختلف مزارات پر پہنچا۔ گاؤں کے مزارات سے دربار عالیہ بی بی مریم صاحبہ تک گیا وہاں محفل نعت ہوئی وہاں سے واپس گاؤں آیا۔ گاؤں مین ایک جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی وہاں 10 بجے جلوس پہنچا۔ گردونواح کے دیہات سے بھی لوگ جلسہ گاہ پہنچے۔ جلسے کی صدارت سید ظہور شاہ نے کی۔ تلاوت کے بعد سید ناظر حسین، سید صادق حسین، مولوی بشیر احمد اور سید محمد شبیر نے ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

مولوی حامد گمٹالوی، مولوی عبدالغنی اور مولوی محمد داؤد عربی مدرس غلام دین اسلامیہ ہائی سکول مینگڑی نے سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسوہ حسنہ کی پیروی کی اپیل کی۔ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول مینگڑی اپنے سٹاف کے ہمراہ تشریف فرما تھے انہوں نے سید اشرف کشفی کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے صاحب صدر کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ تین بجے ختم ہوا۔ جلسے کے اختتام پر دعا ہوئی اور لنگر تقسیم کیا گیا۔ جلسے میں شمع رسالت

کے تقریباً ایک ہزار پروانوں نے شرکت کی۔ گاؤں کی حیثیت سے یہ بہت کامیاب جلسہ تھا۔
(سیکرٹری سیرت کمیٹی محمد نذیر)

حسن نظامی دہلوی 29 مئی 1936ء منادی

میرے خلیفہ سید اشرف کشفی نظامی نے عید میلاد النبی ﷺ کی تحریک کو سیرت کمیٹیوں کے نام سے تمام ہندوستان اور بیرون ہندوستان پھیلا دیا ہے۔ چین، جاپان اور تمام اسلامی ملکوں میں عید میلاد النبی ﷺ اور تبلیغ اسلام کے مراکز قائم کر دیئے۔ اور اب وہ 10,000 رضا کار برما میں عید میلاد کے لئے جمع کر رہے ہیں۔ اس واسطے ان کی تصویر بھی اس جگہ شائع کرتا ہوں تاکہ دوسرے خدام اسلام کو بھی خدمت اسلام کا شوق پیدا ہو۔

تصویر پر لکھا ہے فرزند غوث اعظم، مبلغ اسلام و بانی سیرت کمیٹی و خادم خلق اللہ سید کشفی شاہ نظامی ناظم جماعت نظامیہ صوبہ برما۔

مولانا گل شیر خان رنگون کی رپورٹ

12 جون 1936ء

3 جون کو رنگون میں عید میلاد النبی ﷺ بڑی شان و شوکت کے ساتھ منائی گئی۔ تمام مشہور عمائدین نے حصہ لیا۔ مختلف فرقوں کے تقریباً ایک لاکھ مسلمان جلوس میں شریک تھے 5000 رضا کار یونیفارم پہنے ہمراہ تھے۔ جلوس تقریباً دو میل لمبا تھا۔ نظارہ بہت پر اثر تھا۔ جلوس پروگرام کے مطابق سڑکوں پر بہت منظم طور پر گزرا۔ ہر کام بہت ہی پرسکون طریقے سے ہوا۔ جس کے لئے منتظمین لائق ستائش ہیں۔ سیرت آفس کے سامنے جلوس ختم ہونے پر سیرت کمیٹی کے بانی مولانا محمد اشرف کشفی نظامی نے بہت پراثر اور جامع تقریر کی۔ جس کو لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سنا گیا۔ شہر جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ دکانیں بند رکھی گئی تھی۔

سیرت کے پمفلٹ ہزاروں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں مفت تقسیم کیے گئے۔

(12 جون 1936ء منادی صفحہ 24)

12 ربیع الاول 1936ء کی لکھنو میں جلوس نکالنے کا پروگرام تھا اس کے متعلق سی آئی ای، آئی سی ایس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لکھنو نے یہ حکم جاری کیا

ہر گاہ ایک جلوس لکھنؤ میں 3 جون 1936 کو نکالا جانے والا ہے۔ جلوس میں سنی منتظمین نے شیعہ مسلمانوں کو بھی جلوس میں شرکت کرنے کی دعوت دی ہے۔ شیعوں نے اس جلوس میں شامل ہونے پر رضا مندی کا اظہار کیا ہے۔ مجھے پولیس اور دیگر ذرائع کی اطلاع پر یقین کرنے کے لئے کافی وجوہ موجود ہیں کہ کچھ غیر ذمہ دار افراد کی طرف سے ایسی نظمیں جو مختلف حوالے سے ہیں اس اجلاس میں پڑھی جانی ہیں۔ ایسی نظموں کی گنجائش نہیں ہے۔ ہر گاہ ایسی نظموں کے جن کے پڑھنے سے نقص امن عام کا اندیشہ ہے۔

میں حسب ذیل حکم زیر دفعہ 144 ضابطہ فوجداری نافذ کرتا ہوں۔

1۔ کوئی شخص جلوس یا اجلاس کے لوگوں کی سماعت کے اندر یا کسی شارع عام پر مجمع میں مدح صحابہ نہ پڑھے گا۔

2۔ کوئی شخص ایسے الفاظ یا اشعار جن سے کسی دوسرے فرقہ کے پیروکاروں کی ذلت یا ہتک ہوتی ہو۔ اس جلوس کے راستہ میں یا جلوس کے لوگوں کی سماعت کے اندر یا کسی شارع عام پر کسی مجمع میں نہ استعمال کرے گا نہ پڑھے گا۔

3۔ کوئی شخص جو اس اجلاس میں شرکت کر رہا ہو وہ کسی قسم کا ہتھیار یا لاٹھی ساتھ لے کر نہ جائے گا۔

چونکہ موقع اس کا نہیں ہے کہ اس نوٹس کو تعمیل ان اشخاص پر جن کے خلاف یہ حکم نافذ کیا

جاتا ہے بروقت ہو سکے اس لئے یہ حکم یک طرفہ جاری کیا جاتا ہے۔ یہ حکم جملہ مسلمانوں کے اوپر عائد کیا جاتا ہے اور شہر لکھنؤ میں 3 جون 1934 کو نافذ رہے گا۔ اس حکم کے بعد 2 جون کی شام کو امین الدولہ پارک میں اہل تشیع کا ایک جلسہ زیر سرکردگی مولوی ظفر الملک منعقد ہوا اور اس میں طے کیا گیا کہ احتجاجاً بارہ وفات کا یہ جلوس محمدی نہ نکالا جائے۔ اسی جلسے میں ایک دوسری بات طے کی گئی کہ 12 جون کو ایک جلوس نکالا جائے گا۔ جس میں مدح صحابہ پڑھی جائے گی۔ ایک دوسرا جلسہ سنی مسلمانوں کا شیخ مشرف حسین کے مکان پر زیر صدارت خاں بہادر سید احمد حسین منعقد ہوا اور ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس حکم کو منسوخ کرانے کی تدابیر نکالی جائیں اس کمیٹی کے صدر مولوی محمد نسیم ممبران سید ظہور احمد، چودھری نعیم اللہ، احترام علی، محمد نعیم اور مولوی ظفر الحق ہیں۔

(سرفراز لکھنؤ)

سیالکوٹ میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس مقررہ پروگرام کے مطابق شروع ہوا سب سے آگے شیخ عبدالرحیم بمعہ اپنے نوجوان سیکرٹری اور 3000 لوگوں کے ساتھ سبز جھنڈے اٹھائے ہوئے شروع کیا گیا پھر اس میں اسلامیہ سکول کے تقریباً 2000 لڑکے شامل ہو گئے ان کے ساتھ بینڈ بھی تھا۔ اس کے بعد ایک سرفروش مولوی عبدالغنی بمعہ اپنی جماعت کے شامل ہوئے۔

اس کے بعد یوسف کور، مسلم والنٹیر کور، آغا خانی جماعت کا بینڈ، خالد کور، میانہ پورہ کی کور، احرار اسلام کی کور رحمانی کور، شاہ سیداں کی کور، اسلام پورہ کی کور، بینڈ مصطفیٰ کور، پنجاب مسلم والنٹیر کور، پکا گڑھا کور، پھر رنگ پورہ کی کوریں جو ماسٹر حسن محمد سابق میونسپل کمشنر کے ماتحت تھیں یعنی حیدری کور، ملک کور، اسلامی کور، حمید کور، محمد علی کور، سنی کور پھر سائیکل سوار گھڑ

سوار، تانگے والے اور پیدل جو 50,000 سے بھی زائد تھے جلوس میں شامل تھے۔

چودھری محمد دین نے شربت کا نہایت عمدہ بندوبست اڈہ شہباز خاں پہ کر رکھا تھا۔ عورتیں بھی اپنے مکانوں کی چھتوں پر یہ نظارہ دیکھ رہی تھیں۔ جلوس تمام بازاروں سے گزرتا ہوا امام صاحب کے چوک پر ختم ہوا۔

دہلی میں رات کے آٹھ بجے بستی خواجہ نظام الدین اولیاء سے شاندار جلوس نکالا گیا۔ جس میں اسلام زندہ باد عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو کے نعرے لگائے گئے۔ حضرت مولانا اشرف کشفی نظامیؒ نے جلوس میں نعتیں پڑھیں۔ 9 بجے حسین نظامی کی طرف سے وادی ایمن باغ میں براڈ کاسٹنگ ریڈیو مشین کے ذریعے نعتیں سنائی گئیں۔ فردوس اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام سنایا۔ صمصام الدین، سید نصیر احمد، نظام علی نے میلاد شریف پڑھا۔

لاہور، دھاریوال، راجپورہ پٹیالہ، آگرہ، کوئٹہ، سوری اڈھونی، شیلانگ، اروپہ، سہارن پور، ایوب محل، الہ آباد، احمد آباد، جون پور، کلر شریف، ناگپور، کمیالا، دوحد، گودھرہ، فورس گنج ضلعی پورینہ، سکندرہ راؤ، کوہاٹ، بنوں، روہتک، شملہ، احمد آباد، لدھیانہ، امرتسر، بڑودہ، میں جشن عید میلاد النبی ﷺ شایان شان شاندار طریقے سے منایا گیا۔ بڑودہ میں ڈاکٹر ہیرانند شاستری ایم اے نے پرتاثیر تقریر کی۔ خطاب میں انہوں نے کہا میں آنحضرت ﷺ کو بڑا بھاری بھگوان اوتار مانتا ہوں۔ پھر بھگوت گیتا کے اشلوک کا ترجمہ کیا۔ کہ جب مذہب میں خرابیاں ہونے لگتی ہیں تو بھگوان خود آتا ہے۔ اسی طرح پیغمبر نے بھگوان کا اوتار لیا۔ آنحضرت ﷺ نے عرب ہی کو نہیں بلکہ ساری دنیا کو وحدانیت کا سبق سکھایا۔ دنیا کو بتلا دیا کہ خدا پر بھروسہ کرو اس لئے آنحضرت ﷺ کا کہنا بالکل صحیح ہے کہ سب پیغمبروں میں ان کا درجہ

بہت بڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ ایک میوہ فروش کی دکان پر بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو برا بھلا کہا آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ میوہ فروش نے پوچھا یا حضرت یہ بات کیسے ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا میں آئینہ ہوں جو شخص جیسا ہوگا اسے ویسا ہی دکھائی دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے کہا جو پیغمبر کو برا کہے گا وہ خود برا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ پیغمبر نے جو کچھ کہا وہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مذہب کے انسانوں کے لئے کہا تھا۔

جلوس میں انجمن اسلام کی سرکردگی میں جامع مسجد سے نکالا گیا۔ جس میں 10 مقررین نے خطاب کیا۔

منادی 14 مئی 1937ء خواجہ حسن نظامی

جب سے عید میلاد النبی ﷺ کی تحریک شروع ہوئی ہے ہر سال اس تحریک میں ترقی ہوتی جا رہی ہے۔ مولانا اشرف کشفی نظامی نے ہر مقام پر سیرت کمیٹیاں قائم کر دی ہیں۔ جس سے عید میلاد النبی ﷺ کی تحریک بہت مضبوط ہو گئی ہے۔ ان جلوس میں غیر مسلم لوگوں نے بھی عید میلاد ﷺ کے پروگراموں میں بہت اچھی تقاریر کی ہیں۔ سیرت رسول کی پیروی کا جذبہ نظر آتا ہے۔

منادی مئی 1937ء

رنگون میں پہلا جلسہ 23 مئی 1937ء کو شام 5 بجے مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کے زیر اہتمام ہوا۔ مرزا محمد رفیع بار ایٹ لاء نے صدارت کی۔ ماسٹر وائی سی باوا نے تلاوت کی۔ مسٹر گھوش نے بنگالی زبان میں حمد پیش کی۔ جلسہ میں چونکہ ہر مذہب کے لوگ شریک تھے اس

لئے زبان انگریزی ہی رکھی گئی۔ سیرت کمیٹی نے 1000 کتابیں مفت تقسیم کیں۔ دوسرا جلسہ اسی سوسائٹی کے زیر اہتمام جناب مولانا سید اشرف نظامی بانی تحریک سیرت وصدر سیرت کمیٹی رنگون کی زیر صدارت ہوا۔ اردو زبان میں تقریریں کرنا تھی حال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ معزز صدر نے پر جوش تقریر کی اور قوم کو محبت خدا اور رسول کے مرکزی نقطے کی طرف سمٹ آنے کی موثر ہدایت کی۔ علامہ عبدالرشید نے سیرت رسول پہ نہایت کاملانہ تقریر کی۔ ایم اے رشید نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

25 جون 1937ء منادی خواجہ حسن نظامی

میرے خلیفہ سید اشرف کشفی شاہ نظامی کو وہابیوں نے ایک دھوکہ دیا ہے۔ جب عید میلاد النبی ﷺ کی تحریک شروع ہوئی اور کشفی شاہ نے اس کی امداد میں حصہ لیا اور کہا کہ ہر جگہ سیرت کمیٹیاں قائم کریں۔ چنانچہ شاہ جی نے ہر مقام پر سیرت کمیٹیاں قائم کرادیں اور اب یہ کام سیرت کے نام پر ہو رہا ہے۔ وہابیوں کی چال تھی کہ عید میلاد النبی ﷺ میں لفظ میلاد شامل ہے جس سے وہابیوں کے تن بدن میں آگ لگتی تھی۔

اس لئے انہوں نے کہا کہ اصل مقصد تو سیرت رسول کا بیان کرنا ہے۔ لہذا اس کمیٹی کا نام سیرت کمیٹی ہی ہونا چاہیے میں خاموش رہا کہ اس وقت نام کی بحث کی تو وہاں رخنہ اندازی ہوگی۔ مگر اب جب کہ یہ تحریک تمام اسلامی دنیا میں مقبول ہوگئی ہے۔ توڑنے کی بات نہیں ہر مقام کی سیرت کمیٹیاں عید میلاد النبی ﷺ سے ہی پروگرام رکھیں۔ ورنہ ان سب کا حشر وہابیوں جیسا ہوگا۔ اگر انہوں نے میری اس اطلاع کے بعد بھی سیرت کمیٹی نام پر اصرار کیا۔ سیرت کمیٹی نام اچھا ہے۔ مگر وہابیوں کو میلاد کے نام سے نفرت ہے اس کو دور کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ میرے مرید کا فرض ہے کہ وہ عید میلاد النبی ﷺ کہا کرے۔

یکم جون 1934ء منادی خواجہ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی نے مئی 1934ء میں رنگون آنا تھا ان کے والہانہ استقبال کے لئے مشتاقان جمال کا ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ حد نظر لوگوں کا ہجوم تھا لوگ رنگ برنگے پھولوں کے ہار لئے کھڑے تھے۔

کشفی کور کے وردی پوش، والنٹیر بغرض امداد موجود تھے۔ خان بہادر احمد چاندو، محمد داؤد جی دادا بھائی، سید مقبول شاہ، عبدالماجد سیٹھ، صوفی محمد جان توحیدی، کشفی شاہ نظامی، رمضان علی، منشی نذیر احمد، مولوی عبدالخالق، محمد رمضان، عبدالرزاق، سید نوراللہ نے استقبال کیا۔

سب سے زیادہ خوشی روحہ بنت کشفی، فرزندان کشفی سید محمد اقبال اور سید محمد ظفر کے آنے اور میلا د منانے پر ہوئی۔ جب بیٹی اور دونوں بیٹوں نے ''باباجی سلام'' کہہ کر پھول پہنائے تو ایسا معلوم ہوا کہ ان کی روح میرے سامنے ہے۔ میں اب رنگون نہیں بلکہ دہلی جا رہا ہوں۔ رنگون کے بہت سے احباب اور عمائدین صف بندی کیے ہوئے کھڑے تھے۔ مولانا نذیر احمد بانی مدرسہ زینت الاسلام کا انتظام تھا۔ کشفی کور کے رضا کار وردیاں پہنے ہوئے اور ڈنڈے ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے اور ہجوم کو سنبھال کر راستہ بنا رہے تھے۔

احباب نے اتنے زیادہ ہار پہنائے تھے کہ مجھ سے ان کا وزن اٹھانا اور گردن گھومنا مشکل ہو گیا تھا میں نے ہار اتار کر سبیل شاہ کو دینے شروع کر دیئے۔

17 جنوری 1930ء

''منادی'' جلد پنجم شمارہ سوم

سید محمد اشرف کشفی شاہ صاحب ایک صاحب ثروت بزرگ ہیں، اخلاق و ایثار، زُہد و تقویٰ اور عمدہ عادات غرض تمام ظاہری اور باطنی محاسن سے آراستہ ہیں۔ دل میں درد اور سوز کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ آپ دین اور دنیا دونوں کاموں میں پورا انہماک رکھتے ہیں۔ آپ صبح چھ بجے سے رات بارہ بجے تک اسلام کی تبلیغ کے کاموں کو انجام دیتے ہیں۔ یوم عید میلاد النبی ﷺ منانے کی تقریب آپ ہی نے شروع کی۔ شدھی سنگھٹن کی تحریکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جب خواجہ صاحب نے 1926ء میں اخبار منادی جاری کیا تو آپ 500 روپے ماہانہ کی امداد سے اخبار کو جاری رکھنے میں مدد کرتے رہے پھر جب تھوڑے ہی دنوں میں شدھی تحریک نے شدت پکڑ لی تو شاہ جی نے امداد کی رقم 6000 روپے سالانہ سے بڑھا کر 12000 روپے سالانہ کر دی۔ جو کئی سال سے اب تک برابر دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی، تبلیغی، انجمنوں اور اخباروں کی دل کھول کر مدد کر رہے ہیں۔ غم زدوں، آفت رسیدوں، غریبوں، ناداروں، یتیموں اور بیواؤں کی اس طرح مدد کرتے ہیں کہ اس کا کسی کو علم بھی نہیں ہونے دیتے، کوئی سائل اور ضرورت مند آپ کے گھر سے کبھی خالی نہیں گیا۔ ہم اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے سینکڑوں خانہ ویرانوں کے گھر آباد کر دیئے ہیں۔ سینکڑوں کو نقد امداد دے کر اُن کو مصائب سے بچایا ہے۔ سینکڑوں کو آپ نے کاروبار کرا دیئے اور سینکڑوں بیروزگاروں کو روزگار کروا دیا ہے۔ آج ملک کے ہر حصّے میں آپ کی جان و مال کو دعائیں دینے والے موجود ہیں۔

4 مئی 1927ء

''منادی'' دہلی

سید محمد اشرف کشفی شاہ نظامیؒ کی اطلاعات سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ اُن کے بھیجے ہوئے تبلیغی رفیق چین کی سرحد تک پہنچ گئے یہ رفیق برما کے مواضعات اور جنگلات میں نہایت کامیابی سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے غیر ملکوں میں بھی تحریک سیرت رسول ﷺ کے سفیر اور مبلّغ مصروف عمل ہیں۔

غالباً دنیا کے سات ملکوں میں شاہ جی کے بھیجے ہوئے تحریک سیرت رسول ﷺ کے مبلغ اور سفیر نہایت خوبی سے اپنا فرض انجام دیتے رہے جس کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے اور اسلام کی اشاعت میں بڑی مدد ملی۔

کشفی شاہ کا ایک خط

19 جون 1934ء منادی

مسلمانو! مسجد شہید گنج واپس مل سکتی ہے۔ سول نافرمانی کرنے سے نہیں، سکھوں کی منت سماجت کرنے سے نہیں، سکھوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے اور بار بار ان سے دریافت کرنے سے نہیں۔ گورنمنٹ کو مجبور کرنے یا التجائیں کرنے سے نہیں، شہید ہونے، گولیاں کھانے اور خون بہانے سے نہیں۔ فتنہ فساد پیدا کرنے یا رونے چلانے سے نہیں۔ احراری اور نیلی پوستوں کے آپس میں لڑنے اور فرقہ بندی کرنے سے نہیں۔ مولانا ظفر علی خاں اور چودھری افضل حق کی لڑائی سے نہیں۔ سرد و گرم تقریریں کرنے، قید ہونے، مضامین لکھنے، اخبارات کی ضمانت ضبط ہونے یا پریس بند ہونے سے نہیں۔ قادیانیوں کو گالیاں دینے یا علماؤں کے فتوؤں سے نہیں۔ مشرقی کو کافر بنانے یا کسی کو امیر ملت اور امیر شریعت بنانے سے نہیں۔ سر ظفر اللہ یا سر فضل حسین کو برا کہنے سے نہیں۔ کسی پر غداری یا ملت فروشی کا الزام لگانے سے نہیں، وزارت کی کرسیاں حاصل کرنے سے نہیں۔ مسٹر جناح کی تیار کردہ کمیٹی پر بھروسہ کرنے سے نہیں، ہرگز نہیں، کبھی نہیں۔ ان تمام کو مسلمانو! نوٹ کرلو۔ کہ ان میں سے کسی کی بات پر عمل کرنے سے کبھی اور کسی حالت میں بھی مسجد شہید گنج واپس نہیں مل سکتی۔ اور کبھی نہیں مل سکتی۔ اور ہرگز نہیں مل سکتی۔ جو ان میں سے کوئی بات بھی کہے وہ اپنے ضمیر کو مسلمانو! دھوکہ دے رہا ہے۔ خواہ مقدمہ کرو یا نہ کرو، واپس نہیں مل سکتی۔

مسجد شہید گنج واپس مل سکتی ہے۔ اگر تم دل سے اس کے لئے خواہش مند ہو۔ اگر تم

چاہتے ہو کہ مسجد واپس مل جائے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم پہلے اپنے لیڈروں، رہنماؤں، علماء کونسل کے ممبروں اور پیروں سے دریافت کرو کہ کیا وہ واقعی مسجد لینا چاہتے ہیں اور ان کا ضمیر مسجد لینے کے لئے تیار ہے۔ تو پھر مسجد واپس مل سکتی ہے۔ وہ قید ہو سکتے ہیں۔ وہ نظر بند ہو سکتے ہیں، گولیاں کھا سکتے ہیں۔ شہید ہو سکتے ہیں، تقریریں کر سکتے ہیں، تحریریں لکھ سکتے ہیں مگر مسجد واپس نہیں لے سکتے۔ کیونکہ مسجد واپس لینے کے یہ طریقے ہی نہیں ہیں۔ مسجد واپس لینے کا اس وقت بس یہی طریقہ ہے جس سے سکھ خوشی خوشی آپ کو کہیں کہ آؤ بھائی مسلمانو! اپنی مسجد واپس لے لو، ہم سے غلطی ہوئی۔ ہم کو معاف کر دو۔ آؤ تم اس میں خدا کی عبادت کرو۔ سکھوں اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے دعائیں کرو۔ ہندو پکار اٹھیں کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ سکھ اور مسلمان متحد ہو گئے۔ اب ہم ان میں نا اتفاقی پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ گورنمنٹ اعلان کر دے کہ اگر چہ ہمارا قانون ایسی ہی ردی ہے۔ کہ مسجد، مندر، گوردوارہ، گرجا کو ایسے وقت میں نہیں بچا سکتا جیسا وقت مسجد شہید گنج پر آیا ہے۔ مگر گورنمنٹ ہونے کی حیثیت سے اس وقت جو مشکلات درپیش آئی ہیں اب قانون کو ترک کیا جاتا ہے۔ مسجد مسجد ہی رہتی ہے خواہ اس پر برسوں کسی کا قبضہ رہے۔

تو کیا مسلمانو! تم چاہتے ہو کہ ایسا ہی ہو۔ تو لیڈروں، علماء کونسل کے ممبروں اور عام مسلمانوں کا جواب آنے کے بعد خدا اور اس کے حبیب کا آسان طریقہ بتایا جائے گا۔ ورنہ پھر نوٹ کر لو۔ آسان طریقہ پر عمل کے بغیر مسلمانوں کو قیامت تک بھی مسجد واپس نہیں مل سکتی۔ میں ہر مسلمان کے جواب کا 70 روز تک انتظار کروں گا۔ کیونکہ اس عرصہ میں تمام ہندوستان تک یہ آواز پہنچ سکتی ہے۔ جواب جماعتی حیثیت سے یا فرداً فرداً ہو، خواہ بذریعہ اخبارات ہو یا تحریری خط کے، ہر ایک پر غور کیا جائے گا۔ اگر اس عرصہ میں مسلمانو نے اس پر

توجہ نہ دی ۔ تو پھر اس وقت تک انتظار کیا جائے گا جب مسلمان خود ہی پکار اٹھیں گے کہ ہمارے پاس اب کوئی ذریعہ مسجد کو واپس لینے کا نہیں رہا۔ اور ہم اب خدا اور رسول ﷺ کے آسان طریقے پر عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہو سکے تو اخبارات کو بھی روانہ کی جائے۔ جس وقت لبیک لبیک کے جواب آئیں گے اس وقت خدا اور اس کے حبیب ﷺ کے آسان طریقہ پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے گی۔ بیج ڈالنے سے قبل زمین کا تیار ہونا ضروری ہے۔

18 ستمبر 1934 ''منادی''

آج تک تحریک خاکساراں مسلمانوں کے سامنے مذہبی رنگ میں پیش کی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ خاکساروں کے دستور العمل میں اسے خالص مذہبی تحریک کہا گیا۔ بلکہ بانی تحریک کا دعویٰ تھا کہ اس تحریک سے مسلمانوں میں صحیح عسکری جذبات پیدا ہوں گے۔ اور وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے اوصاف کے مکمل طور پر حامل ہو جائیں گے۔ نیز خاکسار نوجوانوں میں طارق اور خالد کی طرح دلیری اور جرأت پیدا ہوگی اور صحیح دنوں میں وہ مسلمان سپاہی بن جائیں گے۔ مگر علامہ موصوف کے موصولہ جواب سے جو آپ نے سید کشفی شاہ کے 28 جون کے خط کے سلسلہ میں ''الاصلاح'' جلد نمبر 3 نمبر 27 مورخہ 10 جولائی میں شائع کیا۔ اور جس کو آج ہم اخبار ''شیر'' میں شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ تاکہ اہل بصیرت ہر دو خطوط کو نظر عمیق سے ملاحظہ فرما کر صحیح رائے قائم کر سکیں۔

(''ادارہ شیر رنگون'')

مکرمی ومحترمی جناب علامہ عنایت اللہ خاں مشرقی

السلام علیم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا آپ کا حامی وناصر ہواور آپ کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرے۔تا کہ آپ پر انعام اور برکتیں نازل ہوں۔کیونکہ آپ نے فرقہ بندیوں کی تفریق، نفاق وحسد وبغض کو مٹانے کے لئے جدوجہد شروع کی ہے۔تا کہ مسلمان متحد ہو جائیں۔تا کہ ان کی ذلت کے ایام ختم ہو جائیں۔تا کہ ان میں اصحابہ کرام کا جذبہ ایمانی پیدا ہو جائے اور ان کے دلوں میں خدا اور حب حضور اکرم ﷺ کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ان کی ایمانی قوت سے دنیا کی تاریکیاں ختم ہو جائیں۔اور دوبارہ دنیا میں حکومت الٰہی قائم ہو جائے۔ تا کہ برائیاں مٹ جائیں اور نیکیاں موجود ہوں۔خدا سے دعا ہے کہ وہ آپ کی رہنمائی اس طرح کرے اور آپ کو صراط مستقیم پر رکھے تا کہ کئی روحیں غلطی نہ کریں اور آپ کا ایمان بھی مستحکم ہو جائے۔کہا جاتا ہے کہ ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لئے آپ کونین کی گولی دے رہے ہیں۔لوگ میٹھی گولی چاہتے ہیں۔اب اس گولی کی ضرورت ہے جو نفاق کے جراثیم کو دوسرے اور آب حیات کا کام دے۔تا کہ زندگی پیدا ہو جائے۔اور ایسی زندگی ہو جس میں حرکت ہو، ایسی گولی مت دیجئے جو چینی کی ہو اور زہریلا پن کا کام دے۔قرون اولیٰ میں صحابہ نے آخری قانون، قرآن مقدس پر عمل کیا۔اسوہ حسنہ رسول اکرم ﷺ ان کے سامنے تھا جس پر عمل تھا۔اور اس پر عمل کر کے وہ بکریاں، اونٹ چراتے دنیا کو چرانے لگے۔اور دنیا کے حکمران ہو گئے۔انہوں نے نیکیوں کی تلقین کی، برائیوں کو دور کیا۔

آج بھی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو سیرت محمد ﷺ پر عمل کرنے اور خدا کے قانون قرآن پاک کی طرف متوجہ کیا جائے۔امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ دیں گے۔اگرچہ آپ کا مقصد فرقہ بندی کو دور کرنا ہے مگر خیال فرمایئے کہ فرقہ بندی کو دور کرنے کی بجائے ایک اور

فرقہ پیدا ہو رہا ہے۔ وہ فرقہ خاکسار ہے۔ اس بارے میں اب خواہ کچھ ہی کیفیت ہو مگر چند سال کے بعد دوسرے فرقوں کی طرح یہ بھی ایک فرقہ ہو جائے گا۔ دوسرے فرقے بھی اس طرح وجود میں آئے تھے۔ آج اسلام کو کسی فرقہ کی نہیں، مسلمانوں کی ضرورت ہے۔ آج احرار، نیلی پوش، خاکسار، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی، وہابی، چکڑالوی، اہل حدیث، احمدی، لاہوری، قادیانی وغیرہ تو سب کہلانا پسند کرتے ہیں مگر مسلمان کہلانا آج کوئی پسند نہیں کرتا۔

اس لئے ضرورت ہے کہ اب سب فرقوں کو سخت گولی دی جائے کہ یہ تمام فرقے نابود ہو جائیں مگر ان کے پیرو مسلمان بن کر مسلم کہلانا پسند کریں اور مسلم کہلائیں۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ خدا نے جو اپنے ان بندوں کا نام رکھا ہے جو اس پر ایمان لائے اور جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کیا ہے اور قرآن پاک کو خدا کا آخری قانون مانا۔ خدا نے ان سب کا نام مسلم رکھا ہے تو ضرورت مسلم کی ہے تاکہ تمام فرقے مٹ کر مسلم ہو جائیں۔ تاکہ ان کی تفریق دور ہو اور یہ متحد ہو جائیں جس سے ان کی ایمانی قوت میں اصحابہ کی طرح روشنی پیدا ہو جائے۔ اور یہ خدا کے رنگ میں رنگے جائیں۔ اگر یہ نہیں تو خاکسار ایک اور فرقہ پیدا ہو گیا۔ اتحاد کا اعلان مگر تفریق ہوئی۔ آئندہ کیا ہو خدا بہتر جانتا ہے اس لئے کہ ابھی ابتدا ہے غور فرمایئے، تمام تحریک پر بھی نظر کریں۔ قرآن پاک پر غور کریں۔ سیرت رسول ﷺ کو سامنے رکھیں۔ صحابہ کرام کی زندگیوں سے سبق حاصل کریں خدا آپ کو دل کشادہ اور آپ کو ایمان کی قوت عطا کرے۔

علامہ مشرقی کا جواب

مکرمی و محترم سید کشفی شاہ......السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کے خط نے متاثر کیا ہے۔آپ کے خط میں سچائی کی بو، صحیح وسوسہ اور اسلام کے متعلق صحیح خدشہ ہے کہ خاکسار تحریک آگے چل کر ایک نیا فرقہ نہ بن جائے اور جس مقصد کے لئے تحریک پیدا ہوئی ہے وہ باطل نہ ہو جائے۔آپ سے پہلے اس طرح کا سوال مجھ پر صوفی محمد حسین ساکن محلّہ ڈھولیوال لدھیانہ نے کیا تھا۔ان کا خط اور میرا جواب 31 جنوری 1936ء کے ''الاصلاح'' میں چھپے تھے، آپ شاید متعجب ہوں کہ میں خود اس طبقہ میں شامل تھا جس کو خاکسار تحریک کے بالآخر ایک فرقہ بن جانے کے متعلق خدشہ تھا۔ میں خود اس وسوسے میں تحریک کو جاری کرنے سے قبل پڑا رہا۔میرا اسلامی درد بھی مجھے کچھ مدت تک یہی خطرہ پیش کرتا رہا لیکن میری نیت مجھے صاف اس دلدل سے باہر نکال لائی۔اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میری نیت صاف ہے۔خاکسار تحریک کبھی فرقہ نہیں بن سکتی، وجوہ حسب ذیل ہیں۔

1۔ مصطفیٰ کمال، ہٹلر، مسولینی، عبدالکریم نے اسی زمانہ میں جماعتیں قائم کیں چونکہ ان کی نیت صاف تھی، ان کی جماعتیں فرقے نہ بن سکیں۔

2۔ مذہبی فرقے عقائد کی تدوین سے پیدا ہوتے ہیں، خاکسار تحریک میں صرف عمل پیش نظر ہے۔عقائد سے واسطہ نہیں۔لیکن سب عقائد والے لوگ موجود ہیں اس کھچڑی میں کیا کھیر بن سکے گی۔

3۔ میری نیت مذہبی فرقہ پیدا کرنے کی نہیں جنگی گروہ پیدا کرنے کی ہے۔ سپاہیوں، پہلوانوں اور کھلاڑیوں میں آپ نے کبھی فرقہ بندی نہ دیکھی ہوگی۔

4۔ میری کتاب ''تذکرہ'' کو کم از کم دولاکھ انسانوں نے غور سے پڑھا ہوگا پچھلے بارہ برس میں کم از کم 35 ہزار تائیدی خطوط مجھے پہنچے ہیں۔ میں ان میں سے 35 آدمیوں کا ایک فرقہ نہ بنا سکا کیونکہ میری نیت نہ تھی اب کیوں بناؤں گا۔

5۔ خاکسار سپاہی کے امتیازی نشانات جن سے آپ کو خدشہ ہے اگر آگے چل کر بگڑ بھی جائیں اور خاکساری کی روح اگر مفقود بھی ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ جو فرقہ اس ملبے سے بن سکے گا۔ وہ دہلی کے ''بانکوں'' یا لکھنؤ کے ''تلنگوں'' کا فرقہ ہوگا۔ یہ گروہ مضر نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو مسلمان ماشکیوں کا گروہ جن کے پاس مشک ہوتی ہے اور حجاموں کا گروہ جن کے پاس حجامت کا تھیلا ہوتا ہے خطرناک فرقے بن جاتے۔ آپ کہتے ہیں کہ خاکسار اپنے آپ کو ''مسلم'' نہ کہیں کیونکہ یہی نام ہمیں خدا نے دیا ہے۔

اس کی طرف اشارہ نہیں کہ باقی سب مسلمان ''مسلم'' نہیں۔ کیا اس نام کا اختیار کرنا ہی تمام دنیا کو ہمارا دشمن نہ کر دے گا۔ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ باقی وجوہ اس خط کے جواب سے جستہ جستہ نقل کر دیتا ہوں۔ جو 31 جنوری کے الاصلاح میں چھپا تھا۔ آپ کو غالباً امیر ترکی کی ایک جماعت کا حال معلوم نہیں۔ جس نے اپنا نام ''امت مسلمہ'' یہ رکھا تھا۔ یہ لقب خالص قرآن تھا۔ لیکن یہ چند آدمیوں کا گروہ چند سالوں کے اندر اندر ایک فرقہ اس لئے بن گیا کہ ان کا لقب خالص مذہبی تھا۔ دوسرے مسلمان اس لقب کے متحمل نہ ہو سکے۔ ''اہل قرآن'' اپنے آپ کو ہمیشہ مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ ایک فرقہ ہی رہے اور دس قدم آگے نہ بڑھ سکے۔ سرحد کے مجاہدین چند سالوں کے اندر اندر ایک مستقل فرقہ بن گئے حالانکہ ''مجاہد'' کا لفظ خالص مومن کے لئے ہے۔ ''مومن'' کا لفظ خالص قرآنی ہے لیکن مومن آج صرف جولاہوں کو کہتے ہیں اور الگ فرقہ ہے۔ خاکسار کا نام عارضی ہے یہ نہ

ہمارے کسی نشان پر لکھا ہے۔ نہ سب لوگ ہمیں اس نام سے پکارتے ہیں کوئی ہمیں بیلچہ فوج کہتا ہے، کوئی بیلچہ پارٹی، بیلچہ کی تصویر ہمارے کسی نشان پر موجود نہیں۔ اگر ہم بیلچہ کی بجائے بندوق کندھے پر رکھ لیں تو لوگ ہمیں بندوق فوج کہیں گے۔ الغرض نہ لفظ خاکسار، نہ بیلچہ، نہ وردی، ہماری تحریک کا مقصد مسلمانوں کو عمل سے پھر مسلمان بنانا ہے۔

خاکسار فارسی اور غیر مذہبی لفظ ہے۔ قرآنی لفظ نہیں۔ اگر قرآنی اور مذہبی لفظ ہوتا تو اس کے فرقہ بن جانے کا احتمال ہوتا۔ ایک بڑی اور قطعی دلیل جس کی وجہ سے خاکسار الگ مذہبی فرقہ نہیں بن سکتا۔ یہ ہے کہ اس تحریک میں ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی، اچھوت وغیرہ شامل ہیں اور ہو سکتے ہیں۔ مسلمان کو جب یہ خیال آتا ہے وہ فوراً اس کے مذہبی فرقہ ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ جس روز خاکسار مذہبی فرقہ بننے لگے گا میں خود اس کو اپنے ہاتھوں سے توڑ دوں گا۔ بے فکر رہیں، ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ فرقے شخص پرستی کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ خاکسار تحریک میں شخص پرستی کو فنا کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ تمام احکام ادارہ کی طرف سے نکلتے ہیں۔ عنایت اللہ مشرقی کی طرف سے کبھی نہیں۔

مخلص..... عنایت اللہ

ایس در باجوں میری بخشش نا ہی
تے میں اے در چھوڑ نہ سکاں
اے درگاہ میرے پیر کشفی دی
تے میں سجدیوں سر نہ چکاں
لوکی تکدے نے گھر رب دا
تے میں گھر والے نوں تکاں

میرا کامل پیر کمال نی پیر کشفی نظامی

مولا علی دا لعل نی پیر کشفی نظامی
کرماں والا سید گیلانی
پنجتن پاک دی خاص نشانی
نبی پاک دعین جمال نی پیر کشفی نظامی

خواجہ حسن نظامی دا پیارا
پنجتن پاک دی اکھ دا تارا
پایا شان کمال نی پیر کشفی نظامی

جو در آوے سو پھل پاوے
ڈُبیاں بیڑیاں پار لگاوے
پاک نبی دی آل نی پیر کشفی نظامی

چک قاضیاں وچ ہے آستانہ
مریداں دا اے ہے کعبہ خانہ
ایتھے ہوندا حج کمال نی پیر کشفی نظامی

مولا علی دی اکھ دا تارا
حسن، حسین نوں جان تو پیارا
کر دیندا بیڑا پار نی پیر کشفی نظامی

جیہڑے لوکیں کر دے عرضاں
پوریاں کر دا سب دیاں غرضاں

سن دا سب دا حال نی پیر کشفی نظامی

سوہنا سوہنی لاج نبائے
جتھے یاد کرو آ جائے
رہندا ہر دم نال نی پیر کشفی نظامی

کشفی شاہ میلاد دا بانی
ایہدا مرشد خواجہ حسن نظامی
ایتھے اُوتھے دوایں جہانیں
اساں غریباں دامان نی پیر کشفی نظامی

ایتھے دی پروا نئیں مینوں
میرا اگے رکھ لئیں خیال
ایتھے رہنداایں تو میرے نال نی پیر کشفی نظامی

کشفی پیا دیاں اُچیاں شاناں
کشفی نوں جانے کل زمانہ
پے گئی اے پکار نی پیر کشفی نظامی

گل کشفی دی رب نہ موڑے
منگتا کشفی خالی نہ تورے
اے کردائیں انکار نی پیر کشفی نظامی

(حافظ فقیر محمد، سوک والا)

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

دور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حَسُنَتْ جَمِیعُ خِصَالِہٖ

حسین ہیں اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب خصلتیں

صَلُّوا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

درود بھیجو اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر